الکلمۃ العلیا

مع

خیر الکلام بعلم خیر الانام

صدر الافاضل حضرت
علامہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی

استاذ العلماء مولانا قاری
محمد نصر اللہ چشتی ساہیوی
مہتمم جامعہ رضویہ قمر المدارس

جامعہ رضویہ قمر المدارس
محلہ مومن آباد (اے) نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

الکلمۃ العلیا

از

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مکتبہ جمالِ کرم
۹ مرکز الاویس (دستہ ہوٹل) دربار مارکیٹ لاہور
Voice 92-42-7324948 Mobil 0321-4300441

نام کتاب .... اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا مع خیر الکلام بعلم خیر الانام

مصنف .... صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء مولانا قاری محمد نصر اللہ چشتی سیالوی

صفحات ۴۴۰

تعداد .... ایک ہزار

زیر اشاعت .... ایم احسان الحق صدیقی

قیمت .... =/200 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ جمالِ کرم

۹ مرکز الاویس (دستہ بول) دربار مارکیٹ - لاہور

Voice 92-42-7324948 Mobil 0321-4300441

ناشر جامعہ رضویہ قمر المدارس محلہ مومن آباد نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

حررہ ابوالحسن سید مراتب علی شاہ غفرلہ

سجادہ نشین دربار سلہو کے شریف

بانی جامعہ رضویہ قمرالمدارس کنگنی والہ گجرانوالہ

قطعہ تاریخ اشاعت

''حبیب کبریا کا علم غیب''

۱۴۲۸ھ

خیرالکلام بعلم خیرالانام

۲۰۰۷ء

مولانا نصراللہ چشتی صاحب فہم و ذکاء

پیکر عرفان و دانش خوش ادا شیریں تھا

آپ نے ترتیب دی ہے خوب یہ نادر کتاب

عظمت و شان نبی کا باغ ہے مہکا ہوا

علم غیب مصطفیٰ کے کر دیئے اثبات یکجا

ذیل باطل کا یا شک توڑ کے منہ رکھ دیا

ان کی عظمت کا نہیں ہے دل سے قائل جو بشر

وہ جہنم کا ہے ایندھن ہے یہ فرمان خدا

ہر کمال و حسن و خوبی کا ہے ان پر اختتام

ہیں خدا کے بعد بس وہ کیا کہیں اس کے سوا

ہے عطا کی ان کے رب نے ان کو جو شان عظیم

اس پہ بھی ہیں معترض وہ بد خصال و بے حیا
ہو گیا جس کو لگاؤ ان کی ذات پاک سے
دید کو آتے ہیں اس کی قدسیاں ذی علی
اہل ایماں کے لئے تالیف ہے یہ حرز جاں
لفظ ہے ہر ایک اس کا مشعل نیر پر ضیاء
اس کی خوشبو سے مشام جاں معطر ہو گئی
روح کو فرحت ملی ایماں نے پائی جلا۔
اجر اس کاوش کا دے گا خود خداوند کریم
وجہ بخشش یہ بنے گی توشہ روز جزا۔
فکر جب سال اشاعت کی ہوئی فیض الامیں
یوں ہوا القاء "کتاب عنبر افشاں مرحبا"

١٤٢٨ھ

نتیجہ فکر

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی
سجادہ نشین مونیاں شریف ضلع گجرات

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد شکر ھے

پروردگار عالم کا جس نے مجھ جیسے کمترین کو جامعہ انسانیت سے نوازا احسان ہے اس آقائے دو عالم ﷺ کا جس نے عقل کے گداؤں کو علم و عرفان کی شہنائیوں سے آراستہ کیا محنت عظیمہ ہے حضرت مناظر اسلام شیخ الحدیث والقرآن حافظ و قاری پیر سید مراتب علی شاہ صاحب مدظلہ کی اور استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اکرم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی جس نے مجھ جیسے غبی کو معرفت الٰہی اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے درس پڑھائے اور فرش خاکی سے اٹھا کر بام عروج تفقہ فی الدین تک بلند کیا اور آج میں بھی اس لائق ہوا کہ مصنفین اسلام کی جوتیاں مبارکہ سیدھی کر سکوں میں کیا اور میرا علم کیا اور کیا میری تحریر جو دین پاک کی خدمت کر سکے بس اللہ رب العزت ہی کا کرم ہے جو اس نے تجدید دین کی خدمت کے لئے مجھ جیسے کو مقرر فرمایا بڑا خوش بخت ہے وہ انسان جس کو رب کریم دین کی سمجھ عطا فرمائے فقیر نے یہ بخاری شریف کی احادیث جمع کی ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والے اندازہ کریں کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب پاک کو کتنا علم غیب عطا فرمایا ہے۔ کتنے بے انصاف ہیں وہ لوگ جو دو تین احادیث کا مطلب غلط پیش کر کے آپ سے علم غیب کی نفی بیان کرتے اور اپنے خبث باطنی کا اظہار کرتے ہیں اور دشمنی رسول اللہ ﷺ کا ثبوت دیتے ہیں خود وہ بے چارے جاہل اندھے ان پڑھ ہوتے ہیں اور صحیح قرآن بھی پڑھنا نہیں آتا وہ آپ کا علم پاک ناپ رہے ہوتے ہیں اللہ پاک میری یہ کوشش قبول فرمائے حضور ﷺ کے علم پاک کا صدقہ نافع علم عطا فرمائے۔

طالب دعاء

نصر اللہ چشتی غفرلہ

الحمدلله الذی خلق الانسان وعلمه البیان والصلوة والسلام علی سید المرسلین محمد ن الذی علمه علوم الاولین والاخرین وعلی اٰلہ العلمین بما کان ومایکون واصحابه الذی اختارهم الله لعلوم و فنون

امابعد بندہ مسکین المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین خصہ اللہ بمزید الصدق والیقین ابن الفاضل الکامل حضرت مولنا مولوی محمد معین الدین صاحب مدظلہ العالی مرادآبادی صانہما اللہ الہادی عن کید الاعادی برادران اسلام کی عالی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آجکل مسئلہ علم نبی کریم ﷺ علماء میں ایسا زیر بحث ہے کہ ہر طرف اسی کا ذکر سنا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بحث میں جناب مولنا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری دام فیضہ نے جو اجلہ فضلاء اہل سنت میں سے ہیں ایک رسالہ مسمی ''اعلام الاذکیاء'' تالیف فرمایا جس کی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہیں۔ اس رسالہ میں مولنا صاحب موصوف نے نبی کریم ﷺ کے لیے علم ماکان ومایکون کا اثبات کیا ہے اور کافی ثبوت دیئے ہیں۔ بااینہمہ رامپور کے ایک عالم مولوی حافظ واحد نور صاحب نے اس رسالہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام اعلاء کلمۃ الحق ہے۔ حافظ صاحب موصوف نے اس رسالہ میں جناب مولنا شاہ سلامت اللہ صاحب دام فیضہ کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیاں اور زیادہ گوئیاں کیں جو علماء کی شان سے بعید ہیں۔ مسئلہ کے متعلق وہ رکیک ناحق خلاف صواب تقریریں کیں جو عاقل وفہیم سے غیر متوقع ہیں اس لئے ہم ناچیز نے باستدعائے احباب بالخصوص میاں محمد اشرف صاحب شاذلی کے اصرار سے حافظ صاحب مذکور کے رسالہ کا جواب لکھا اور اس کا نام

''الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ''

رکھا۔ اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں سخت کلامیاں کی تھیں مگر میں نے ان کے جواب میں کوئی سخت کلامی نہ کی اور اس کام کو انہی کی ہمت اور حوصلہ پہ چھوڑا۔ کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہے۔ حافظ صاحب اور ان کے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بدزبانیوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ غالباً یہ حضرات فرصت کے اوقات اسی کام کی مہارت حاصل کرنے میں صرف کرتے رہتے ہیں جس طرح میں نے حافظ صاحب موصوف کیساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسی طرح ان کی سخت کلامی زیادہ گوئی فضول بات کے جواب کیطرف بھی رخ نہیں کیا۔ البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثیں کیں اور حافظ صاحب موصوف کے شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیئے اور جوابات میں تحقیق کو مدنظر رکھا۔ ناانصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا۔ حتی الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین نے رسالے جمع ہوں چنانچہ حسب ذیل رسالے دستیاب ہوئے۔ سب پر نظر ڈالی مگر تقریباً سب کی تقریریں ملتی جلتی ہیں۔ نادر کسی میں کوئی بات کم و بیش ہو۔ تاہم میں نے اس رسالے میں سب کے جواب دیئے۔ اللہ جلشانہ اس کو میرے لیے کفارہ سیئات فرمائے ناظرین سے دعائے خیر خاتمہ مسئول اور نظر انصاف مامول ہے۔

مخالفین کے وہ رسالے اور فتوے جنکا ہمنے بعونہ تعالی جواب لکھا ہے یہ ہیں

تقویۃ الایمان، نصیحۃ المسلمین، مسئلہ علم غیب از مولوی محمد سخی مصدق مولوی

رشید احمد گنگوہی، غیبی رسالہ، فتوے مولوی غلام محمد راندیری، فتوے علمائے دیوبند وغیرہ مجموعہ مطبع صدیقی لاہور کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا مؤلفہ مولوی محمد سعید بنارسی تنبیہ الغیب فی تنبیہ اہل الریب مؤلفہ مولوی عبدالحمید بریلوی، ردالسیف علی سید باتیف، تنزیہ التوحید مؤلفہ مولوی محمد غلام نبوی، براہین قاطعہ، حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی، تحقیق الحق تقریر مولوی محمد ادریس صاحب، علم غیب کا فیصلہ مطبوعہ مطبع اہل حدیث امرتسر، اہل حدیث کا مذہب مصنفہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، اعلاء کلمۃ الحق۔

قبل اس کے کہ مخالفین کی تحریروں کے جواب میں قلم اٹھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کو مختصر طور پر لکھ دیا جائے۔

تقریر مسئلہ۔ حضرت حق سبحانہ تعالی نے اپنے نبی اکرم نور مجسم سیدنا و مولنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ و غائبہ کا علم عطا فرمایا۔ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کف دست ظاہر کر دکھایا۔

(حضور کے لیے علم جمیع اشیاء ثبات قرآن پاک سے)

خود ارشاد فرمایا الرحمن علم القرآن اس آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے سرور کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی پس جب کلام پاک میں ہر چیز کا بیان اور سرور کرم اس کے عالم تو بے شبہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ اشیاء کے عالم ہوئے

حکی ابن سراقہ فی کتاب الاعجاز عن ابی بکر بن مجاهد انہ قال یوما من شئی فی العالم وهو فی کتاب اللہ فقیل لہ فاین ذکر الخانات فقال

فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیہا متاع لکم
فہی الخانات (اتقان صفحہ ۳۶۸)

ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد سے حکایت کی انھوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہان میں نہیں جس کا ذکر کلام اللہ شریف میں نہ ہو کسی نے کہا کہ سراؤں کا ذکر کہاں ہے فرمایا کہ اس آیت میں "لیس علیکم جناح ان تدخلوا الایۃ" اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور حضرت اس کے عالم تو تمام اشیاء کے عالم ہوئے۔ قولہ تعالیٰ خلق الانسان علمہ البیان (وفی معالم التنزیل) قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمد ﷺ علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون (وفی تفسیر الحسینی) آیہ شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کی بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کر کے علوم ما کان وما یکون سے سرفراز وممتاز فرمایا یعنی گزشتہ وآئندہ اور واضح رہے کہ سرور عالم ﷺ کے لیے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الہیہ کا حضور اقدس ﷺ کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔ مماثلت ومساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علم الہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں۔ کوئی ہستی نہیں رکھتے لیکن باایں ہمہ عطائے الہی سے حضور انور ﷺ کو جمیع کائنات تمام ما کان وما یکون کے علوم حاصل ہیں الحمد للہ ہم نہ مماثلت ومساوات کے قائل نہ عطائے الہی اور فضائل احمدی ﷺ کے منکر۔ مخالفین کا الزام مماثلت ومساوات ہم پر افتراء ہے۔ حیرت یہ ہے کہ کذب جیسے قبیح عیب پر تو حضرت حق تعالیٰ کی قدرت ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کے زور لگائیں اور ناکام

کوششیں کی جائیں اور حضور کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمانے سے خداوند عالم کو عاجز سمجھا جائے۔ تعجب۔ اللہ ہمارے بنی نوع کو ہدایت فرمائے۔

سرآمد مخالفین نے کس دلیری سے حق تعالیٰ کی نسبت یہ بیہودہ کلمات لکھ ڈالے نزدیک و دور کی خبر رکھنی اللہ ہی کی شان ہے۔ خداوند عالم کی جناب میں نزدیک و دور کا لفظ لکھتے شرم نہ آئی۔ افسوس۔ اس سے بڑھ کر اور ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں کہ "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجئے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔" (تقویۃ الایمان صفحہ۲) ان سادہ لوحوں کے خیال میں ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ کو بھی حاصل نہیں بلکہ جب چاہتا ہے کسی چیز کا علم دریافت کر لیتا ہے۔ معاذ اللہ العلی العظیم علم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو بیہودہ کلمات بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے لکھے ہیں انکی نقل کرتے ہوئے طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ اس لئے میں اللہ جل شانہ سے یہ دعا کر کے کہ (الٰہی اپنے بندوں کو ہدایت فرما) اپنے مدعا کی طرف آتا ہوں۔

حضرت سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے جمیع اشیاء یعنی تمام ممکنات ماوجد و یوجد کا علم مرحمت فرمایا۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیتوں اور حدیثوں سے یہ امر ثابت ہو گیا۔ مگر مزید اطمینان کے لئے کسی قدر اور بھی تحریر میں لایا جاتا ہے یہ تو خوب واضح رہے کہ قرآن شریف اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنی کثیر موجود ہیں کہ ان سب کا اس مختصر کتاب میں نقل کر دینا ممکن نہیں۔ اب جو یہاں نقل کیا جاتا ہے وہ مشتے نمونہ از خروارے ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے وعلمک مالم تکن تعلم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے تمہیں تعلیم فرمایا وہ جو کچھ تم نہیں جانتے تھے آیت ۱ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسولہ وان تومنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم ٥ اور اللہ یوں نہیں

کہ تم کو مطلع کردے غیب پر اور لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری کرو تو تم کو بڑا ثواب ہے۔

الفتوحات الالٰہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیہ المعروف بالجمل مطبوعہ مطبع مرتضوی جلد اول صفحہ ۳۰۸ میں ہے والمعنے ولکن اللہ یجتبی ای یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب اور معنی یہ ہیں لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اس کو غیب پر آیت ۲ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ اللہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو مرتضی کرلے رسولوں میں سے۔ اہل تدقیق فرماتے ہیں کہ لا یظھر علی غیبہ علی احد نہ فرمایا کہ اللہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کیونکہ اظہار غیب تو اولیائے کرام پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء واولیاء ہم پر بھی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا لا یظھر علی غیبہ احدا اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں کو ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ کیسا مرتبہ انبیاء کے لیے قرآن عظیم سے ثابت ہوا۔ تفسیر روح البیان جلد رابع صفحہ ۴۹۶ میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے۔ قال ابن الشیخ انہ تعالی لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ الا المرتضی الذی یکون رسولا وما لا یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول۔ یعنی ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ اپنے غیب خاص پر جو اس کے ساتھ مختص ہے رسول مرتضی کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔ آیت ۳ وما ھو علی الغیب بضنین یعنی نہیں وہ غیب پر بخیل ہوگا مرجع یا اللہ ہے یا حضرت ﷺ یا

قرآن شریف۔ ہر صورت میں ہمارا مدعا حاصل ہے۔ کما سنیاتی یہاں صرف اسی قدر آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور احادیث شریفہ کا جلوہ دکھاتا ہوں حدیث ۱ عن عمر قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدا الخلق ۔ ۔ ۔ یہ حدیث پیچھے کتاب میں گزر چکی ہے۔

حدیث ۲ عن عمرو بن الاخطب الانصاری قال صلی اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر ۔ ۔ ۔ یہ حدیث پیچھے کتاب میں گزر چکی ہے۔ یعنی اس دن کو ذکر و الطیبی اور کہا سید جمال الدین نے اولی یہ ہے کہ کہا جائے بہت یاد رکھنے والا ہمارا اب اس قصہ کو دانا ترین ہمارا ہے۔ یعنی اب اعقل کی یہ مسلم نے (از مظاہر الحق مطبوعہ مطبع نولکشور ربع چہارم صفحہ ۶۱۳) مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا صفحہ ۲۸ میں لکھتے ہیں۔ حضرت مؤلف مجہول کی ذرا استعداد علمی کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ احفظنا اعلمنا کا ترجمہ آپ نے بڑے حافظہ والا کیا ہے پس ایسی سمجھ اور اسی تعداد پر اہل حق کا مقابلہ میاں استعداد علمی نہ تھی تو مظاہر الحق دیکھ لیا ہوتا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو یاد کرا دیا اور بتا دیا ہو تو شاگردی کا احسان مانو گے۔

مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کا جوش اور زبان درازی تو انہی چند الفاظ سے ظاہر ہے مگر یہ دیکھنا ہی کہ یہ جوش اور استادی کا دعوی اور صاحب ازالۃ الخفا کے ترجمہ کی تغلیط کہاں تک صحیح ہے۔ اول تو یہ قابل ملاحظہ صاحبان عقل ہے۔ مولوی بنارسی نے احفظنا اعلمنا کا ترجمہ جو بحوالہ مظاہر الحق ان الفاظ میں کیا ہے کہ انہوں نے کہ (حضرت نے ہم کو یاد کرا دیا اور بتا دیا) مظاہر الحق میں کہیں بھی اس کا پتہ نشان نہ پایا

نہیں۔ میں نے مظاہر الحق کی عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہے بحوالہ صفحہ نقل کی آپ ملاحظہ فرمائیے اس میں وہی ترجمہ ہے جو صاحب ازالۃ الخفا نے کیا تھا اور جس پر بنارسی صاحب نے اعتراض کیا۔ بنارسی صاحب نے جو ترجمہ کیا مظاہر الحق میں اس کا پتہ تک نہیں۔ ثانیاً بنارسی صاحب نے صرف اپنی زبان کے زور سے ترجمہ مذکورہ غلط بتا دیا کوئی وجہ غلطی کی نہ تھی۔ نہایت تعجب تو یہ ہے کہ خود ہی مظاہر الحق کا حوالہ دیا اور مظاہر میں اس کے برعکس موجود۔ بنارسی صاحب کا ترجمہ جو انہوں نے اپنے دل سے گھڑا غلط ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں فاعلمنا احفظنا یومئذ لتلک الاخبار لاشتمالہا علی علوم وحِجَۃ آپ نے اپنے فرقہ کو اہل حق کہا اور یہ دیانت کہ فضول مظاہر کا نام بدنام کیا۔ کیا اہل حق کے یہی فعل ہوتے ہیں؟ کیوں جناب اسی لیاقت و دیانت پر استاد بننے اور رسالے لکھنے کا شوق ہے؟ یہ صاحب فریق مخالف کے محدث سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں سے مخالفین کے عالموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں اندازہ کی جاسکتی ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اب مظاہر الحق کا یہ ایمان سوز فقرہ کہ پس خبر دی ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ وہ ہونیوالی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب وغرائب قیامت تک کے ملاحظہ فرمانے کے قابل اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔

حدیث ۳ عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا۔ ۔ ۔

الخ یہ حدیث پیچھے کتاب میں گزر چکی ہے۔ یعنی بطریق اجمال وابہام کے جملہ غائب ہوتا ہے اس سے اور فراموش کرتا ہے اس کو ساتھ تفصیل وتشخیص کے پھر جب دیکھتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے اس کو شخص یعنی ایسے ہی میں وہ باتیں مفصل بھولا ہوا ہوں لیکن جب

واقع ہوتی ہے کوئی بات انمیں سے تو پہچان لیتا ہوں کہ یہ وہی ہے جس کی حضرت ﷺ نے خبر دی تھی (مظاہر الحق صفحہ ۳۱۳) حدیث ۴ مشکوۃ شریف صفحہ ۵۱۲ سطر ۳ فضائل سید المرسلین ﷺ) عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا انتھی بقدر الحاجۃ ۔ یہ حدیث بھی پیچھے کتاب میں گزر چکی ہے۔ (مظاہر الحق صفحہ ۵۰۳ سطر ۱۷) حدیث ۵ مشکوۃ شریف صفحہ ۶۹ س ۲۷ باب المساجد) عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ ﷺ رایت ربی فی احسن صورۃ ۔ ۔ ۔ یہ حدیث بھی پیچھے کتاب میں گزر چکی ہے۔

وضع کف کنایہ ہے مزید فضل اور غایۃ تخصیص اور ایصال فیض اور عنایت و مرحمت اور تکریم و تائید اور انعام سے اور سردی پانا کنایہ ہے وصول اثر فیض اور حصول علوم سے ۔ للہ الحمد کہ اس حدیث شریف سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ ہمارے آقا ﷺ کو ہر چیز کا علم مرحمت ہوا مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۴۶۳ میں ہے۔

فعلمت ای بسبب وصول ذلك الفيض ما في السموات والارض يعني ما اعلمه الله تعالى مما فيها من الملئكة والاشجار و غيرهما عبادة عن سعة علمه الذي فتح الله به عليه وقال ابن حجر ای جميع الكائنات التي في السموات بل وما فوقها كما يستفاد من قصة المعراج والارض هي بمعنى الجنس ای و جميع ما في الارضين السبع بل و ما تحتها كما افاده اخباره عليه السلام من الثور والحوت الذين عليها الارضون كلها يعني ان الله اری ابراهيم عليه الصلوة والسلام ملكوت السموات والارض و كشف له ذلك و فتح علي ابواب الغيوب

حاصل عبارت پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ یہ
عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل ہونے اور ان کا احاطہ کرنیسے اور حضور نے
اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری الآیہ یعنی اور
ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تا کہ وہ
وجود ذات وصفات وتوحید کے ساتھ یقین کرنیوالوں میں سے ہوں۔ اہل تحقیق نے
فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے۔ اس لئے کہ خلیل علیہ السلام نے
آسمان وزمین کا ملک دیکھا اور حبیب علیہ الصلوۃ نے جو کچھ زمین وآسمان میں تھا
ذوات صفات ظواہر وبواطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا یقین
ملکوت آسمان وزمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال اور ارباب
سلوک اور محبوں اور طالبوں کی حالت ہے۔ اور حبیب کو وصولی الی اللہ اور یقین اول
حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں مطلوبوں اور مجذوبوں کی
شان ہے۔ ۱۲ معنی (حدیث کے) یہ ہیں کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
آسمان وزمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر (حضور پر) غیبوں کے دروازے
کھول دیئے گئے یہانتک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں (آسمان وزمین) ہے
ذوات صفات ظواہر مغیبات سب کچھ ۱۲۔ والارض کذلک فتح علی ابواب الغیوب حتی
علمت ما فیھما من الذوات والصفات والظواھر والمغیبات۔ حدیث ۲ مشکوۃ المصابیح
باب المساجد ومواضع الصلوۃ صفحہ ۷۲ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث میں یہ
الفاظ مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورۃ فقال
یا محمد قلت لبیک رب۔۔۔ یہ حدیث بھی پیچھے کتاب میں گزر چکی ہے۔ شیخ عبدالحق

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۶۹ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را۔ حدیث ۷ مواہب اللدنیہ میں طبرانی سے روایت ابن عمر مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا۔۔۔ یہ حدیث بھی پیچھے کتاب میں گزر چکی ہے۔ علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۳۴ میں لکھتے ہیں ان اللہ قد رفع لی اظہر وکشف لی الدنیا حیث احطت بجمیع ما فیہا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ انہ ارید بالنظر العلم۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے حضرت کے لیے دنیا ظاہر فرمائی اور حضور نے تمام ما فیہا کا احاطہ کر لیا۔ اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونیوالا ہے سب کو مثل اپنے کف دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہا ہوں یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃ دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی۔ ''مجازی مشکوۃ المصابیح باب المعجزات صفحہ ۵۳۱ س ۱۲ میں موجود ہے۔ حدیث ۸ عن ابی ھریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منہا شاۃ فطلبہ الراعی حتی انتزعہا منہ۔۔۔۔ یہ حدیث بھی پیچھے کتاب میں گزر چکی ہے۔

سبحان اللہ! جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور کو عالم ما کان وما ھو کائن جانیں اور بیان کریں مگر انسان کو ابھی تردد ہی رہے۔ علامہ علی قاری مرقاۃ المصابیح ج ۵ صفحہ ۴۷۵ میں تخبرکم بما مضی وما ھو کائن کی شرح یوں کرتے ہیں تخبرکم بما مضی ای بما سبق من خبر الاولین من قبلکم وما ھو کائن بعدکم ای من بناء الآخرین فی الدنیا ومن احوال الاجمعین فی العقبی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت گزشتہ اور آئندہ تمام

سے پہلوں اور تمہارے بعد والوں کی دنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتی ہیں طبرانی میں حضرت ابوالدرداء سے مروی ہے۔

حدیث ۹ لقد ترکنا رسول اللہ ﷺ وما یحرک طائر جناحیہا الا ذکر لنا منہ علما۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندا ایسا نہیں کہ اپنا بازو ہلائے مگر حضرت ﷺ نے ہم سے اس کا بھی بیان فرما دیا۔ اب غالباً مخالفین کو تردد ہوگا کہ حضرت ﷺ نے دنیا کے جملہ حالات کیسے بیان فرمادئے اوپر کی حدیثوں میں گزرا کہ ایک ہی روز میں حضور نے قیامت تک کے سب حالات بتائے یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوگی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب رکھتا ہے لہذا غور فرمایئے کہ یہ حضرت ﷺ کا معجزہ تھا کہ حضرت ﷺ نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرمادیئے اللہ نے حضرت ﷺ کو یہ قدرت مرحمت فرمائی ہوئی تھی۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ صفحہ ۲۱۴ میں ہے فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد جمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتھائھا وفی ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ کیف وقد اعطی مع ذلک جوامع الکلم ﷺ۔ یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتداء سے انتہا تک جملہ حالات کی خبر دی اور ایک ہی مجلس میں سب کا بیان فرمادینا ایک بڑا معجزہ ہے اور کیونکر نہ ہو جبکہ حضرت کو حق تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے۔ مشکوۃ المصابیح باب بدأ الخلق وذکر الانبیاء صفحہ ۵۰۸ میں ہے حدیث ۱۰ عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال خفف علی داؤد القران فکان یأمر بدوابہ فتسرج فیقرأ القران قبل ان تسرج دوابہ ولا یأکل الا من عمل یدیہ رواہ البخاری اسی حدیث کے تحت مظاہر الحق ج ۴ صفحہ ۴۸۹ میں اللہ اپنے اچھے

بندوں کے لیے زمانہ کو طے وبسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ رکاب میں پاؤں رکھے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک روایت میں ہے ملتزم کعبہ سے اس کے دروازہ تک جانے میں پڑھ لیتے۔ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی نفحات الانس فی حضرات القدس میں نقل کرتے ہیں عن بعض المشائخ انہ قرأ القران حین استلم الحجر الاسود والرکن الاسعد الی حین وصول محاذات باب الکعبہ الشریفۃ والقبلۃ المنیفۃ وقد سمعہ ابن الشیخ شھاب الدین السھر وردی منہ کلمۃ کلمۃ وحرفا حرفا من اولہ الی اخرہ قدس اللہ تعالٰی اسرارھم ونفعنا ببرکۃ انوارھم۔ جب حضرت سراپا رحمت ﷺ کے نیاز مندوں کا یہ حال ہے تو حضرت کو ایک مجلس میں جملہ احوال کی خبر دینا کیا محال۔ چونکہ اختصار منظور ہے اس لیے اتنی ہی احادیث پر اکتفا کر کے مفسرین محدثین اکابر امت فقہا و علماء مشائخ کی تشریحات پیش کرتا ہوں صاحب کتاب الابریز صف ۴۳ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں۔

واقوی الارواح فی ذلك روحه ﷺ فانها لم يحجب عنها شئی من العالم فهی مطلعة علی عرشه و علوه و سفله و دنياه واخرة وفاره و جنته لان جميع ذلك خلق لاجه ﷺ فتمييزة عليه السلام خارق لهذه العوالم باسرها فعندة تمييز فی اجرام السموات من اين خلقت و متی خلقت ولم خلقت و الی اين تصير فی جرم كل سماء و عندة تمييز فی ملئكة كل سماء واين خلقوا و متی خلقوا والی اين يصيرون و تمييز اختلاف مراتبهم و منتهی درجاتهم و عندة عليه السلام تمييز فی الحجب السبعين و ملئكة

كل حجاب على الصفة السابقة و عنده عليه السلام تمييز في اجرام النيرة التي في العالم العلوي مثل النجوم والشمس والقمر واللوح والقلم والبرزخ والارواح التي فيه على الوصف السابق و كذا عنده عليه الصلوة والسلام تمييز في الجنان و درجاتها و عدد سكانها و مقاماتهم فيها و كذا ما بقي من العوالم و ليس في هذا مزاحمة للعلم القديم الازلي الذي لانهاية لمعلومات و ذلك لان ما في العلم القديم و يخصر في هذه العوالم فان اسرر الربوبية و اوصاف الالوهية التي لانهاية لها ليست من هذالعالم في شئي۔

صاحب کتاب الابریز کی یہ نفیس تحریر مخالفین کے اوہام باطلہ کا کافی علاج ہے وہ صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کی روح اقدس عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے باایں ہمہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ علم الٰہی غیر متناہی ہے اور حضور کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی ہے اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا۔ مخالفین جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم سے واقف نہیں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے علم کی عظمت کو کیا جانیں۔ جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا۔ پس خدا و رسول کو برابر کر دیا۔ یہ ان کی نادانی ہے کہ وہ علم الٰہی کو عالم میں منحصر خیال کریں یا علم متناہی کے برابر ٹھہرائیں۔ مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے ہیں حضور کے علم کو اس کی وسعت کیساتھ تسلیم کرتے ہیں اور عطائے الٰہی کا اقرار کرتے ہیں۔ اور علم الٰہی کو اس کی بے مثال عظمت کیساتھ مخصوص بحق مانتے ہیں درحقیقت علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

انکار کرنیوالے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنیکا الزام لگاتے ہیں علم الٰہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا ہیں اور خداوند عالم کے علم کی تنقیص کرتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ اللہ کے علم و قدرت سے واقف ہوتے تو حضور کے وسعت علم کا انکار نہ کرتے حضور کے کمالات کا انکار وہی کریگا جو خداوند عالم کی قدرت وعظمت سے بیخبر ہے۔

امنوا باللہ ورسولہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم۔ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی سے منقول ہے النبوۃ عبارۃ عما یختص بہ النبی و یفارق بہ غیرہ وھو یختص بانواع من الخواص انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ تعالی و صفاتہ و ملئکتہ والدارالاخرۃ علما مخالفا لعلم غیرہ بکثرۃ المعلومات و زیادۃ الکشف والتحقیق و ثانیھا ان لہ فی نفسہ صفۃ بھا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بھا الحرکات المقرونۃ بارادتنا وھی القدرۃ ثالھا ان لہ صفۃ بھا یبصر الملئکۃ و یشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بھا یفارق الاعمی رابعھا ان لہ صفۃ بھا یدرك ما سیکون فی الغیب۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ المفاتیح ج ۱ صفحہ ۵۴ میں

تحریر فرماتے ہیں ان للغیب مبادی و لواحق مبادیھا لا یطلع علیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق فھو ما اظھرہ اللہ تعالی علی بعض احبابہ لوحۃ علمہ فخرج بذلك عن الغیب المطلق وصار غیبا اضافیا و ذلك اذاتنورت الروح القدسیۃ وازدادافرا ینتھا واشراقھا بالاعراض عن ظلمۃ عالم

الحس و يتجلية القلب عن صداء الطبيعة المواظبة على العلم والعمل و فيضان الانوار الالهية حتي يقرى النور وينبسط في فضاء قلبه و تنعكس فيه النقوش الراتعة في اللوح المحفوظ و يطلع على المغيبات و يتذرف في عالم السفلي بل بتجلي حنيئذن الفياض الا قدس بمعرفة التي هي اشرف العطايا فكيف بغيره۔

مگر براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد انبیٹھوی، مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے صفحہ ۴۷ میں یہ لکھا ہے:۔شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کون سی نص قطعی ہے۔عبارت مسطورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر یہ عبارت پڑھیئے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس قول کے قائل کے نزدیک (معاذ اللہ) سید عالم تو اللہ کے احباب میں سے نہیں ہیں جو انہیں وسعت علمی حاصل ہوتی۔اگر ہیں تو شیطان و ملک الموت اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں جنکی وسعت علمی نص سے ثابت ہے استغفر اللہ العلی العظیم۔علامہ علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ علوم حق تعالی اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے اور براہین قاطعہ میں صراحت کہ شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی نص سے ثابت تو پھر ملک الموت اور شیطان لعین اللہ کے دوستوں میں کیوں نہیں۔استغفر اللہ شیطان لعین دشمن خدا و رسول کے لے اثبات علوم کرنا اور سید عالم ﷺ کا نام پاک آتے ہی منکر ہو جانا کیا ایمان ہے

علامہ بوصیری رحمہ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں

فان من جودك الدنيا و ضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

اور قرآن شریف میں وارد ہے و كل صغير و كبير مستطر ۔علامہ

شیخ ابراھیم بیجوری شرح بردہ صف ۹۱ میں فرماتے ہیں۔

فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علومہ ﷺ فما البعض الاخر اجیب بان البعض الاخر ھو ما اخبرہ اللہ تعالی عنہ من احوال الاخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ما ھو کائن الی یوم القیمۃ فقط۔

علامہ علی قاری حل العقدہ شرح البردۃ میں فرماتے ہیں۔

وکون علومھما من علومہ ﷺ ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق وعوارف و معارف تتعلق بالذات والصفات و علمھا یکون نھرا من بحور علمہ و حرفا و سطور علمہ۔

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں

وقد تواترت الاخبار و تفقت معانیھا علی اطلاعہ ﷺ علی الغیب ولا نیا فی الایات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ لان المنفی علم من غیر واسطۃ اما اطلاعیہ علیہ باعلام اللہ فحقق بقولہ تعالی الا من ارتضی من رسول

روح البیان میں ہے وقد انعقد الاجماع علی ان نبینا ﷺ اعلم الخلق وافضلھم ۔علامہ علی قاری شرح شفا جلد اول صف ۳۰۷ میں لکھتے ہیں

فصل (ومن معجزاتہ الباھرۃ) ای ایاتہ الظاھرۃ (ما مجعہ اللہ لہ من المعارف) ای الجزئیۃ (والعلوم) ای الکلیۃ والمدرکات الظنیۃ والیقینیۃ اوالاسرار الباطنۃ والانوار الظھرۃ (و خصہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای ما یتم بہ اصلاح الامور الدنیویۃ والاخرویۃ۔

روح البیان ج ۳ صف ۱۰۸ میں ہے و فی الحدیث سألنی ربی اے لیلۃ

المعراج فلم استطع ان احبيبه فوضع يده بين كتفي بلا تكيف ولا تحديد اى يد قدرته لان سبحانه منزه عن الجارحة فوجدت بردها فاورثني علوم الاولين والاخرين و علمني علوماشتي فعلم اخذ علمه علي كتبه وهو علم لا يقدر علي علمه غيري وعلم خيرني فيه وعلم امرني بتبليغه الي الخاص والعام من امتي وهو الانس والجن والملك و كما في انسان العيون۔

تفسیر الباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر ج ۴ صف ۴۶ میں ہے

وقوله ﷺ فوضع يديه بين كتفي حتي وجدت بردها بين ثديي فتاويله ان المراد باليد المنة والرحمة وذلك شائع في لغة العرب فيكون معناه علي هذالاخبا باكرام الله تعالي اياه وانعامه عليه بان شرح صدره و نور قلبه و عرفه مالا يعرفه احد حتي وجد بردالنعمة والمعرفة في قلبه وذلك لما نور قلبه وشرح صدره فعلم ما في السموات وما في الارض باعلام الله تعالي اياه وانما امره اذا اراد شيئاان يقول له كن فيكون۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوت

میں فرماتے ہیں:۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے نفخہ اولی تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے حضرت ﷺ پر منکشف فرما دیا تھا یہاں تک کہ تمام احوال اول سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب کو اس میں سے بعض کی خبر دی۔

شیخ سلیمان جمل رحمہ اللہ فتوحات احمدیہ میں امام بوصیری رحمہ اللہ کے ارشاد۔

وسع العالمین علما وحلما فھو بحر لم تعیہ الاعیاء

کی شرح میں فرماتے ہیں ای وسع علمه علوم العالمین الانس والجن والملئكة لان الله تعالى اطلعه على العلم كله فعلم علم الاولين والاخرين ما كان ومايكون وحسبك علمه بعلوم القران وقد قال الله تعالى ما فرطنا في الكتاب من شئي۔

اب ایسی ایسی تصریحوں کے بعد بھی جن دلوں میں شبہے رہ جائیں اور اطمینان حاصل نہ ہو انکا کچھ علاج نہیں بجز اسکے کہ جناب باری تعالی سے دعا کی جائے کہ اے پروردگار بطفیل نبی کریم ﷺ دلوں میں قبول حق کے مادے پیدا کر اور توفیق انصاف عطا فرما۔

وسعت علوم اولیاء کا ذکر

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصطفی ﷺ کے نیازمندوں کے علوم کا بھی ذکر کروں جس سے شان عالی رسل ﷺ کی ظاہر ہو، اور یہ معلوم ہو جاوے کہ جن کو بحور علم سید کونین ﷺ کا ایک قطرہ مرحمت ہوا بلکہ اس سے بھی کمتر، انکی وسعت علمی کس درجہ کی ہے۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص ۶ میں فرماتے ہیں:۔

قال القاضي النفوس الزكية القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية

عرجت وانصلت بالملاء الاعلی ولم یبق لها حجاب فتری الکل کالمشاهد بنفسها اوباخبار الملك لها و فیه سر یطلع علیه من تیسر له انتهی۔

اسی طرح صاحب کتاب الابریز نے صفحہ ۲۵ میں اپنے شیخ عارف عبدالعزیز رحمہ اللہ سے اولیاء کا مخلوقات ناطقہ وصامتہ وحوش وحشرات زمین وآسمان ستاروں وغیرھا تمام عالم کا مشاہدہ کرنا نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ عبارت یہ ہے:۔

ولقد رأیت ولیا بلغ مقاما عظیما وھو انه یشاھد المخلوقات الناطقة والصامتة والوحوش والحشرات والسموات ونجومها والارضین وما فیها و کرة العالم باسرها تستمد منه و یسمع اصواتها و کلامها فی لحظة واحدة و یمد کل واحد بما یحتاجه ویعطیه ما یصلحه من غیر ان یشغله هذا بل اعلی العالم واسفله بمنزلة من هو فی حین واحد عنده۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ الطاف القدس میں فرماتے ہیں:۔

چوں رفته رفته سخن بحقائق غامضه افتاد ازاں حالت نیز رمزیے باید گفت چوں آب از سر گزشت چه یك نیزه و چه یك مشت کمال عارف از حجر بحت بالا تر میرود و نفس کلیة بجائے جسد عارف میشود ذات عارف بجائے روح اوهمه عالم راطبعا بعلم حضوری در خود بیند۔

ان عبارتوں سے تو اولیاء اللہ کے لیے تمام جہان کا علم ثابت ہوا۔ مگر لطف تو جب ہے کہ منکر اقرار کرے، مخالف مان جائے۔ اب ذرا صراط مستقیم مطبوعہ مطبع مجتبائی صفحہ ۱۷ ملاحظہ ہو کہ اس میں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں

افادہ (۱) برائے کشف ارواح و ملائکه و مقامات آنها و سیر امکنه

زمین و آسمان و جنت و نار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند و طریقش در فصل اول مفصلا مذکورہ شد پس باستعافت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید و احوال آنجا دریافت کند و بااہل آں مقام ملاقات سازو۔

ان قدوۃ المخالفین امام المنکرین مولوی اسمٰعیل دہلوی کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آ گیا ہوگا اور شرم سے آنکھیں نیچی ہوئی جاتی ہوں گی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیاء کے لیے انکار کر رہی ہے اسی کو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کے لیے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنے والے کے لیے ثابت کر دیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات اور امکنہ زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے لیے دورہ کا شغل کرے۔ اب للہ انصاف کیجئے کہ دورہ کا شغل کرنے والوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہو جائے جس میں ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہ ہو۔ افسوس دورہ کا شغل کرنے والوں اپنے مریدوں معتقدوں تک کے لیے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انکار کر جانا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے کیوں صاحب یہ وہی لوح محفوظ کا علم ہے جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے آج وہی علم دورہ کا شغل کرنیوالوں کے لیے ثابت کیا جاتا ہے اور شرک نہیں ہوتا۔ کیا حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کا نام ہے، شرم! شرم! شرم! پھر اسی منھ سے یہ کہنا کہ زمین و آسمان، بہشت و دوزخ کے جس مقام میں جس وقت چاہیں متوجہ ہو کر سیر کریں، جب چاہیں وہاں کے حالات دریافت کر لیں، وہاں کے ساکنین سے ملاقات کر لیں

جیسا کہ عبارت صراط مستقیم سے صاف ظاہر ہے اور اسی مونھ سے یہ کہہ دینا کہ:۔اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے ۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی نبی جن فرشتے کو پیر و شہید کو، امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں ۔ (از تقویۃ الایمان صف ۱۲۰ اور ایسا ہی رسالہ غیبیہ کے صف ۸ میں ہے) صاحبو! آپ نے اس شخص کی حالت دیکھی کہ وہاں تو جنت و دوزخ زمین و آسمان کی سیر لوح محفوظ کی اطلاع تک دورہ کا شغل کرنیوالوں کے لیے ثابت کر دی اور یہاں کسی غیب کی بات کا دریافت کر لینا اس شخص کو انبیاء تک کے لیے بتعلیم الٰہی بھی مسلم نہیں ۔ پھر صراط مستقیم کے ص ۱۶۵ میں ملاحظہ فرمایئے جہاں اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے:۔

تا اینکہ کمالات طریق نبوت بزروہ علیائے خودرسید و الہام و کشف بعلوم حکمت انجامید ۔ عجب حال ہے ان حضرات کا کہ انبیاء سے جس بات کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں اپنے پیر کے لے وہی ثابت کرتے ہیں۔

بہر حال اگر چہ مخالفین نے اس مسئلہ میں بہت سی سختیاں کی ہیں اور انکار میں بہت سرگرم ہیں مگر پھر بھی بجبوری کہیں کہیں انکی کہنی پڑھ ہی گئی ہے ۔ اب میں دکھاتا ہوں کہ مخالفین نے کہاں کہاں اور کیسے کیسے اقرار کیئے ہیں۔

براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ص ۴۷ س ۱۸ میں ہے:۔

ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا ۔ اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرماوے، ممکن ہے، مگر ثبوت

فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے، کس نص سے ثابت ہے۔'' ذرا ارباب عقل توجہ فرمائیں کہ اولیاء کے لیے تو کشف تسلیم کرلیا اور فخر عالم ﷺ کے لیے صرف ممکن مانا اور ثبوت فعلی کا انکار کر دیا جس پر بہت سے نصوص موجود اسے تو یہ کہدیا کہ کس نص سے ثابت ہے اور اولیاء کے لیے ثبوت فعلی تسلیم کرلیا۔ یہ بھی غنیمت سمجھے جو ممکن کہدیا ورنہ آج تک تو شرک ہی کہا کیے ہیں اب زبان سے ممکن نکلا ہے اور اولیاء کے لیے واقع مانا ہے کسقدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم اولیاء کے لیے تسلیم کر لیے پھر انبیاء اور انمیں سے بھی سید الانبیاء ﷺ کے لیے تسلیم نہ کیے۔ اللہ ایمان دے اور ہدایت نصیب کرے۔

نصیحۃ المسلمین صفحہ ۱۵ میں مولوی خرم علی صاحب لکھتے ہیں۔

سوال:۔ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے بہت سی چیزوں کی خبر دی ہے کہ آگے یوں ہوگا، اگر علم غیب ان کو نہ تھا تو خبر کیونکر دی اور اولیاء کا بھی اسی طرح حال ہے دیکھو فلا بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلانے روز مریں گے ویسا ہی ہوا اور کسی نے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کو اللہ کے بتانے سے ہوا تھا اس کو علم غیب نہیں کہتے۔ اے صاحب یہ کون کہتا ہے کہ انبیاء کو بے تعلیم الٰہی خود بخود علم ہے۔ جو علم ثابت کرتے ہیں بتعلیم الٰہی ثابت کرتے ہیں۔ وہی ان مولوی صاحب نے تسلیم کرلیا۔ رہا ان کا یہ فرمانا کہ اس کو علم غیب نہیں کہتے، یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہیں کہتے تو اور کچھ نام رکھلو مگر وہ علم تو تسلیم کرو گے ہم نے مانا کہ لفظ غیب تمہاری چڑ سہی یوں تو کہو گے کہ نہیں جمیع ممکنات ما وجد و یوجد کا علم اللہ نے عطا فرمایا۔ رہا منکرین کا یہ وہم کہ غیب وہ ہے جو بے تعلیم حاصل ہو، محض خام خیال ہے جسکی آئندہ انشاء اللہ تصریح و تشریح کی جائے گی۔

ضمیمہ رسالہ کشف الغطاء مؤلفہ مولوی محمد سعید محدث بناری ص ۶۴ س ۱۴ اور شرح عقائد مطبوعہ مطبع نولکشور ص ۱۲۲ میں ہے یہ وہ کتاب ہے جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے۔

و بالجملة العلم بالغيب امر تفرد به لله تعالى لا سبيل اليه للعباد الاباعلام اوالهام بطريق المعجزة اوالكرامة اوارشاد الى الاستدلال بالامارات فيما يمكن فيه ذلك ولهذا ذكر في الفتاوى ان قول القائل عند رويته هالة القمر يكون مطرا مدعيا علم الغيب لا بعلامة كفر

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کا علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں مگر اللہ کی تعلیم سے اور وحی و الہام کے ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہے پس جملہ متبعین یہی کہہ رہے ہیں کہ حضرت کو یہ علم باعلام الٰہی حاصل ہوا اور یہ آنحضرت کا معجزہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

ردالسیف مؤلفہ مولوی عبدالکریم کوچینی ص ۹ س ۲۲ میں ہے پس علم ما کان وما یکون اور جزئیات وکلیات کا علم خواطر و نیات کا جسوقت اللہ نے معلوم کرا دیا اسی وقت میں ہوا اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتا دئے اسی مجلس میں رہا نہ دائم و مستمر۔ پس جن جن واقعات کا کہ آپ نے بیان کئے ہیں سرور عالم سردار بنی آدم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سو وہ بطریق معجزہ بتعلیم الٰہی اوقات معینہ متعددہ میں ہوئے ہیں جس کو دوام و استمرار فی کل الاوقات نہیں ہے یہی قاعدہ سارے معجزات کا انبیاء کے اور کرامات کا اولیاء عظام کے ہے نہ فی سایر الازمنہ ولامکنہ انتہی بلفظہ صاحبان عقل و فہم اس عبارت پر غور فرمائیں اور یہ ملحوظ رکھیں کہ مولوی عبدالکریم جنکی یہ عبارت ہے علم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پکے منکر ہیں مگر یہاں ادلہ ثبوت سے مجبور ہو کر صراحت سے اقرار کر رہے ہیں کہ علم ما کان و ما یکون اور جزئیات وکلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جسوقت اللہ نے معلوم کرا دیا اسی وقت میں ہوا اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتا دیئے اسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھئے کہ یہ کیسا صاف اقرار ہے مگر چونکہ منکرین میں سے ہیں اسوجہ سے ایک حیلہ بھی کر گئے کہ وہ ہمیشہ نہیں رہتا اور یہ صرف زبانی بات ہے اس پر نہ کوئی دلیل نہ شاید، کوئی پوچھے کہ آپ نے کہاں تصریح پائی کہ علم عطا فرما کر چھین لیا جاتا ہے بے دلیل محض تعصب سے یہ کہہ دیا کہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ نے اقرار کر لیا تو تھوڑی دیر کے لیے مانا مگر اس سے آپ کے مذہب کی سب تار و پود ٹوٹ گئی کیونکہ جب اکابر طائفہ نے اثبات علم ما کان وما یکون ہی کا شرک بتایا ہے اور آپ نے وہ تھوڑی دیر کے لیے ثابت کیا تو آپ کا مدعا یہ ہو گیا کہ تھوڑی دیر کے لیے تو شرک ہو سکتا ہے یعنی انبیاء و اولیاء (معاذ اللہ) خدا بن سکتے ہیں، استغفر اللہ۔ اے حضرت توبہ کیجیئے اگر علم ما کان وما یکون کا اثبات کسی مخلوق کے لیے بتعلیم الٰہی شرک ہوتا تو ایک لحظہ کے لیے بھی شرک ہوتا اور جب آپ تھوڑی دیر کے لیے مان رہے ہیں تو ہمیشہ کے لیے تسلیم کرنا بھی شرک نہیں ہو سکتا پھر کسی طرح ممکن نہیں کہ آپ یہ ثابت کر سکیں کہ وہ علم تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا اور اگر ممکن ہے تو ھاتو ابرھانکم اور یہ تو عجب تماشہ کی کہی کہ سب معجزات کا یہی حال ہے کہ انہیں بقا نہیں ہوتی۔ کیا خوب! ابھی جناب کو معجزات کا حال معلوم نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا تو آپ کے قاعدے کے بموجب تو تھوڑی دیر کے لیے یہ معجزہ رہنا چاہئے تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ملاحظہ ہو۔

مدارک التنزیل مطبوعہ مطبع میمنہ مصر صف ۳۲۱۔

ان عمر قال لرسول اللہ ﷺ انا قاطع بکذب المنافقین لان اللہ عصمك من وقوع الذباب علی جلدك لانہ یقع علی النجاسات و فیہ ایضا قال عثمان ان اللہ ما اوقع ظلك علی الارض لئلا یضع انسان ودمہ علی ذلك الظل۔

اب آیات واحادیث واقوال اکابر امت اور مخالفین کے اقراروں سے نبی کریم ﷺ کے لیے علم ما کان وما یکون ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

بحمد اللہ تعالی مسئلہ تو بصراحت تامہ نہایت مدلل لکھا گیا اب میں حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد شروع کرتا ہوں و باللہ التوفیق و بیدہ أزمۃ التحقیق۔

مولوی حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد

قولہ الحق ھوالاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم

اسی کی شان ہے ہمارا یہی ایمان ہے اور مؤلف اعلام الاذکیاء نے اپنے رسالہ کے آخر میں یوں لکھا ہے و صلی اللہ علی من ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم۔

اقول مؤلف علاء کلمۃ الحق نے گویا یہ اعتراض کیا کہ مؤلف اعلام الاذکیاء یعنی جناب مولانا مولوی محمد سلام اللہ صاحب نے جناب رسالتمآب ﷺ کی شان ہو

الاول والآخر الخ لکھا اور یہ جناب حق تعالی کے ساتھ خاص ہے پس مخفی نہ رہے کہ یہ کلمات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیان کرنا نہ شرک ہے نہ گناہ جیسا کہ جانب مخالف نے سمجھا بلکہ ایسے کلمات وصف جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں لانا جائز اور اکابر امت کا طریقہ ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوت کے خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئي عليم -

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ کہنا درست اور علمائے امت کا طریقہ ہے بلکہ خود حضرت حق تعالی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ فرمائے ہیں پس اب منکرین جو ان کلمات کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناروا جانتے ہیں خدائے کریم پر کیا اعتراض نہ کریں گے کہ اس نے خود حضرت کی شان میں یہ کلمات فرمائے یگانہ زمانہ جناب الحاج مولنا المولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ ص ۳۴ میں نقل فرمایا علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاھر السلام علیک یا باطن میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہوسکتی ہیں؟ جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یوں سلام عرض کروں اللہ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے

حضور کے نام ووصف مشتق فرمائے وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا وسماک بالآخر لانک اخر الانبیاء فی العصر خاتم الانبیاء الی اخر الامم۔ حضور کا نام اول رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہاں تک کہ اللہ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت وفضیلت کو تمام اہل سموات وارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پرنور پر درود نہ بھیجے ہوں۔ اللہ حضور پر درود بھیجے فربک محمود وانت محمد وربک الاول والآخر والظاہر والباطن وانت الاول والآخر والظاہر والباطن سید عالم ﷺ نے فرمایا الحمدللہ الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی۔

قولہ:۔ اس علم غیب کے باب میں دو فرقے ہو گئے جس سے عوام خلجان میں پڑ گئے۔ ایک وہ گروہ جو پرانے چال ڈھال پر جما ہوا ہے، یعنی جن کا عقیدہ سلف صالح کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ علم غیب جس کا ایک شمہ اس راقم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالی مختص ہے۔ رہا دوسرا گروہ جنکو ایجاد و اختراع کی فرصتیں ملیں ان لوگوں نے تیرھویں صدی میں اپنا خیال دگرگوں ظاہر کیا یعنی سوائے رب العزت دوسرے کے لیے بھی غیب کے قائل ہوئے۔

اقول:۔ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرنے میں انصاف کا خون ناحق کیا ہے پہلے فریق کا عقیدہ پورا ظاہر نہیں کیا، خیر اب میں دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرتا ہوں فریق اول یعنی وہابی، جسکو جانب مخالف یعنی مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف صالح کے موافق بتایا ہے، اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا علم شیطان لعین کے علم سے بھی کم ہے (نعوذ باللہ من ذلک) چنانچہ براہین قاطعہ میں جو اس فریق کی مایہ ناز کتاب ہے ص ۴۷ میں موجود ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اے حضرت جانب مخالف صاحب آپ نے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ میں اس کی یہ تقریر بیان نہ کی اب ذرا انصاف تو فرمایئے کہ شیطان اور ملک الموت کے لیے یہ وسعت نص سے ثابت مان لی، اور فخر عالم ﷺ کے اس وسعت کا قائل ہونا شرک بتادیا۔ اس کے کیا معنی اگر بفرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لیے تجویز کرنا اور مان لینا شرک ہے تو بھلا شیطان اور ملک الموت کے لیے تسلیم کرنا کیوں شرک نہیں، اور اس پر طرہ یہ کہ وہ نص سے ظابت کہہ رہا ہے یعنی اسکا مطلب یہ ہے کہ شرک نص سے ثابت ہے (معاذ اللہ) اب جانب مخالف سے سوال ہے کہ کیا وہ اپنے اس سلف صالح کے موافق کو مسلمان کہیں گے جس نے نعوذ باللہ خدائے پاک اور قرآن مجید دونوں کو مشرک گر بتایا ظلم ہے کہ شرک نص سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اسی کا نام ہے اور آپ کے سلف صالح ایسے ہی تھے تو خدا ہمکو اور سب مسلمانوں کو ان کی موافقت سے محفوظ رکھے۔ دوسرے یہ کہ جانب مخالف نے اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے ص ۶ میں لکھا

ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلائق ہیں، یعنی مخلوقات میں سب سے بڑھ کر عالم ہیں کیونکہ یہ بات اولا اجماع سے ثابت ہے۔ اقول، اب میں پوچھتا ہوں کہ جانب مخالف صاحب کے نزدیک شیطان اور ملک الموت مخلوقات میں ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کہیے تب تو کیا ٹھکانہ ہے اور اگر کہیے کہ ہاں وہ مخلوق ہیں تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہے اس لئے کہ صاحب براہین کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا بھی شرک ہے اور یہ حضرت تو سب خلق سے زیادہ وسعت ثابت کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کے عالم بتاتے ہیں تو اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے نزدیک تو پکے مشرک ہوئے، اب جانب مخالف سے یہ سوال ہے کہ وہ اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے حکم کے بموجب اپنا مشرک ہونا تسلیم کریں گے یا ان کے سلف صالح کے موافق ہونے سے انکار۔ صاحب انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق کا فریق اول کو سلف صالح کے موافق کہہ دینا اور فریق ثانی یعنی اہل سنت کو برا بتانا کیا انصاف کی گردن پر چھری پھیرنا نہیں ہے۔ ابھی اتنے ہی سے نہ گھبرائیے بلکہ اپنے سلف صالح کے سرغنہ اور پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کی خیر منائیے اور ان کا قول انصاف کی میزان میں تول کر خود اپنے انصاف پر آفرین کہیے کہ آپ کے گروہ کے معلم اول مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں :۔ پھر خواہ یوں سمجھیے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرضکہ اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ از تقویۃ الایمان ص ۱۰ مطبوعہ مجتبائی

جناب رسالتمآب عدیم النظیر یعنی نبی علیم وخبیر کے عدیم المثل و بے نظیر ہونے کے انکار میں تو محالات تک تحت قدرت بتائیں۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک

کے لیے جائز کہیں، اہل سنت کو منکر قدرت قرار دیں۔ معاذ اللہ! اور نبی کریم ﷺ کے علم کے انکار میں اللہ تعالیٰ کو تعلیم پر قادر نہ جانیں، اور آنکھیں بدل کر صاف کہہ جائیں کہ اللہ کی تعلیم سے بھی حضرت محمد ﷺ کو یہ علم نہیں ہوسکتا۔ جس کے یہ معنی کہ یا تو وہ علام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں نعوذ باللہ یا اس کی تعلیم ایسی ناقص کہ جس کو تعلیم کرے اسے علم نہیں آسکتا معاذ اللہ۔ ہمارے جانب مخالف صاحب کہ ان سب باتوں کو سلف صالح کے موافق بتارہے ہیں، ذرا وہ اپنے سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے قول کے بموجب یہ ثابت کردیں کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے یعنی اللہ کا تعلیم کرنا بھی شرک ہے یہ مسئلہ تو صاف بتا رہا ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی (معاذ اللہ) عطائی یعنی کسی کی تعلیم سے ہے اس لیے نہ شرک تو جب ہی لازم آئے گا کہ اللہ کا علم بھی ذاتی نہ ہو ورنہ اتنا بڑا فرق ہونے پر کیسے شرک ہوسکتا ہے۔ ابھی تو علم رسول اکرم ﷺ میں کلام تھا اور ہمارے جانب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تنقیص علم نبوی ﷺ کے درپے تھے کہ ان کے سید الطائفہ سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک اللہ کا علم بھی ذاتی نہ رہا (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ تقویۃ الایمان میں یوں لکھتے ہیں:۔ سو اس طرح کا غیب کہ جس وقت چاہے معلوم کرلیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں ہے بلکہ جب کبھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم کرلیتا ہے۔ اب ذرا جانب مخالف غور کریں کہ انھوں نے انصاف کا خون کیا یا نہیں کہ جو فریق اللہ کے علم کو بھی ناقص بتاتا ہے اس کو سلف صالح کے موافق بتادیا۔

فریق ثانی۔ یعنی اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بتعلیم الٰہی جمیع

کائنات کا علم ہے۔ اور وہ علم الٰہی کے دریائے عظیم کا ایک قطرہ ہے۔ چنانچہ یہ مضمون بار بار رسالوں میں شائع ہو چکا ہے۔

فریق اول یعنی وہابی۔ اس کو شرک کہتے ہیں جانب مخالف انصاف کریں کہ اس کو شرک کہنے کے یہ معنی ہیں کہ یہ بعینہ صفت خاص خدا کی تھی جو بندہ میں ثابت کی گئی تو ضرور معترض یعنی وہابیہ کے نزدیک (معاذ اللہ) خدا کا علم بھی تعلیمی ہے اور خدا کا بھی کوئی نہ کوئی ضرور استاد ہے جس نے اس کو تعلیم کیا (استغفر اللہ) کیا جانب مخالف کے نزدیک فریق اول سلف صالح کے موافق ہے جو حضرت حق تعالیٰ اور اس کے حبیب معظم محمد ﷺ کے علم کا انکار کرتا ہے جس کے نزدیک خدا کے لیے شاگرد بن کر علم سیکھنا ضروری ہے۔ رسول ﷺ کے لیے ہر طرح کا علم ثابت کرنا شرک ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ الٰہی جانب مخالف اور اس کے فریق کو ہدایت فرما۔

قولہ۔ اور بعض اہل علم۔ نے غیب کی یوں تعریف کی ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حق تعالیٰ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو۔ خاص رب العزت ہی کو معلوم ہو نہ غیر کو اقول آپ کی لیاقت علمی بھی قابل تعریف ہے۔ وہ بعضے علم کون سے ہیں جنھوں نے غیب کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ سوائے رب العزت کے اور کوئی اس کو نہ جانے اور نہ حق تعالیٰ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو۔ غالباً یہ بعض اہل علم بھی ویسے ہی ہونگے جیسے وہ آپ کے سلف صالح کے موافق گروہ والے تھے اکثر جہلا یہ کہا کرتے ہیں کہ جب اللہ نے تعلیم کیا تو وہ غیب کہاں رہا۔ یہ غلطی اسی باعث سے ہوئی کہ یہ لوگ غیب کے معنی سے ناواقف ہیں اب غیب کے معنی سنیئے۔ تفسیر بیضاوی میں ہے والمراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا تقتضیہ بداھۃ العقل۔

اس میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ اس کی تعلیم نہیں ہو سکتی یا تعلیم سے غیب پر غیب کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ مخالف صاحب نے اپنی طرف سے بے ثبوت محض خلاف تصریحات مفسرین اور کتب معتبرہ کی طرف اصلاً التفات نہ کیا۔ افسوس ہے دینی مسائل میں یہ ہوا بندیاں اپنی طبیعت سے جو چاہا لکھدیا جس کا ثبوت فضاء عالم میں عنقاء علماء کی نظر میں آپکا یہ طرز عمل آپکی کیا وقعت پیدا کریگا۔

تفسیر کبیر ملاحظہ ہو۔ آیۃ کریمہ یؤمنون بالغیب کے تحت مسطور ہے۔ قول جمہور المفسرین ان الغیب ھوالذی یکون غائباً عن الحاثم ھذا الغیب ینقسم الی ما علیہ دلیل والی ما دلیل علیہ۔ یعنی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ وہ غیب ہے جو حواس سے غائب ہو پھر اس غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس پر دلیل نہ ہو جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ جناب حق تعالی کے ساتھ خاص ہے رہا وہ غیب جس پر دلیل ہو وہ مخلوق کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اللہ کا علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج ہی نہیں تو ضرور اس قسم کا غیب بندوں کے ساتھ خاص ہوگا اب فرمایئے کی جناب کا یہ قول کہ حق تعالی نے کسی کو اس پر اطلاع نہ دی ہو کتنا کھلا باطل ہے اور کتب دینیہ اور جمہور مفسرین کے خلاف ہے۔ کیا آپ کے نزدیک خداوند عالم غیب کی تعلیم پر قادر نہیں ہے اور اس پر کسی کو مطلع نہیں فرما سکتا۔ آپ تو حافظ ہیں قرآن پاک سے دریافت کیجئے کہ اللہ اپنے بندوں کو غیب پر اطلاع دیتا ہے یا نہیں۔ ارشاد فرماتا ہے۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ دیکھئے اس آیت میں کیسا صاف فرمادیا کہ مجتبی رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ اس مضمون کی آیتیں لکھی جائیں تو ذخیرہ ہو جائے مگر افسوس آپ ضد اور تعصب کے جوش میں قرآن پاک کے خلاف کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور

اب تو فرمائیے کہ غیب بتایا جاتا ہے یا نہیں۔ اللہ انصاف عطا فرمائے۔

قولہ۔ چنانچہ اس نفی غیر پر آیۂ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو ناطق ہے

قول۔ جانب مخالف ہے یہ آیت اس لئے نقل کی ہے تا کہ یہ ثابت کرے کہ سوائے خدا کے کوئی غیب کو نہیں جانتا۔ مگر ہم اوپر وضاحت بیان کر چکے ہیں کہ وہ غیب جس پر دلیل ہے اللہ کے ساتھ خاص نہیں آیت بے شک حق ہے لیکن اس سے یہ ثابت کرنا سراسر باطل ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے کسی کو غیب کا علم تعلیم نہیں فرمایا نہ آیت کا یہ ترجمہ ہے نہ مفاد بلکہ آیت میں اس غیب کی نفی ہے جس پر دلیل نہیں اور جس کو علم ذاتی بھی کہہ سکتے ہیں یعنی جو بے تعلیم خود بخود حاصل ہو اور اگر یہ مراد نہ ہو بلکہ آیت کا یہ مطلب ہو کہ اللہ کیسوا کسی کو غیب کا علم تعلیم الٰہی سے بھی نہیں ہو سکتا تو اول تو اللہ کا عجز لازم آئیگا (نعوذ باللہ) اور ثانیا آنہ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اور آنہ کریمہ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے بالکل خلاف ہوگا اس لئے کہ ان آیتوں سے خوب ظاہر ہے کہ اللہ اپنے مجتبیٰ مرتضیٰ رسولوں کو غیب پر مطلع فرما دیتا ہے پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ یہ تعلیم الٰہی بھی حاصل نہیں بلکہ ضروری یہی مطلب ہوگا کہ خود بخود اپنی ذات اور انکل سے کوئی غیب نہیں جانتا البتہ بتعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں چنانچہ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں تحریر فرماتے ہیں

فاما قولہ لا یعلمھا الا ھو فمفسر بانہ لا یعلمھا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو لکن قد یعلم باعلام اللہ فان ثمہ من یعلمھا وقد وجدنا ذلک بغیر

واحد كما رأينا جماعة علموا متى يموتون واعلموا ما في الارحام حال حمل المرأة وقبله۔

کہیئے اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے۔ آپکا آیت کو سند بنانا آیت کے معنی تک نہ پہنچنے کا ثمرہ تھا۔ پہلے ہی تحقیق کر کے معنی سمجھ لیے ہوتے تو اسوقت شرمندگی نہ ہوتی۔ لیکن خیال باطل کی تائید اور مذہب مردود کی حمایت آپ کو وہ دیدہ دانستہ بھی ایسے اعتراض پیش کرنے پر مجبور کرے تو تعجب نہیں اس لیے مناسب ہے کہ میں آپ کو خوب اطمینان دلاؤں ملاحظہ فرمایئے تفسیر احمدی، اس میں ہے۔

ولك ان تقول ان هذه الخمسة وان كان لا يعلمها احد الا الله لكن يجوزان يعلمها من يشاء من محبيه واولياء بقرنية قوله تعالى ان الله عليم خبير بمعنى المخبر

اس تفسیر سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے امور خمسہ کا علم بھی تعلیم فرمادے الغرض جتنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہیں جانتا سب میں یہی مقصود ہے کہ خود بخود بے تعلیم الٰہی نہیں جانتا ملاحظہ ہو جمع النہایہ فی بدء الخیر والغایہ۔ علامہ شنوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لا يعلم متى تقوم الساعة الا الله فلا يعلم ذلك ملك مقرب ولا نبي مرسل قال بعض المفسرين لا يعلم هذه الخمس علما لدنيا ذاتيا بلا واسطة الا الله فالعلم بهذه الصفة مما اختص الله بها واما بواسطة فلا يختص به تعالى۔

حاصل یہ کہ امور خمسہ کا علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ لیکن علم بواسطہ اللہ کے ساتھ مختص نہیں وہ جسے چاہے تعلیم فرمادے اور اس نے جسے چاہا تعلیم

فرمایا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں۔

ومراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہا رانداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدائے کسے آنرا نداند مگر آنکہ دے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند۔ اب تو بالکل پردہ اٹھ گیا کہ مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو عقل اور قیاس سے نہیں جانتا کہ یہ امور غیب ہیں سوائے خدا کے کوئی اس کا جاننے والا نہیں مگر جس کو اللہ نے وحی والہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔ بخوبی ثابت ہو گیا کہ آیہ شریفہ میں غیب کی نفی مطلق نہیں بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہے۔

جانب مخالف نے آیت کے معنی سمجھنے میں خطا کی اور غلط استدلال کیا۔ مذکورہ بالا جملہ روایات وتفاسیر کا خلاف کیا اگر ان پر نظر تھی تو آیت سے استدلال کرنیمیں جرأت نہ کرنا چاہیے تھا۔ عجب ہے کہ مخالف غلط فہمی کو اپنے باطل مدعا کی دلیل بنانا چاہتا ہے۔

قولہ اور اسی معنی کے اعتبار سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر میں تحریر فرمایا ہے۔ وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالٰی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللّٰہ۔

اقول علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی غیب پر حکم تکفیر نقل کرتے ہیں کہ جس پر دلیل نہ ہو اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ غیب پر دلیل نہ ہو وہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا۔ رہا وہ غیب جس پر دلیل ہے وہ حضرت حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہے۔ لطف تو جب ہے کہ میں اس مدعا پر خود علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ہی کی شہادت پیش کروں جن سے جانب مخالف نے استدلال پیش کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا جلد اول صفحہ ۷۷ میں فرماتے ہیں۔

(ما اطلع علیہ من الغیوب) ای الامور الغیبیۃ فی الحال (وما یکون) ای سیکون فی الاستقبال۔ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو امور غیبیہ بہ حال و استقبال پر مطلع فرمایا ہے کیا یہی علامہ علی قاری خود اسی پر کفر کا فتوی بھی دیتے ہیں۔ اے مخالف صاحب ذرا ہوش وخرد سے کام لیجئے آپکا خیال کہاں ہے اور تماشہ دیکھئے پھر یہی علامہ رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۵ صف ۳۲۷ میں امام حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہیں

دل ذلك على انه اخبرفي المجلس الواحد جميع احوال المخلوقات من المبدأ والمعاد المعاش و يتسير ايراد ذلك كله في المجلس واحد من خوارق العادة امر عظيم۔

اور ابھی یہی نہیں کہا جا سکتا کہ جناب محمد مصطفی ﷺ کا علم اسی میں منحصر ہے بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے اس سے وہی ذات واقف ہے جس نے عطا فرمایا۔

اب فرمایئے کہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی عبارتیں رسول اکرم ﷺ کا علم عطائی نسبت امور غیب صاف ثابت کر رہی ہے اور اس وضاحت سے کہ حضرت ﷺ دین دنیا کے سب امور سے واقف تھے بلکہ اس کی اطلاع بھی دی۔ کیا یہی علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی پر اعتقاد والے کو کافر بتاتے ہیں؟ مجھے مخالفین کی عقلوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں جو اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتوی دے سکتے ہیں وہ عبارت جو جانب مخالف نے نقل کی اس میں اسی غیب کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ جس پر دلیل نہیں یعنی علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مخلوق کے بالذات و بے تعلیم الہی عام ہونیکے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا اور یہ بالکل صحیح اور

ہمارا مذہب ہے، جانب مخالف کی خوش لیاقتی کہیئے یا جوش تعصب سمجھیئے کہ انھوں نے متبعین علم نبی ﷺ پر اس عبارت سے حکم تکفیر لگا دیا اور یہ کہ پوری عبارت بھی نقل نہیں کی جو مطلب واضح کر دیتی پوری عبارت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے۔

ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللہ وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی ﷺ یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاءؑ غیب نہیں جانتے مگر اسی قسم کا جو تعلیم الہی سے ہو اور حنفیہ نے اس اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ آنحضرت ﷺ خود بخود یعنی بیواسطہ تعلیم الہی کے عالم الغیب ہیں اور یہ بالکل بجا ہے۔ کس قدر صاف بات تھی جس کو عبارت کی قطع و برید سے پیچیدہ کرنا چاہا ہے

قولہ پس اس بیان سے یہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مطلقاً علام الغیوب ہے اور خلائق کو باطلاع تعالی بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے (الی ان قال) تو مخلوق کا علم خالق رب الارباب کے علم کے مساوی اور برابر نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول اولا۔ حافظہ نہ باشد کا مضمون ہے۔ ابھی تو آپ یہ فرما چکے ہیں کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق تعالی نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو خاص رب العزت کو معلوم ہو نہ غیر کو آپ اب یہ کیسے فرماتے ہیں کہ خلائق کو باطلاع تعالی بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے۔ جب غیب کا علم خاص رب العزت کے سوا غیر کو ہوتا ہی نہیں اور حق تعالی اس پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا تو مخلوق کو بعض مغیبات کا علم کس طرح عطا ہوا؟ یہ متناقض اقوال جناب نے کس مصلحت سے

تحریر فرمائے ہیں اور ان دونوں میں سے جناب اپنے کس قول کو سچا اور کس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ آپ کا یہ قول کہ (غیب وہ ہے جو کسی کو بتایا نہ جائے) اس درجہ صریح البطلان اور پاور ہوا تھا کہ آپ خود بھی اس پر قائم نہ رہ سکے اور حق کے مقابل تعصب سے جب کام لیا جاتا ہے تو یہی انجام ہوتا ہے۔

ثانیاً ابھی آپ ملا علی قاری سے حضور اقدس ﷺ کے غیب جاننے کے اعتقاد پر کفر کا حکم سنا چکے ہیں اور یہاں مخلوق کے لیے بعض مغیبات کے علم کے خود قائل ہوئے تو فرمایئے اس کفر میں جناب کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس محرومی کی وجہ بیان کیجئے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
آج آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

ثالثاً اگر در حقیقت آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور اقدس ﷺ کو بعطائے الٰہی جملہ اشیاء کا علم حاصل ہے اور اس کو بعض مغیبات سے تعبیر کرتے ہیں اور علم الٰہی کے مقابلہ میں یہ بہت قلیل ہے اگرچہ بجائے خود تمام ملکوت سموات وارض تک وسیع ہے تو تسلیم تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپ کا گروہ علم کی عظمت سے بالکل ناواقف ہے جہاں حضور کے لیے جمیع اشیاء کا علم ثابت کیا اور آپ لوگ گھبرائے کہ خدا کے برابر کردیا تو بات یہ ہے کہ آپ خدائے پاک کا علم اسی قدر سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا کہ علم حق کے سامنے جمیع اشیاء کے علوم نہایت قلیل ہیں تو آپ کو حضور کے لیے ان کے ثابت ہونے سے ایسا تحیر اور وحشت نہ ہوتی اور آپ اس کو علم الٰہی کے مساوی نہ کہتے۔ لیکن آپ اس غلطی میں تو اپنی بے علمی سے مبتلا ہیں۔ تفسیر خازن ج ۳ صفحہ ۲۴۲

قال المفسرون لما نزلت بمكة و يسئلونك عن الروح الایه وهاجر رسول الله ﷺ الی المدینة اتاه احبارهم الیهو وقالوا یا محمد بلغنا انك تقول وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اتعمننا ام قومك فقال علیه الصلوۃ والسلام کلا قد عینت قالوا الست تتلوا فیما جائك انا اوتینا التورۃ فیها علم کل شئی فقال رسول الله ﷺ هی فی علم الله قلیل الخ

فرمایئے کیا اب بھی آپ اللہ کے علم بے نہایت کو جمیع اشیاء میں محدود و منحصر سمجھ کر حضور اقدس ﷺ کے لیے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنے والے کو یہ الزام دیں گے کہ مخلوق کا علم خالق کے برابر کر دیا۔ کیا اب بھی علم الٰہی کی عظمت سے آنکھیں بند کر لیں گے علم الٰہی کو جمیع اشیاء کی چار دیواری میں محدود سمجھنا کس قدر نادانی ہے اور مثبتین علم سرورِ عالم ﷺ کا تساوی اور خدا کے برابر کر دینے کا الزام دینا اسی بناء فاسد پر مبنی۔ لہذا اہل سنت نے بحمد للہ حضور کو خدا کے برابر نہ کہا مگر آپ نے علم الٰہی کو گھٹا کر خدا کو رسول کے برابر ٹھہرا دیا بلکہ رسول سے بھی کم کر دیا۔ کیونکہ رسول ﷺ کا علم بھی اس حد میں محدود نہیں عنایت الٰہی سے آسمانوں اور زمینوں کے ملک بھی حضور کی وسعت علمی کے سامنے قلیل ہیں۔ اور حضور کا علم ان سے بھی اکثر و افضل ہے تفسیر خازن ج ۳ صفحہ ۱۴۵ میں ہے۔

قلت ملکوت السموات والارض من بعض ایات الله ایضا ولا یات الله افضل من ذلك واکثر الذی اراہ محمد ﷺ من ایاته و عجائبه تلك اللیلة کان افضل من ملکوت السموات والارض۔ اب انصاف کیجئے کہ ملکوت سموت وارض

جب حضور کے علم کا بعض ہوئے تو حضور کے لیے ان کے ثابت کرنیکو یہ کہنا کہ خدا تعالی کے برابر کر دیا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ بس اللہ کو اتنا ہی علم ہے مخالفین کس قدر غلطی میں مبتلا ہیں سنیوں کو الزام دینے اور مساوات ثابت کرنیکے شوق میں علم الٰہی کی عظمت گھٹانے کے درپے ہو رہے ہیں اللہ ہدایت فرمائے اور ایسی ضد اور ہٹ سے پناہ میں رکھے ملکوت السموات والارض جس سے حضور کا علم بھی وسیع ہے اس میں علم الٰہی کو منحصر کر دینا کس قدر ظلم ہے۔ اب فرمایئے کہ حضور کے لیے ملکوت سموت وارض کا علم ثابت کرنے سے خدا اور رسول کا برابر ہو جانا کس طرح ممکن ہے؟ اگر خداوند عالم کے علم کی عظمت کا کچھ پتہ ہو تو مخالفین حق تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں فرق کر سکیں۔ علماء اہل سنت نے اس فرق کی تصریحیں فرمائی خود اعلام الاذکیاء کے صف ۲۶ پر اعلی حضرت مولنا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تقریظ موجود ہے اس میں ملاحظہ کیجئے بصیرت کے اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی علم خلق عطائی وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک ہوگا مگر کسی مجنون کو۔ اب کہیئے کہ باوجود اتنے تفرقوں کے کوئی عاقل مساوی علم الٰہی کے کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں پھر بھلا کیا ضرورت تھی جو آپ نے ایک رسالہ لکھدیا اور بہت سا خون جگر کھایا۔ مگر درحقیقت آپکا اعتقاد تو یہ ہے جو آپ کے اور آپ کے فریق کی تقریروں سے ظاہر ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گنتی کی دو چار چیزیں بتادی گئیں باقی انھیں دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں چنانچہ براہین قاطعہ مطبوعہ ہاشمی پریس صف ۴۶ میں لکھتے ہیں اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں

باوجود یہ کہ حضرت شیخ مدارج شریف میں فرماتے ہیں نہ اس بات کی کچھ اصل نہ روایت اس کے ساتھ صحیح مگر باوجود اس کے کہ حضور ﷺ کے علم کی تنقیص کے لیے شیخ پر اتہام یہ ہے۔ آپ کا عقیدہ حضور کے علم کی نسبت اور یہ ہے آپ کی دیانت کا نمونہ کہ شیخ جس بات کو باطل و بے اصل بتائیں آپ شیخ ہی کو اس مثبت بنائیں اور آپ کا یہ قول کہ وہ علم محیط نہیں رکھتے جس معنی پر کہ آپ گمان کرتے ہیں بالکل باطل ہے اور اس مدعا پر جو استدلال آپ نے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا ہے وہ آپ کی بے احتیاطی اور بے جا تصرف کا نمونہ ہے۔ بے احتیاطی تو یہ کہ شاہ صاحب کی عبارت فارسی ہے آپ نے اردو لکھی اور نسبت شاہ صاحب کی طرف کر دی اور بیجا تصرف یہ کہ بے موقع نقل کی اس سے مراد غلط سمجھی شاہ صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم الٰہی کو کسی مخلوق کا علم محیط نہیں ورنہ رسول اکرم ﷺ کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے چنانچہ تفسیر روح البیان ج ۶ صفحہ ۲۴ مطبوعہ مصر میں ہے

وكذا صار علمه محيطا بجميع المعلومات الغيبية الملكوتية كما جاء في حديث اختصام الملئكة انه قال فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت علم الاولين والاخرين و في رواية علم ما كان وما سيكون۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ج ۵ صفحہ ۱۲۳ پر تحت حدیث

اني لا عرف اسماء هم واسماء ابآئهم والو ان خيو لهم مسطور هي فيه مع كونه من المعجزات دلالة على ان علمه صلى الله عليه وسلم محيط بالكليات والجزئيات من الكائنات وغيرها۔

منصف کے لیے یہ گواہ کم نہیں۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو حق تعالیٰ

نے کائنات وغیرھا کے تمام علوم ظاہر اور باطن اول و آخر جزوی وکلی پر محیط کر دیا ہے مگر جس کے دل میں انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی نہ ہو اس کے لئے ہزار بھی کم ہیں آپ نے جو یہ آیت شریفہ ولا یحیطون بشی من علمہ الا بما شآء نقل فرمائی وہ بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعداء آپ نے اس کا ترجمہ تک غور سے نہیں دیکھا آیت بصراحت فرما رہی ہے کہ وہ علم الٰہی کا احاطہ نہیں کر لیتے اور جو عبارت تفسیر کبیر سے جانب مخالف نے نقل کی ہے اس میں بھی ھو ان یعلمھم سے ظاہر ہے کہ نفی احاطہ علم باری تعالیٰ کی ہے یہ عین ہمارا مذہب ہے کہ بتعلیم الٰہی محیط ہے محاط نہیں رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مخلوق کا علم قلیل ہے یہ بیان ہو چکا کہ جناب باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے اور وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو ذرہ کو آفتاب اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے جیسا کہ آپ نے یہ آیہ شریفہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا نقل فرمائی ہے اور نیز عبارتیں نقل کی ہیں اور بخاری میں ہے۔

وقع عصفور علی حرف السفینة فغمس منقارة فی البحر فقال الخضر لموسی ما علمك و علمی و علم الخائق فی علم اللہ تعالی الا مقدار ما غمس ھذا العصفور و منقارة الحدیث

حاصل یہ کہ کشتی کے کنارے پر ایک چڑیا نے بیٹھ کر اپنی چونچ دریا میں تر کی تو حضرت خضرؑ نے موسیٰ سے کہا کہ میرا اور تمہارا اور تمام مخلوق کا علم جناب باری تعالیٰ کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلے میں اس چڑیا کا چونچ تر کر لینا امام غزالی رحمۃ اللہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں (ترجمہ) اور تمام غیوب آسمانوں اور زمین کے اللہ کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں۔ چنانچہ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی میں

طیبی سے نقل فرماتے ہیں ان معلومات اللہ لانھایۃ لھا وغیب السموات والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منھا بمقابلہ علم الٰہی تمام غیوب سموت وارض کو قلیل کہا جائے تو بے شک بجا ہے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کثیر نہ ماننا جنون یا نابینائی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الٰہی سے ایک قطرہ عطا ہوا اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سموت وارض علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں پھر اس جاہل پر افسوس ہے جو اب بھی علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم الٰہی کے مساوی سمجھے تمام غیوب سموت وارض کا عالم ہو کر بھی کوئی خدائے تعالی کے علم کے برابر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان وما یکون۔ ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا۔ اس کے فیضان سے مجھے ماکان وما یکون کا علم حاصل ہو گیا اب یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ما کان وما یکون کا علم بھی علم الٰہی کا ایک قطرہ ہے اور اس معنی سے اس کو بعض یا قلیل کہہ سکتے ہیں پس جہاں کہیں تفاسیر وغیرھا میں بعض یا قلیل کا لفظ یا اس کا ہم معنی استعمال ہوا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ علم باری تعالی کے سامنے تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے ان کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کا انکار کرنا جہالت و سفاہت ہے افسوس ہمارے ابنائے نوع جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کے اعتقاد پر کفر شرک کا فتوی دیدیا اور یہ خیال کر لیا کہ احاطہ خدا ہی کو ہے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی علم میں نقصان ثابت نہیں کیا بلکہ خدا کی طرف بھی قصور عائد کر دیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور اس کے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے حالانکہ علوم ما کان وما یکون

اور غیوب سموت وارض سب کے سب اس کے علم عظیم کا ایک قطرہ ہے جیسا کہ فقیر کی منقولہ عبارت سے ثابت ہوا کاش یہ حضرات بھی توجہ فرمائیں اور ان عبارات پر غور کریں تو ہرگز مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دے کر مشرک نہ بتائیں خدایا ہم کو اور ہمارے بنی نوع کو اپنے سیدھے راستہ پر چلنے کی ہدایت کر اور توفیق مرحمت فرما۔

اس تقریر کے بعد مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے توحید کے معنی بیان کیے ہیں اور علوم شرعی اور غیر شرعی کا بقدر اپنی لیاقت کے لکھا ہے اور حضرت مولنا شاہ سلامت اللہ صاحب مؤلف اعلام اولیاء کی نسبت حسب عادت اپنی ہمت کے موافق کلمات کہے ہیں ہم کو ان سے بحث نہیں البتہ انھوں نے صف ۱۸ پر یہ بحث کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو حق تعالی نے علم شعر عطا نہیں فرمایا۔ اس مدعا پر یہ آیہ کریمہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے استدلال کیا ہے ۔ اور ملا کمال الدین کاشفی کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک وزن شعر کیساتھ موافقت نہ کرتی تھی ۔ اسی صفحہ کے آخر میں اپنے اجتہاد خانہ زاد سے قیاس ایجاد کیا ہے۔

قولہ بھلا جو علم کے سراسر برے ہیں ان کی قباحت اور برائی شرع شریف میں ثابت ہے جیسے علم سحر اور طلسم اور کہانت وغیرہ ۔ ان علوم کیساتھ آنحضرت ﷺ کیوں کر متصف ہو سکتے ہیں ۔ پس جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ جمیع اشیاء اور غیوب کے عالم ہیں ۔ کیا ناعاقبت اندیشی سے رسول ﷺ کو ان علوم کے ساتھ متصف کرنا چاہتے ہیں کہ جو شان نبوت کے بالکل منافی بلکہ نفس ایمان کے بھی ضد ہیں ۔

اقول جانب مخالف اپنی کتاب کے صف ۱۵ میں خود فرما چکے ہیں کہ ہر کس و

ناکس ناحق شناس کا قیاس اصول دین میں سے نہیں ہوسکتا۔ پھر کس طرح ان کا اجتہاد تسلیم کرلیا جائے کہ آنحضرت ﷺ علم سحر و کہانت سے غافل ہیں ۔لہذا ہم انہی سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ان کا یہ قیاس قابل قبول ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ کیا مجتہد ہونے کا یہ دعوی ہے۔ علاوہ بریں زبان مبارک کا وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ فرمانا انھوں نے کس طمع میں نقل کیا ہے۔ آیا یہ خیال ہے کہ یہ فن شعر کی عدم واقفیت پر دلیل و برہان ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہے تو خیال باطل ہے کتنے عروض وقوافی کے جاننے والے فن شعر کے ماہر ایسے ہیں کہ وزن شعر کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انھیں شعر کے ردی وجید میں تمیز نہ ہو فن کے قواعد و مصطلحات سے بے خبر ہوں۔ ہاں شعر گوئی کا ملکہ نہیں علم سے بہت مرتبہ ملکہ مراد ہوتا ہے۔ ہمارے روزمرہ کے محاورے ہیں فلاں علم لکھنا نہیں جانتا اس کے یہ معنی نہیں کہ املاء یا رسم الخط یا حروف کی صورت وہیئت اور قواعد کی اس کو خبر نہیں سب کچھ جانتا ہے مگر لکھنے کا ملکہ نہیں۔ آپ روٹی پکانا نہیں جانتے اس کے یہی معنی ہیں کہ پکانے کا ملکہ نہیں۔ ورنہ جانتے خوب ہیں کہ کس طرح پکتی ہے زید کہتا ہے کہ میں تیراندازی جانتا ہوں۔ آپ تیر کمان دیکر کہیئے کہ نشانہ لگائے اور کسی طرح نشانہ نہ لگا سکے تو یہی کہا جائے گا کہ نہیں جانتا گو کہ وہ تیراندازی کے مفہوم و معنی کا خوب واقف ہے لیکن یہاں مراد تو علم سے ملکہ ہے۔ کچھ ہمارے ہی محاورات پر منحصر نہیں ہر ملک اور ہر زبان میں علم بمعنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے۔ مولانا عبدالحق خیرآبادی اور ملا محمد مبین رحمہ اللہ اپنی شرحوں میں فرماتے ہیں۔ لان المراد بالعلم الملکۃ عمدۃ المخالفین مولوی بشیرالدین اپنی شرح کشف المبہم میں لکھتے ہیں لان المراد بالعلم فی قولھم العلم باحکام الملکۃ اب تو آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ

علم ملکہ کے شائع وذائع ہے۔ احادیث میں بکثرت علم بمعنی ملکہ آیا ہے۔ مسند الفردوس میں بکر بن عبداللہ بن ربیع سے مروی ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علموا اولادکم السباحۃ والرمایۃ ویلمی نے جابر بن عبداللہ سے بایں الفاظ روایت کی علموا بنیکم الرمی فانہ نکایۃ العدو حضور نے اولاد کو تیر اندازی اور شناوری تعلیم کرنیکا حکم فرمایا تو کیا جانب مخالف محض شناوری اور تیر اندازی کے مفہوم کا ذہن نشین کرنا اور زبانی طور پر اس کی پوری کیفیت سنا اور سمجھا دینا اور تیر اور تیر اندازی کرنے والوں کو دکھا دینا تعمیل ارشاد کے لیے کافی سمجھتے ہیں یا مشق ومحنت کرا کے تیر اندازی اور شناوری پر قادر کر دینا مراد لیتے ہیں۔ فرمایئے علم سے ملکہ مراد ہوا یا کچھ اور؟ خود قرآن پاک میں وارد ہے۔

علمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من باسكم فهل انتم شاكرون

فرمایئے اس آیت میں ملکہ مراد ہے یا صرف ادراک؟ آیت وما علمناہ الشعر میں بھی علم سے مراد ملکہ ہے اور ملکہ ہی کی نفی ہے نہ یہ معنی کہ حضور کو شعر کا علم ہی نہ تھا۔ تفاسیر آیت کے معنی میں ملکہ ہی کی نفی کر رہی ہیں۔

تفسیر خازن میں ہے۔ ای ما یسھل له ذلك وما یصلح منه بحیث لواراد نظم شعر لم تیات له ذلك تفسیر مدارك میں ھے ای جعلناہ بحیث لو اراد قرض الشعر لم تیات له ولم یتسھل

تفسیر کبیر میں ہے قال قوم ما کان یتاتی له واخرون ما یتسھل له حتی انه ان تمثل بیت شعر سمع منه مزاحفا

علامہ ابو سعود اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں وما یصح له شعر ولا یتاقی له لوطلبه ای جعلناہ بحیث لواراد قرض الشعر لم یتات له۔

تمام مفسرین آیت کی یہی تفسیر فرما رہے ہیں کہ حضور پر شعر کی نظم واداوسوار تھی یعنی ملکہ نہ تھا اور آیت میں ملکہ کی نفی ہے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضور کو شعر کا علم وادراک نہ تھا اس کے صحیح وسقیم ردی وجید کو نہ جانتے تھے بلکہ اس کے جاننے کی تصریح فرمائی۔

تفسیر روح البیان ج ۳ صفحہ ۴۸۲ میں ہے۔

و فی التھذیب البغوی من ائمتنا قیل کان علیه السلام یحسن الشعر ولا یقوله ولاصح انه کان لا یحسنه ولکن کان یمین بین جید الشعر وردئیه ولعل المراد بین الموزون منه و غیر الموزون۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور شعر جید و ردی اور موزوں و غیر موزوں میں امتیاز فرماتے تھے۔ فرمایئے آیت میں علم شعر کی نفی کہاں ہے اور کس مفسر نے بیان کی یہ آپ کو کہیں نہ ملے گا اور اس کے خلاف مفسرین کی تصریحات کثیرہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

اس سے اور واضح تر ملاحظہ کیجئے تفسیر روح البیان ج ۳ صفحہ ۸۷۸ میں ہے

ولما کان الشعر مما لا ینبغی للانبیاء علیه السلام لم یصدر من النبی ﷺ بطریق الانشاء دون الانشاء دالا ما کان بغیر قصد منه و کان کل کمال بشری تحت علمه الجامع فکان یجیب کل فصیح و بلیغ و شاعر واشعر و کل قبیله بلغاتهم و عباراتهم و کان یعلم الکتاب علم الخط واهل الحرف حرفتهم ولذا کان رحمة اللعالمین۔

اب تو بحمد اللہ کوئی پردہ حجاب نہ رہا اور مراد کلام خوب واضح کہ آیت میں نفی ملکہ کی ہے علم کی نہیں۔ شعر کے علم کا انکار جانب مخالف کا تراشیدہ طبع اور تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے۔ عبارات مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ ہر بشری کمال حضور کے تحت علم

ہے کچھ بھی ہوتو استدلال جانب مخالف کا باطل ہوا۔ لیکن اگر ابھی تک مخالف کے قلب میں کوئی وسوسہ باقی ہوتو رفع کیجئے۔ تفسیر روح البیان ج ۳ صفحہ ۲۸۲ میں ہے۔

والظاهران المراد ما ينبغي له من حيث نبوته و صدق لهجة ان يقول الشعر لان العلم من عندالله لا يقول الاحقا وهذالاينافي كونه في نفسه قادر اعلى النظم والنثر و يدل عليه تميزه بين جيد الشعر و ردئيه اى موزونه و غير موزونه على ما سبق ومن كان مميزا كيف لا يكون قادر اعلى النظم في الالهيات والحكم لكن القدرة لا تسلزم الفعل في هذالباب مونا عن اطلاق لفظ الشعر والشاعرالذى يوهم التخييل والكذب وقد كانت العرب يعرفونه فصاحة و بلاغة و عذوبة لفظ و حلاوته منطقه و حسن سروه والحاصل ان كل كمال انما هو ماخوذ منه۔

یعنی یہ ظاہر ہی کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حضور کے لیے بحیثیت نبی اور صادق البیان ہونے کے شعر گوئی مناسب حال نہیں۔ کیونکہ اللہ کا سکھایا جو بات کہتا ہے حق کہتا ہے اور یہ آپ کے فی نفسہ نظم ونثر پر قادر ہونے کے منافی نہیں اور اس پر حضور کا شعر کے جید وردی اور موزوں وغیر موزوں میں تمیز فرمانا دلالت کرتا ہے اور جو ممیّز ہو کیونکر الہیات وحکم میں نظم پر قادر نہ ہوگا لیکن قادر ہونا فعل یعنی شعر گوئی کرنے کو مستلزم نہیں تا کہ لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے امن ہو۔ کیوں کہ یہ لفظ تخیل وکذب کا موہم ہے اور بے شک عرب آپ کی فصاحت و بلاغت اور پاکیزگی الفاظ اور شیریں گفتاری اور خوبی روش کے عارف تھے اور حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی سے ماخوذ ہے مخالفین اب تو خاموش ہو گئے۔ تفسیر روح البیان نے شعر کا علم درکنار کلام

موزوں پر حضرت کی قدرت کتنے صریح الفاظ میں ثابت کی۔ اگر مخالفین آیت پیش کرنے سے پہلے تفاسیر دیکھ کر کلام پاک کا مطلب سمجھ لیتے تو انہیں ہرگز اس آیت کے پیش کرنے کی جرأت نہ ہوتی جو کسی طرح انکے مدعا کو ثابت نہیں کرتی۔

اب دوسرے طریق پر کلام کروں وہ یہ کہ شعر دو معنی میں مستعمل ہے اول کلام موزوں جس میں وزن کا قصد کیا گیا ہو تفسیر کبیر میں ہے۔

الشعر هو الكلام الموزون الذی قصد الی وزنه۔

یہ تو معنی عرفی ہیں دوسرے معنی منطقی قدماء حکماء کے نزدیک وزن و قافیہ شعر کا رکن نہیں ہے بلکہ رکن شعر صرف مقدمات مخیلہ کا ایراد ہے تو جو قیاس کہ مقدمات مخیلہ سے مرکب ہو اس کو شعر کہتے ہیں اور بعض علماء شعر منطقی اس کو کہتے ہیں۔ مقدمات کاذبہ سے مرکب ہو تفسیر روح البیان ج ۳ صف ۲۸۱ میں ہے۔

والشعر عند الحكماء القدماء ليس على وزن و قافية ولا الوزن والقافية ركن فی الشعر عندهم بل الركن فی الشعر ايراد المقدمات المخيلة فحسب وفيه ايضا قال بعضهم الشعرا ما منطقی وهو المولف من المقدمات الكاذبة

اب سمجھنا چاہئے کہ قرآن پاک میں جو لفظ شعر وارد ہے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہیں کیوں کہ قرآن پاک کا اسلوب شعر و شاعری سے پاک اور علیحدہ ہونا ایسا بین وظاہر ہے کہ اس میں کسی بے زبان عجمی کو بھی تردد نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ عرب کے بلغا اور فن شاعری کے ماہر اس کو اس معنی میں کہ سکیں یہ کسی طرح معقول نہیں تو لامحالہ شعر سے اس کے معنی منطقی مراد ہوئے اور کفار عناداً شاعر بمعنی کاذب کہتے تھے اسی کی قرآن پاک نے نفی فرمائی۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب

نہیں سکھایا نہ یہ ان کی شان کے شایاں اور منصب کے لائق۔ اب تو مخالفین کو بہت حیرانی ہوگی۔ مگر بات یہ ہے کہ فہم قرآن ان سے بہت دور ہے آیت کے ظاہر الفاظ دیکھ کر جو معنی خیال میں آئے ان سے استدلال کر لیا۔ تفاسیر پر نظر ڈالنے کی تکلیف کون برداشت کرتا۔ میں دکھاتا ہوں ملاحظہ فرمائیے تفسیر روح البیان ج ۳ صفحہ ۲۸۱

والمراد بالشعر الواقع في القرآن الشعر المنطقي سواء كان مجردا عن الوزن ام لا والشعر المنطقي اكثر ما يروج بالاصطلاح قال الراغب قال بعض الكفار للنبي ﷺ انه شاعر فقيل لما وقع في القرآن من الكلمات الموزونة والقوا في وقال بعض المحصلين اراد به انه كاذب لان ظاهر القرآن ليس على اساليب الشعر ولا يخفي ذلك على الافهم من العجم فضلا عن بلغاء العرب فانما رموه بالكذب لان اكثر ما ياتي به الشاعر كذب ومن ثم سموا الادلة الكاذبة شعراً۔

علاوہ بریں مفسرین نے اس آیت کے یہ معنی بھی بیان فرمائے ہیں کہ قرآن شریف شاعروں کے اقوال نہیں جو ہم نے اپنے حبیب محمد ﷺ کو تعلیم کیے ہوں بلکہ یہ قرآن معجز بیان کلام الٰہی ہے کہ ایسا کلام بنانا مخلوق کی قدرت سے باہر ہے یا یہ کہ ہم نے آں سرور کائنات ﷺ کو قرآن میں شعر تعلیم نہ فرمایا قرآن پاک تعلیم شعر نہیں ہے چنانچہ تفسیر مدارک التنزیل ص ۲۴۷ میں ہے

(وما علمناه الشعر) ای وما علمناه النبی ﷺ قول الشعراء او وما علمناه بتعليم القرآن الشعر على معنى ان القرآن ليس بشعر۔

تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۲۸۱ میں ہے

والمعني وما علمنا محمد الشعر بتعليم القرآن علي معني ان القرآن ليس بشعر فان الشعر كلام متكلف موضوع و مقال مزخرف مصنوع منسوج علي منوال الوزن والقافية مبني علي خيالات واوهام واهية فاين ذلك من التنزيل العظيم الخطر المنزه من مماثلة كلام البشر الخ

ان عبارات سے بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ آیہ وما علمناہ الایہ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن پاک سچی آسمانی کتاب ہے شاعروں کی من گھڑت اور آفریدہ وہم وخیال نہیں جو قابل اعتبار نہ ہو۔ چونکہ شعراء علی الاغلب والاکثر لغو اور بے اصل باتیں جھوٹے قصے فرضی اور بے حقیقت واقعے نظم کیا کرتے ہیں اور ان کا کلام وہمیات واکاذیب سے خالی نہیں ہوتا چنانچہ عرب میں مشہور ہے احسن الشعر اکذبہ اس لئے حق سبحانہ نے فرمایا کہ یہ کلام پاک کچھ شاعروں کی من گھڑت اور یاوہ گوئی نہیں بلکہ یہ آسمانی سچی کتاب ہے اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قواعد شعر سے ناواقف ہونے پر استدلال کرنا جانب مخالف کی سادہ لوحی و نادانی ہے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شعر اجمال اور معما اور پہلو دار بات اور رمز واشارہ کا محل ہوتا ہے احتمال رہتا ہے کہ مخاطب اس کی مراد کو نہ سمجھے یا کچھ کا کچھ سمجھ جائے۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رمز ولغز نہ فرمایا جو فرمایا ان کے لیے واضح فرمایا اس طرح ارشاد نہ کیا کہ (حضور) نہ سمجھیں یا کچھ کا کچھ سمجھ جائیں تفسیر روح البیان ج ۳ صفحہ ۲۸۲ میں ہے۔

قال الشيخ الاكبر قدس سره الاطهر في قوله تعالي وما علمناه الشعر اعلم ان الشعر محل للاجمال واللغز والتورية وما رمزنا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم شيئا

ولا الغزنا ولا خاطبناه لشئ ونحن نريد شيئا ولا اجملنا له الخطاب حيث لم يفهم انتھی۔

اس سے تو حضور کا اور کمال علم معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک جس میں تمام علوم ہیں اور جو ہر چیز کا بیان واضح ہے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ اس کو اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے لغز و معما رمز و اجمال نہ کیا کہ فہم میں نہ آتا ایسا واضح کیا کہ حضور پر اس کے علوم یقینی طور پر منکشف ہوئے یعنی تعلیم قرآن شعر کے انداز پر نہیں ہے کہ جمیع اشیاء کے علوم کا بیان اس میں بر سبیل اجمال و معما رمز و اجمال نہ کیا کہ فہم میں نہ آتا ایسا واضح کیا کہ حضور پر اس کے علوم یقینی طور پر منکشف ہوئے یعنی تعلیم قرآن شعر کے انداز پر نہیں ہے کہ جمیع اشیاء کے علوم کا بیان اس میں بر سبیل اجمال و معما ہوا اور دشمنان مصطفی ﷺ کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اگرچہ قرآن پاک جملا علوم اور ہر چیز کا بیان ہے لیکن ہے تو رمز و معما ممکن کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی ہو یا کچھ کی کچھ سمجھی آگئی ہو اس انکار کی گردان یہ فرما کر قطع کر دی کہ ہم نے قرآن کی تعلیم معما اور اجمال کے پیرایہ میں شاعرانہ طریق پر نہ فرمائی بلکہ علوم قرآنیہ کو حضور کے لیے واضح اور بے حجاب کر دیا کہ ہر شے پر آں حضرت ﷺ کو علم یقینی حاصل ہو گیا والحمد للہ علی ذلک شیخ اکبر تو اس آیت سے یہ سمجھے اور مخالفین یہ کہ حضور کو شعر کا علم نہ تھا۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

حق ہے یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا

رہا جانب مخالف کا یہ وہم کہ علم سحر شان نبوت کے خلاف بلکہ نفس ایمان کہ بھی ضد ہے اور نبی کریم ﷺ ہرگز اس کے عالم نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے اس

انکار کا باعث یہ ہے کہ آپ کے نزدیک وہ علم نہایت درجہ کی خباثت رکھتا ہے اور اپنی خباثت کی وجہ سے ذات پاک ﷺ کے لائق نہیں اور یہی آپ کی تقریر سے ظاہر ہے۔ اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ علم سحر جو نبی ﷺ کی ذات پاک کے لائق نہیں تو باوجود اس خباثت کے ذات پاک حق تعالی کے لائق بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بتاؤ کہ وہ پاک ذات ایسے خبیث علم کے ساتھ کیسے متصف ہوئی کہ جو شان نبی کے بھی لائق نہ تھا بر تقدیر ثانی کیا علم الٰہی کا بھی ایسا ہی صاف انکار کیجئے گا کیا دنیا سے انصاف مٹ گیا ہے رسول اکرم ﷺ کے علم کے انکار میں تو سحر کا علم ہونا عیب قرار دیا جائے اور خدائے پاک کے لیے یہ عیب ثابت کرتے ہوئے شرم نہیں آئی (استغفر اللہ العلی العظیم) دوم آپ کا یہ خیال کہ یہ علم فی نفسہ مذموم ہے قطعاً غلط اس لیے کہ کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں خواہ کسی طرح کا ہو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز پ اصفہ ۴۸۰ میں فرماتے ہیں۔

ودرینجا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چونکہ باشد

البتہ علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور نا قابلیت ہے۔ یہ خوب ظاہر اور مسلم ہے کہ قصور استعداد اور نا قابلیت اور جہل مرکب ہمارے حضرت کے لیے ناممکن تو حضرت کے لیے اس علم کا عالم ہونا نہ شان نبوت کے خلاف نہ خلاف واقع جیسا کہ جانب مخالف مزعوم ہے حاصل یہ کہ علم نہ قبیح ہے نہ ممنوع اس پر تمام محققین کا اتفاق ہے کیونکہ علم لذاتہ شریف ہے نیز آیہ ھل یستوی الذین الآیہ کا عموم بھی اس کی دلیل ہے نیز یہ بھی ہے کہ اگر سحر معلوم ہی نہ ہو تو سحر و معجزہ میں فرق کرنا بھی ممکن نہ ہو اور معجزہ کے معجزہ ہونے کا جاننا واجب ہے اور واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا

ہے تو یہ مقتضی ہے کہ علم سحر کی تحصیل بھی واجب ہو اور جو چیز واجب ہو وہ حرام وقبیح کس طرح ہو سکتی ہے جانب مخالف علم سحر کو اپنی رائے سے قبیح اور اس کا جاننا منافی ایمان بتاتے تھے ان کا مدعا ان عبارات نے باطل کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ نفس علم خواہ سحر کا ہو یا کسی اور چیز کا ہرگز قبیح وممنوع نہیں ہے انسان کی اس میں کوئی خوبی نہیں کہ علم نہ ہو مگر اس پر تبرا بھیجتے اور برا کہتے پھریں بلکہ خوبی یہ ہے کہ باوجود علم کے ناجائز امور سے بچیں اس لئے کہ جس کو علم سحر حاصل ہی نہیں اس کو اس پر عمل کرنے کی قدرت بھی نہیں پھر اس کا عمل ناجائز سے بچنا کیا کمال ہے ہاں کمال یہ ہے کہ عالم ہو عمل پر قدرت ہو پھر بچے تو معلوم ہو کہ باوجود قدرت ہونے کے اس کام کو نہ کیا اللہ کی رضا چاہی نابینا آدمی کا نامحرم کو نہ دیکھنا کوئی کمال نہیں کہ وہ دیکھنے پر قادر ہی نہیں البتہ بینا کا نامحرم کے دیکھنے سے باز رہنا کمال ہے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اسی تفسیر کے صفحہ ۴۷ میں فرماتے ہیں۔

ونیز چوں شخصے قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت از گناہ باز ماند۔

اب جانب مخالف کا انکار کرنا گویا نبی ﷺ کی ایک فضیلت کا انکار ہے اس میں شک نہیں کہ انبیاء اس علم سے واقف ہیں مگر احکام شرعی کی طرح اس کی تعلیم نہیں فرماتے پھر یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس تفسیر کے صفحہ ۴۷۳ میں تحریر فرماتے ہیں

علم سحر نیز از علوم الٰہیہ است بقائے آں علم۔ نوع انسان منظور نظر حق [illegible] و شان انبیاء نیست کہ ایں قسم علوم ضارہ را کہ بسبب آں علوم اعتقاد تاثیرات مخلوقات و غفلت از تاثیر خالق جاگیرد

تبلیغ نمایند مانند علوم فلسفه از ریاضیات و طبعیات کہ ضرر آنہا بیشتر از نفع آنہاست نیز انبیاءؑ بیاں نمی کنند وازاں دیدہ و دانستہ سکوت ی فرمایند۔

خلاصہ یہ ہے کہ علم سحر یعنی جادو بھی علوم الہیہ میں سے ہے اور نوع انسان میں اس کا باقی رکھنا اللہ کو منظور انبیاء کی شان نہیں کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائیں اور لوگوں کو سکھائیں اس لیے کہ کم ظرف اور کم استعداد والوں کے لیے یہ علوم ضارہ ہیں کہ ان کو ان کی وجہ سے مخلوقات یعنی کواکب وغیرہا کی تاثیرات کا اعتقاد اور خالق کی تاثیر سے غفلت ہو گی اس صورت میں مثل علوم فلسفہ ریاضی طبعیات کے ان علوم کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہو گا اسی وجہ سے انبیاءؑ دیدہ دانستہ باوجود جاننے اور عالم ہونے کے ان علوم سے سکوت فرماتے ہیں اور لوگوں کو نہیں سکھاتے ہیں۔

قولہ:۔ زید نے آں حضرت ﷺ کے واسطے استغراق علم کا دعویٰ کیا جو صفت خاص جناب رب العالمین کی ہے کہ یہ توحید کے خلاف ہے

اقول:۔ زید کے جو الفاظ آں حضرت سراپا رحمت ﷺ کے بارے میں ہیں اور جانب مخالف نے خود بھی نقل کیے ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ تبلیغ الٰہی بدء الخلق یعنی ابتداء آفرینش سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونیوالوں کے داخل ہونے تک کا احوال بخوبی جاننے اور بالتفصیل پہچانتے ہیں اور زید اس دعوے پر دلائل لاتا ہے جنکے جواب سے عاجز ہو کر جانب مخالف نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۱ میں اس پر زور دیا ہے کہ قرآن شریف سے استدلال کرنا مجتہد کا کام ہے تو گویا مدعا یہ ہے کہ کلام اللہ سے استدلال کرنا غیر مجتہد کے لیے جائز نہیں اور یہ بالکل غلط

اسواسطے کہ غیر مجتہد جو کلام اللہ کی تفسیر جانتا ہو وہ صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کرسکتا ہے اور کہیں اس کی ممانعت نہیں طحطاوی میں ہے:۔

واما فهم الاحكام من نحو الظاهر والنص والمفسر فليس مختصابه (اس بالمجتهد) بل يقدر عليه العلماء الاعم مسلم الثبوت میں هے وايضا شاع وذاع احتجاجهم سلفاً و خلفاً بالعمومات من غير نكير۔

رہا آپ کا فاسئلوا اھل الذکر نقل فرمانا وہ دیانت کے خلاف اسوجہ سے ہے کہ آپ نے اسکا ایک جزو جو آپ کے مدعا کے خلاف تھا چھوڑ دیا اور وہ ان کنتم لا تعلمون ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال نہ جاننے کی حالت میں ہوتا ہے مخبر صادق ﷺ نے ارشاد فرمایا انما شفاء العی السوال آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صریح آیتوں سے بھی استدلال نہ کرو جیسا کہ آپ نے سمجھا اور حسب مضمون ''دروغگو را حافظہ نباشد'' خود آپ ہی اس علت میں مبتلا ہو گئے جسے زید کے لیے ناروا بتارہے تھے چنانچہ آیہ شریفہ وماعلمناہ الخ سے استدلال کیا اور بے سمجھے جیسا کہ ظاہر ہو چکا قولہ:۔ وعلمت مالم تکن تعلم کے معنی اس کے مدعا کے موافق تسلیم کر لیے جاویں تو لازم آتا ہے کہ دوسری آیت وعلم الانسان مالم یعلم سے تمام مرد وزن صغیر وکبیر برنا و پیر۔ عالم ہو یا جاہل، شہرستانی ہو یا دہقانی ہر ایک علوم غیر متناہیہ کے ساتھ موصوف ہو جائے اور ہر کس وناکس کا علم جناب رسول اکرم ﷺ کے علم کے مساوی اور برابر ہو جائے۔

اقول:۔ افسوس کہ آپ نے کچھ بھی غور نہ فرمایا اور یہ خیال نہ کیا کہ انسان علم الانسان میں معروف باللام ہے اس سے فرد کامل شخص معین مراد ہے۔ پس اس تقدیر پر حسب مقتضائے دیگر آیات قرآنیہ اس لفظ سے آں حضرت ﷺ ہی مراد ہیں۔ تفسیر

معالم التنزیل میں آیہ وعلم الانسان مالم یعلم کے تحت میں ایک قول یہ بھی لکھا ہے

وقیل الانسان ھھنا محمد ﷺ وبیانہ وعلمك مالم تکن تعلم

یعنی کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے محمد ﷺ مراد ہیں اور اس کا بیان آیہ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم ہے اور ایسے ہی آیہ شریفہ خلق الانسان علمہ البیان میں بھی انسان سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں چنانچہ امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت میں فرمایا ہے۔

قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا ﷺ علمه البیان یعنی بیان ماکان وما یکون۔

تفسیر حسینی میں ہے یا بوجود آورد محمد را و بیاموز انید وے را بیان انچہ بود و ہست و باشد۔ اب یہ ثابت ہوگیا کہ آیہ کریمہ علم الانسان مالم یعلم میں انسان سے محمد ﷺ مراد ہیں پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہیں ہوسکتا اور نہ آیہ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم سے معارضہ ہوتا ہے بلکہ یہ دونوں آیتیں ایک ہی مضمون کی ہیں جیسا کہ اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا۔

ایک نئے مہربان کا نیا شبہ

شبہ:۔ قرآن شریف میں سرور اکرم ﷺ کی نسبت وارد ہے ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون۔ یعنی محمد ﷺ تمکو تمام وہ چیزیں تعلیم فرماتے ہیں جنکو تم نہیں جانتے تھے۔ اس آیت میں بھی آیہ وعلمک مالم تکن تعلم کی طرح کلمہ ما عام ہے تو یہ ثابت ہوا کہ سب لوگ عالم الغیب ہیں۔

جواب :۔ قطع نظر اس سے کہ آیت میں مخاطب کون ہے یہ آیت ہمارے مدعا کو ہرگز مخل نہیں نہ اس سے یہ ثابت ہو سکے کہ سب عالم الغیب ہیں، البتہ اگر یہ منظور کر لیں کہ ہمارے سرکار عالم جمیع اشیاء حضرت محمد ﷺ نے تمام حاضرین کو جو کچھ وہ نہ جانتے تھے بتایا اور قیامت تک کا احوال بتایا تو بھی کوئی حرج نہیں بلکہ یہ حدیث سے ثابت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر جو کچھ قیامت تک ہونیوالا تھا سب بتایا مگر جس کو یاد رہا یاد رہا، جو بھول گیا بھول گیا۔ پھر بھی سب ایک سے نہیں جس کو زیادہ یاد ہے وہ بڑا عالم ہے، جو بھول گیا وہ تو بھول ہی چکا۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن کی فصل اول صفحہ ۴۶۱ میں بخاری اور مسلم سے مروی ہے۔

عن حذيفة قال قام فينا رسول الله ﷺ مقاما ما ترك شيئا ما يكون في مقامه ذلك الى قيام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه انتهى بقدر الحاجة

قوله ۔ وانزل الله عليك الكتاب اى القرآن والحكمة اى ما في القرآن من الاحكام وعرفك الحلال والحرام وعلمك ما يوحى من الغيب و خفيات الامور مالم تكن تعلم ذلك الى وقت التعليم۔

اس تفسیر میں دو جگہ من ہے پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبعیضیہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ پر قرآن اور جو قرآن میں احکام نازل کئے ہیں اور بعضے غیب اور امور مخفیہ جو ابھی تک آپ کو معلوم نہیں تھے تعلیم فرمائے۔

اقول :۔ وباللہ توفیق ۔ روح البیان کی اس عبارت کے نقل کرنے سے جانب مخالف کا یہ مدعا ہے کہ جناب سرور کائنات ﷺ کو ابتدائے آفرینش سے لیکر جنت اور

دوزخ میں داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جس کا زید دعویٰ کرتا ہے اور یہ بات تفسیر روح البیان سے ثابت نہیں بلکہ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہے۔ جب جانب مخالف کو کوئی مفر نہ ملا تو انہوں نے بقول شخصے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے من کو پکڑ لیا اور اس بیچارہ کو تبعیضیہ بتادیا۔ ذرا اس ذی ہوش سے کوئی یہ پوچھے کہ پہلے من کے بیانیہ ہونے پر کونسا قرینہ قائم تھا جو یہاں نہیں پھر وہاں بیانیہ مانکر تبعیضیہ کہہ دینا بالکل دانائی ہی دانائی ہے اگر جانب مخالف کو زیادہ جوش آجائے تو وہ پہلے من کو بھی تبعیضیہ بنا کر یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام احکام شرعیہ کا بھی علم نہ تھا (نعوذ باللہ) تو کون ان کے قلم اور زبان کو پکڑے گا مگر اب ہم اس روح البیان کے من تبعیضیہ یا بیانیہ ہونا روح البیان ہی کے قرینہ پر موقوف کرتے ہیں کہ وہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہے ہیں ملاحظہ ہو روح البیان ج ۶ صفہ ۲۴

و کذا صار علمه محیطا بجمیع المعلومات الغیبیة الملکوتیة کما جآء فی حدیث اختصام الملئکة انه قال فوضع کفه بین کتفی فوجد برده بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایة علم ما کان وما یکون

یعنی جناب رسالتمآب ﷺ کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث اختصام الملئکۃ میں آیا ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جناب رب العزت نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس فیض کی سردی اپنی چھاتیوں کے درمیان میں پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ علم ما کان اور ما یکون روشن اور ہویدا ہو گیا۔ اب خوب ظاہر ہو گیا کہ صاحب روح البیان سید انس و جان ﷺ کو تمام معلومات غیبیہ

ملکوتیہ کا عالم بتعلیم الٰہی جانتے ہیں لہذا ان کی عبارت میں ہر گز من تبعیضیہ نہیں جو کوتاہی علم ماکان و ما یکون ﷺ پر دلالت کرے یہ آپ کا فہم و اجتہاد نہیں بلکہ وہم ہے جو آپ نے ایسا سمجھ لیا آیہ شریفہ کا مطلب تو یہ ہے کہ اے محمد ﷺ اللہ نے آپ پر کتاب یعنی قرآن شریف اور حکمت یعنی جو احکام کہ قرآن شریف میں تھے نازل فرمائے اور حلال و حرام کی معرفت کرادی اور ما یوحی کی کہ وہ غیب اور ایسے مخفی امور ہیں جن کو آپ ابتک نہ جانتے تھے تعلیم فرمادی۔ اب فرمایئے کہ اس عبارت کو جانب مخالف کے مدعا سے کیا منسبت ہے اور اس کے منشاء کو اس سے کیا لگاؤ؟ یہ تو مثبتین علم نبی ﷺ کی مؤید ہے نہ مخالف ذی ہوش کی جس کو ابھی تک یہ خبر نہیں کہ اس عبارت میں نبی ﷺ کے علم کے سوا انکار کا حرف تک نہیں۔ اگر جانب مخالف کی عاجزی پر رحم کر کے ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ من تبعیضیہ ہے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہوگا اور جانب مخالف کو بشرط حیاداری ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے کہ من تبعیضیہ ہونے کی حالت میں اس عبارت سے موجبہ جزئیہ نکلے گا اور وہی ہمارا مطلوب ہے جیسا کہ ابتدائے رسالہ میں ظاہر ہو چکا کہ علم جناب باری کے سامنے جمیع مخلوقات کے علم کو وہ نسبت بھی نہیں جو سمندر کے سامنے قطرے کو ہے۔ مخالف پر یہ لازم ہے کہ سالبہ کلیہ پیش کرے اس لیے کہ موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوتا ہے نہ موجبہ جزئیہ اور اگر جانب مخالف نے یہ سمجھا کہ اہل سنت و جماعت آں حضرت ﷺ کے لیے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرتے ہیں کہ اس صورت میں ان کا دعوی موجبہ کلیہ ہوا تو بھی موجبہ جزئیہ پیش کرنا اس کو کیا مفید اور خصم کو کیا مضر موجبہ جزئیہ کا صدق موجبہ کلیہ کے صدق کا منافی نہیں بعض الانسان ناطق کا صدق کل انسان ناطق کے کذب کو مستلزم نہیں بہر حال

تہذیب پڑھنے والا بچہ بھی ایسی غلطی نہ کرتا جیسی جانب مخالف نے کی جانب مخالف کو ہنوز یہ خبر نہیں کہ ثبوت شے نفی ماعدا کو مستلزم نہیں ردالمحتار ص ۵۷ میں ہے۔

وفي شرح التحرير عن شمس الائمة الكردري ان تخصيص الشئي بالذكر لا يدل على نفي الحكم عما عداه

قولہ:۔ اور تفسیر کبیر میں اس عبارت کو دو وجھوں کے لیے محتمل کیا ہے ایک یہ کہ مراد اس سے دین کے امور ہیں یعنی کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار و حقائق اور دوسرے یہ کہ وعلمک مالم تکن تعلم سے اولین کے اخبار مراد ہیں اور منافقین کے مکر اور حیلوں پر اطلاع اقول آپ کی یہ تقریر آپ کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی اسی تفسیر کبیر اور اس کے سوا اور کتب کثیرہ میں مجملا اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں تصریحاً بتایا ہے کہ قرآن عظیم ذی وجوہ ہے اور ہر وجہ پر مجتمع بہ ہے یہ دو وجہیں کہ قائل نے اپنے دل سے نکالیں یہ بھی محتمل ہیں اور اسی محال اطلاق میں داخل ہیں جیسے ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار کی تین سو تفسیریں کی گئیں اور وہ سب اسی اطلاق لفظ حسنہ میں داخل ہیں نہ ایک دوسرے کے منافی نہ اسقدر زیادت کی نافی مگر لطف تو یہ ہے کہ آپ کا اس عبارت سے استدلال بے مصادرہ علی المطلوب کے پورا نہ ہوگا۔ تعجب تو کیجئے گا کہ یہ کیوں کر۔ ہاں ہم سے سنئے یہ اس لئے کہ آپ لفظ علم امور دینیہ سے علم ماکان وما یکون کی نفی چاہتے ہیں اور یہ جبھی صحیح ہوگی کہ ماکان وما یکون کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم دیا تو یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت ہوئی اور حضور کے معجزات جمیلہ سے ایک معجزہ اور حضور کے فضائل و معجزات قطعاً امور دینیہ سے ہیں اور ان کا علم بیشک امور دینیہ کا علم ہے اور امور دینیہ کا

علم تم خود تسلیم کرتے ہوتو ضرور حضور اقدس ﷺ کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ما کان وما یکون کا علم ہے ہاں اگر یہ ثابت ہوتا کہ معاذ اللہ حضور کو علم ما کان وما یکون نہیں تو البتہ اس کا علم امور دینیہ سے نہ ہوتا کہ اس عبارت سے استناد صحیح ہونے کے لیے آپ کو اپنے اصل دعوے سے استمداد کی حاجت ہوگی۔ اور یہی مصادرہ علی المطلوب ہے اور فضول ولغو کہ دعوی اگر خارج سے ثابت ہے تو اس عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو عبارت بھی محض بیکار واجنبی تعجب خیز امر تو یہ ہے کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ مراد اس سے دین کے امور ہیں اور پھر جا بجا انکار کرتے جاتے ہیں کہ حضرت ﷺ کو جمیع اشیاء کا علم نہ تھا آپ نے جس طرح علم نبی ﷺ کو کم سمجھ لیا ہے اسی طرح دین کے امور کو بھی چھوٹا سا فرض کر لیا ہے بھئی آپکو اتنی تمیز بھی نہیں کہ معجزہ دین کے امور میں سے ہے تو آں حضرت ﷺ کو جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا علم عطا فرمانا بطریق معجزہ کے دین ہی کے امور میں سے ہے چنانچہ اس سے قبل مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف ج ۵ سے نقل ہو چکا

انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبداء والمعاش والمعاد وتیسیر اراد ذلک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ نے ایک ہی مجلس میں مبداء اور معاش اور معاد یعنی دنیا وآخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادۃ میں سے ایک امر عظیم ہے

بخاری شریف کی ایک حدیث جو مشکوۃ شریف ص ۱۸۵ میں بروایت ابو ہریرہ سے مروی ہے جسکا یہ مضمون ہے کہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرور اکرم ﷺ نے مجھ کو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا۔ میں اس طعام صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک

شخص آکر اس کھانے میں سے لپ بھر کر لیجانے لگا۔۔۔ یہ حدیث پیچھے کتاب میں گزر چکی ہے۔ قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ فیہ اخبار النبی بالغیب معجزۃ لہ اب ثابت ہوا کہ علم بالغیب نبی ﷺ کا معجزہ ہے اب جانب مخالف اپنے دلمیں انصاف کریں کہ معجزہ امور دین میں سے ہے اور امور دین کا علم جانب مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپکا یہ فقرہ یعنی کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار و حقائق اس میں بھی تمام علوم آگئے۔ اس لئے جناب حق سبحانہ تعالی کلام اللہ کی شان میں ارشاد فرمایا ہے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شی یعنی اے محمد ﷺ ہم نے تم پر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز کا واضح بیان ہے پس جبکہ آپ کے نزدیک بھی سید عالم اعلم المخلوقات ﷺ کو کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار و حقائق تعلیم فرمائے گئے تو احاطہ علم نبوی سے کونسی شے باہر رہ گئی نہ معلوم کہ آپ نے تفسیر کبیر کی عبارت کیوں نقل فرمائی۔

قولہ:۔ اور اس تفسیر کے ضمن میں اور دو فائدے حاصل ہوئے ایک علم کی غایت درجہ کہ فضیلت، دوسرے یہ کہ حق تعالی نے کسی مخلوق کو سوائے قدر قلیل علم کے نہیں عطا فرمایا۔

اقول:۔ تسلیم کہ کسی مخلوق کو حق تعالی نے قدر قلیل علم کے سوا نہیں عطا فرمایا جیسا کہ آیہ کریمہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اس پر دال ہے اور سب کا علم جناب باری تعالی کے علم کے سامنے قلیل ہے جیسا کہ ابتدائے رسالہ ہذا میں مذکور ہو چکا لیکن علم نبی ﷺ اگر چہ بمقابلہ علم الہی کے قلیل ہے مگر بجائے خود ایسا وسیع ہے کہ کوئی شے اس کے احاطہ سے خارج نہیں چنانچہ اس تفسیر کبیر کی اس عبارت میں جو آپ نے نقل کی ہے اس

طرف اشارہ ہے

وسمی جمیع الدنیا قلیلا حیث قال قل متاع الدنیا قلیل

اس سے ظاہر کہ نعیم آخرۃ کے سامنے تمام دنیا کی متاع بھی قلیل ہے، اسی طرح جناب حق تعالیٰ کے علم کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے لیکن جس طرح کہ ہم اپنے نزدیک تمام دنیا کو قلیل نہیں پاتے اسی طرح تمام مخلوقات کا علم بھی ہمارے نزدیک قلیل نہیں اگر ہم اس کو فی نفسہ قلیل جانیں تو بڑی حماقت ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو خوش ہو کر ہزار گاؤں عطا کیے تو بادشاہ کی سلطنت اور دولت کے سامنے تو کچھ نہیں یہ سب گاؤں نہایت ہی قلیل ہیں مگر مفلس تہی دست سے پوچھئے جس نے پیسوں کے سوا کبھی روپیہ دیکھا ہی نہیں وہ تو ہزار گاؤں کو متاع سلطنت سمجھے گا اور تعجب سے کہے گا کہ بادشاہ نے ہرگز وزیر کو ہزار گاؤں نہ دیئے ہونگے ورنہ وزیر بادشاہ سے کس بات میں کم رہا۔ اب اسے ہر چند سمجھائیے کہ بادشاہ کے سامنے ہزار گاؤں کیا چیز ہیں، اور وزیر کو ہزار گاؤں ملنے سے بادشاہ کی ہمسری نہیں آخر اسی نے تو دیئے ہیں وہ ہی تو معطی ہے نہ خیال کرنا چاہئیے کہ اگر اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کے علوم تعلیم فرمائے تو باقی کیا رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ برابر ہو گئے۔ (معاذ اللہ) جملہ اشیاء کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے نقل ہیں۔

ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لها و غیب السموات والارض ومایبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منها۔

یعنی اللہ کی معلومات کی کوئی نہایت نہیں اور آسمانوں اور زمینوں کے غیب اور جو ظاہر کرتے اور چھپاتے ہیں یہ سب تو علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں۔ ہمارے مخالفین یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اتنا اللہ نے کسی کو تعلیم فرما دیا تو وہ اللہ کے برابر ہو گیا۔ برابر کیا معنی یہ تو اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ابھی تک علم الٰہی کی وسعت بھی معلوم نہ تھی اب ذرا آنکھیں کھلیں گی پھر ان عقلمندوں سے پوچھو کہ اگر اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب تعلیم فرما دے تو یہ اس کے علم کا ایک قطرہ ہے اس کے علم کے سامنے قلیل ہے یا نہیں۔ لیکن بجائے خود ہرگز قلیل نہیں۔ تفسیر مدارک التنزیل میں ہے

ان حیی بن اخطب قال فی کتابکم ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ثم تقرؤن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا، فنزلت قل لو کان البحر مدادالکلمت ربی الایہ یعنی ان ذلك خیر کثیر ولکنہ قطرۃ من بحر کلمات اللہ تعالی الخ

حیی ابن اخطب نے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پاک میں ہے کہ جس کو حکمت دی گئی خیر کثیر دی گئی پھر تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ تمہیں علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا تو یہ آیت نازل ہوئی قل لو کان البحر مدادالکلمت ربی لنفد البحر الایہ خلاصہ یہ کہ یہ خیر کثیر تو بیشک ہے لیکن اللہ کے کلمات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے اب خوب ظاہر ہو گیا کہ یہ علم بیشک کثیر اور اللہ نے خود کثیر فرما دیا۔ لیکن اللہ کے علم کا ایک قطرہ ہے اور اس کے سامنے قلیل۔ تفسیر روح البیان ص ۲۷۵ میں ہے۔

قال شیخنا العلامۃ ابقاہ اللہ والسلامۃ فی الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علم الاولیاء من الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ البحر وعلم

الانبیاء من علم نبینا محمد ﷺ بھذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بھذہ المنزلۃ انتھی

ہمارے علامہ نے رسالہ رحمانیہ میں فرمایا کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم وہ نسبت رکھتا ہے جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے اور انبیاء کا علم ہمارے نبی ﷺ کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔ الغرض تمام مخلوقات کے علوم کا بمقابلہ باری تعالی قلیل ہونا مسلم اور فریق مخالف کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اس لئے کہ وہ قلیل بھی کثیر ہو کر اس کے مدعائے باطل کا خون کرنے میں دریغ نہیں کرتا پس اگرچہ علم سرور اکرم ﷺ علم الہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تقابل کے وہ علم عظیم ہے اور تمام ماکان وما یکون الی یوم القیمہ کو حاوی۔ جانب مخالف نے تفسیر کبیر کے بعض الفاظ کا خلاصہ نہ لکھا جو ان کو مضر تھا یہ دیانت سے بعید ہے اب اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے کہ معترض کس قدر خلاف صواب ہیں تفسیر بیضاوی

من خفیات الامور او من امور الدین والشرائع تفسیر مدارک (وعلمک مالم تکن تعلم) من امور الدین والشرائع ومن خفیات الامور وضمائر القلوب تفسیر خازن (وعلمک مالم تکن تعلم) یعنی من احکام الشرائع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور اطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدھم مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی ولم یزل فضل اللہ علیک یا محمد عظیما۔

ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم ﷺ کو جناب باری تعالی نے اپنے

فیض عظیم سے احکام شرع اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور اور ضمائر قلوب وغیرھا جن کو اب تک حضرت محمد ﷺ نہیں جانتے تھے تعلیم فرمائے اور یہ اس کا فضل ہے اور تم پر اے محمد ﷺ اس کا فضل ہمیشہ رہے گا تفسیر حسینی میں ہے۔

وعلمك مالم تكن تعلم انچه نبودی که بخود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر وجمهور گفته اند که آں علم است بربوبیت حق سبحانه و جلال او وشناختن عبودیت نفس وقدر حال او و در بحر الحقائق میصر نايد که آن علم ماکان وماسیکون است که حق سبحانه تعالی در شب اسری بدان حضرت علیه الصلوة والسلام عطا فرموده چنانه در احادیث معراجیه آمده است که در زیر عرش قطره در حلق من ریختند فعلمت ماکان وما سیکون پس دانستم انچه بود وانچه خواهد بود

حاصل یہ کہ خفیات امور اور مکنونات ضمائر جو تم نہ جانتے تھے ہم نے تعلیم فرمائے اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ وہ ربوبیت وجلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور اس کی قدر حال کا پہچاننا ہے اور بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ علم ماکان وما یکون کا ہے کہ حق تعالی نے شب معراج میں آں حضرت ﷺ کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اس کے وفور فیضان سے ماکان وما یکون یعنی گزشتہ اور آئندہ کے سب امور کا عالم ہو گیا۔ اس کے بعد جانب مخالف نے کریمہ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا کہ جس سے امت محمدیہ ﷺ اور جناب سرور کائنات ﷺ کا قیامت میں دوسری امتوں پر گواہ ہونا ثابت ہے اور مفسرین نے

وسعت علم نبی ﷺ اس کے تحت میں بیان کی ہے اس کی نسبت یہ لکھا ہے قول۔ اگر اس آیہ کریمہ کا وہی مطلب ہے جو زید کا اجتہاد ہے تو لازم آتا ہے کہ زید جس نے آیت کے ترجمہ میں ایک زمانہ خامہ فرسائی کہ مگر نصیب نے یاوری نہ کی علام الغیوب ہو جائے۔ اقول :۔ جانب مخالف کا یہ منشاء ہے کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ ﷺ کی وسعت علمی پر دال ہو تو یہی لفظ لکھو تو شہداء میں تمام امتیان مصطفی ﷺ کے لیے استعمال کیا گیا ہے وہاں بھی اگر تمام امتیوں کے وسعت علم پر دال ہو تو لازم آئے گا کہ سب عالم ماکان وما یکون ہوں۔ جانب مخالف کے اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ یہ سب جانب مخالف کا قیاس ہے اور قیاس اس زمانے والوں کا خود جانب مخالف کے نزدیک نا قابل اعتبار نہ آیت کا یہ مطلب نہ مفسر کا قول سب سے پہلے تفسیر قرآن ہاتھ میں لیجئے اور اس سے دریافت کر لیجئے کہ اس آیہ میں وسعت علم نبی ﷺ پر دلالت ہے یا نہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل کہ اس میں محی السنہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت میں یہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (ترجمہ) ابو سعید کہتے ہیں کہ حضرت نے ایک روز عصر کے بعد ہم میں کھڑے ہو کر قیامت تک ہونے والی چیزیں سب ہی بیان کر دیں اور کوئی چیز چھوڑ نہ دی یہاں تک کہ جب دھوپ کھجوروں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کناروں پر پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں سے صرف اسقدر باقی رہ گیا جتنا دن باقی رہا ہے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث شریف کو اس آیہ شریفہ کے تحت میں لانا صاف بتا رہا ہے کہ آیہ شریفہ میں نبی ﷺ کی وسعت علمی مذکور ہے جب تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ آیت علم نبی ﷺ پر دال ہے تو ایک ایسے شخص کے قیاس پر کیا توجہ کی جائے جو آج تک آیت کی تفسیر سے غافل ہے غرضکہ جب ہمارا مدعا

آیت سے اور تفسیر و حدیث سے ثابت پھر کسی منکر کا اعتراض قابل سماعت نہیں لیکن پھر بھی ہم اس کی طرف توجہ کرتے ہیں جاننا چاہیے کہ صحت شہادت کے لئے شاہد کو مشہود علیہ پر علم یقینی ہونا چاہیے اور یہ بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کو حاصل اور اس جناب کی بدولت انکا یقین کامل یہی جواب جو جانب مخالف پر پیش کیا گیا انشاء اللہ روز شہادت ان امتوں پر پیش کیا جوے گا جو تبلیغ انبیاء کا انکار کریں گی چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں تحریر فرمایا ہے (ترجمہ) تعجب ہے کہ جانب مخالف نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا۔ شہادت کا لفظ جب امت کی طرف منسوب دیکھا اور پھر اسی کو صاحب امت کی صفت پایا تو فوراً مرتبہ برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا کہ امت کا علم تعلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تعلیم الہی سے ہے جو منصب رسالت کے لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور یہ رتبہ عبدیت کے موافق جو فقط اپنی اصلاح کے لئے ہے اس شہادت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیسا کہ ارشاد ہوا و یکون الرسول علیکم شہیدا یہ شہادت خود ہی کافی جو اور کسی دوسری شہادت کی محتاج نہیں ان سب سے قطع نظر کیجیے اور یہ غور فرمایئے کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہی ہونے ضرور نہیں بلکہ کبھی ایک لفظ کے معنی ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہیں اور دوسرے کی نسبت سے کچھ اور چنانچہ صلوۃ اور ہدایت وغیرھا الفاظ مختلف موقعوں پر مختلف معانی میں مستعمل ہوتے ہیں اور ان کی بھی کوئی تخصیص نہیں بلکہ تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف معانی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ آیہ کریمہ ومکر اللہ میں ایک ہی لفظ مکرر ہے جو ایک جگہ کفار کے لیے اور دوسری جگہ حق تعالی کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور ایک جگہ معنی جو

اور ہیں اور دوسری جگہ کچھ اور حضرت یونس اور حضرت آدم کی نسبت کلام اللہ میں لفظ ظلم وارد ہے فرمایا۔

لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین وقولہ تعالی ربنا ظلمنا انفسنا

ان دونوں مقاموں میں ظلم بمعنی ترک اولی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں

مذاق جمہور اہل تفسیر آنست کہ ظلمی کہ ایں ہر دو بزرگ بخود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نبود بلکہ ترک اولی

دوسری آیت لا ینال عھدی الظالمین میں ظلم کے معنی جوفسق ہیں مراد ہیں چنانچہ یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی تفسیر میں آیہ لا ینال عھدی۔۔کی نسبت فرماتے ہیں در آیت مراد ظلم حقیقی است کہ فسق است۔ غرضکہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور اسی لفظ شہادت کو نہ دیکھیے کہ یہاں امت کے لیے بمعنی گواہی مستعمل ہوا اور واللہ علی کل شی شھید میں بمعنی علیم کے۔ اگر جانب مخالف کے قاعدہ کے بموجب لفظ شہید بمعنی علیم ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللہ کا علیم ہونا بھی ثابت نہ ہو سکے گا (معاذ اللہ) پس جانب مخالف کو یہ خیال کر لینا تھا کہ جائز ہے کہ امت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہوا وہ اور معنی میں ہوا اور سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو مستعمل ہوا وہ علیم کے معنی میں ہوا جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہے۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جنکو جانب مخالف معتبر اور بزرگ سمجھتے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

بلکه میتواں گفت که شهادت در ینجا بمعنی گواهی نیست بلکه
بمعنی اطلاع و نِهبانی است تا از جاده حق بیروں نروید چنانچه والله علی
کل شئ شهید و در مقوله حضرت عیسی که کنت علیهم شهیدا ما دمت
فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شئ شهید
وچوں ایں نِهبانی واطلاع طریق تحمل شهادت است و تحمل شهادت برائے
ادائے شهادت بباشد ودر احادیث ایں شهادت رابِگواهی روز قیامت تفسیر
فرموده اند بیانا لحاصل المعنی لا تفسیر اللفظ

پس اب بخوبی ظاہر ہو گیا کہ لفظ شہادت جو امت مرحومہ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی میں ہے جیسا کہ اوپر تفسیر سے نقل کیا گیا ہے اور اس موقع پر کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہوا ہے اطلاع اور نگہبانی کے معنی میں ہے چنانچہ واللہ علی کل شی شہید اور کنت علیھم شہیدا میں کلام اللہ میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے چونکہ نگہبانی اور اطلاع طریق تحمل شہادت کو روز قیامت کی گواہی سے تعبیر فرمایا اور یہ حاصلِ معنی کا بیان ہے نہ الفاظ کی تفسیر یں زید کا مدعا بخوبی ثابت ہو گیا اور جانب مخالف کو کوئی محل اعتراض نہ رہا۔ ثانیاً۔ جانب مخالف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مفسرین نے آیہ شریفہ۔

وکذلك جعلناكم امة وسطالتكونوا شهداء على الناس ويكون
الرسول عليكم شهيدا

سے کیا مراد لی ہے اس لئے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ شہید دونوں جگہ ایک ہی معنی میں ہے اور جہاں امت کے لئے ارشاد ہوا ہے اس سے تمام امت مراد ہے پس

اگر ہم اس موقع پر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب فرض بھی کر لیں کہ لفظ شہید دونوں جگہ ایک ہی معنی کے لئے ہے تو بھی ان کا مقصود ثابت نہ ہو سکے گا اس لئے کہ تمام امت اول سے آخر تک سب کا گواہ ہونا مراد نہیں ہے جو جانب مخالف یہ اعتراض کر سکے کہ سب کے لیے علم غیب کا ثبوت لازم آئے گا بلکہ یہاں امت سے مہاجرین اولین اور انصار سابقین یا علماء مجتہدین مراد ہیں کہ جن کا اجماع خطا پر ممکن نہیں وہ حضور رب العالمین میں شہادت کے لئے منظور فرمائے گئے ہیں اللھم ارزقنا اتباعھم واحشرنا معھم چنانچہ شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ودر اینجا تفسیرے است بغایت دلسپ کہ از بعضے قدمائے مفسرین منقول شدہ واز اکثر اشکالات مذکورہ نجات میدھد حاصلش آنکہ در وکذالك جعلنا کم امة وسطالتکونوا مخاطب کسانے اند کہ نماز بسوئے قبلتین گزاردہ اند یعنی مہاجرین اولین وانصار سابقین کہ علو درجہ آنھا در ایمان معروف و مشھور است۔

اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ تمام امت اول سے آخر تک مراد نہیں بلکہ کبرائے امت مراد ہیں پس ہم کو تسلیم کہ کبرائے امت کو بھی امور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے البتہ معتزلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے حضرت ﷺ کے کسی ولی کو علم حاصل نہیں زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۷ صفحہ ۲۲۸ میں ہے

قال فی لطائف المتن اطلاع العبد علی غیب من غیوب اللہ تعالی بنور منہ بدلیل خبر اتقوا فراسة المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ لا یستغرب وھو

معنی کنت بصرہ الذی یبصر به فمن کان الحق بصرہ فاطلاعه علی غیب الله لا یستغرب

واقعی امر یہ ہے کہ حسب مضمون حدیث شریف پروردگار جس کی بینائی ہو اس کا غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الاسرار میں حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔

قالؓ یا ابطال یا اطفال هلموا وخذوا عن البحر الذی لا ساحل له وعزة ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علی وان بوبوءة عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم الله بمللّه تعالی و کرمه

اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ سعداء اور اشقیاء اولیا پر پیش کئے جاتے ہیں اور ان کی آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ اللہ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں مولانا جامی قدس سرہ نفحات الانس میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زمین اولیاء اللہ کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہے اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ روئے ناخن کی مثل ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فقہ اکبر میں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے جامع کبیر میں حارث بن مالک اور حارثہ بن نعمان انصاری سے اور طبری اور ابونعیم نے حارث ابن مالک انصاری سے روایت کی ہے۔

قال مررت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کیف اصبحت یاحارث قال اصبحت مومنا حقا فقال انظرماتقول فان لکل شئ حقیقة وماحقیقة ایمانك قلت قد

عرفت نفسي عن الدنيا واسهرت لذالك ليلي واظمائت نهاري وكاني انظر الى عرش ربي بارزا وكاني انظر الى اهل الجنة تيزاورون فيها وكاني انظر الى اهل النار يتضاغون وفي رواية يتعاودون فيها فقال يا حارث عرفت فالزم قالها ثلثا وفي رواية ابن عساكر قال عليه السلام وانت امرء انور الله قلبه عرفت فالزم۔

اب ثابت ہوا کہ اطلاع غیب سوائے انبیاء کے اکابر امت کو بھی عنایت الٰہی سے میسر ہوتی ہے چنانچہ جب سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے زید تم نے کس حال میں صبح کی۔ عرض کیا کہ اس حال میں کہ عبد مومن تھا فرمایا حقیقۃ ایمان کا کیا نشان رکھتے ہو۔ عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا راتوں عشق میں جاگا دنوں بھوکا پیاسا رہا اب گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہوں اور اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہوں اور یہی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اور امام شعرانی کبریت احمر شریف میں فرماتے ہیں۔

واما شيخنا السيد علي الخواص فسمعته يقول لا يكمل الرجل عندنا حتى يعلم حركات مريده في انتقاله في الاصلاب وهو نطفة من يوم الست بربكم الى استقراره في الجنة او في النار۔

یعنی ہمارے شیخ سید علی خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو آدمی جبتک کامل نہیں ہوتا جبتک اس کو اپنے مرید کی حرکتیں اس کے آباء کی پیٹھ میں نہ معلوم ہوں

یعنی جبتک یہ نہ معلوم کر لے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ میں ٹھہرا اور اس نے کس وقت حرکت کی یہاں تک کہ اس کے جنت یا دوزخ میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے۔ قصیدہ غوثیہ میں حضرت پیران پیر دستگیر حضرت محبوب سبحانی الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً

کخردلۃ علی حکم اتصال

جب اللہ کے اولیاء کو تمام بلاد مثل رائی کے دانے کے معلوم ہوں تو اگر جانب مخالف کا قول تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیا جائے اور لفظ شہادت کے دونوں جگہ ایک ہی معنی لیے جائیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ جب کہ برائے امت گواہ ٹھہرے اور ان کو یہ اطلاع غیب بعطائے عالم حقیقی میسر تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرات کے لیے بھی مثبت علم ہو گا تو بیشک حق اور بجا ہے۔ اب جانب مخالف کو ذرا چون و چرا کا موقع نہیں تسلیم کریں یا خاموش رہیں اسکے بعد جانب مخالف نے کریمہ وما ھو علی الغیب بضنین کی طرف توجہ فرمائی ہے اور اس میں اختلاف قراء اور اختلاف مرجع ضمیر ہو کو محض بیفائدہ نقل کیا ہے یہ ہمکو قطعی مضر نہیں نہ اس سے ان کا مدعا ثابت نہ ہمارے مدعا کو نقصان بلکہ وہ ہمارے مؤید ہے اس لئے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظنین ظا سے مان لیں تو جانب مخالف کے نزدیک آیت کے معنی یہ ہونگے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر متہم نہیں کہ بغیر علم کہدیں کہ مجھکو یہ علم ہے۔ یہ تہمت کسی کی ان پر نہیں لگ سکتی پس جانب مخالف کی اس تقریر سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ آں حضرت کو امور غیب کا علم اللہ نے مرحمت نہ فرمایا تھا بلکہ اس سے یہی

ظاہر ہے کہ آپ کو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم کہہ دینے کی تہمت نہیں لگ سکتی اور اگر جانب مخالف کی رائے کے موافق ہوگا مرجع قرآن ہو تو بھی کچھ مضر نہیں بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہے اس لئے کہ کلام اللہ میں جمیع اشیاء کا علم ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شی یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا بیان واضح ہے اور یہ مسلم کہ حضرت اس کے عالم تو بیشک جمیع اشیاء کے عالم ہوئے نہ معلوم کہ اس آیت کے متعلق جانب مخالف نے کیوں بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک حرف ثابت نہ کر سکے البتہ اپنے خلاف مدعا کی تائید کی ہم ان کی اس عنایت کے ممنون ہیں ایسے ہی جانب مخالف نے آیہ شریفہ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء کے متعلق بھی وہ بے فائدہ تقریر کی ہے جس سے ان کے مدعا کو کچھ ربط نہیں بلکہ خلاف مدعا ثابت ہوتا ہے کسی مفسر کا یہ کہہ دینا کہ فیوحی الیہ و یخبرہ ببعض المغیبات نقص علم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہرگز دال نہیں اس لئے کہ جائز ہے کہ ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا ہو اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہوگئی ہو چنانچہ تبیانا لکل شی تمام کلام اللہ کی صفت ہے نہ بعض کی پس جائز ہے کہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا جتنا کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا ہو۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہوا ایک دوسرے یہ کہ تفسیر میں نفی کا کونسا لفظ ہے یا جانب مخالف ثبوت شے کو نفی اعدا جانتے ہیں اہل علم کے نزدیک کسی طرح اس عبارت سے حضور کے عدم علم یا نقص علم پر استدلال ممکن نہیں مگر جانب مخالف تو بحکم الغریق یتشبث بالحشیش تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور

عبارات اثبات کو نفی کی برہان سمجھتے ہیں۔

کچھ ایسی سماتی ہے آنکھوں میں انکی
جدھر دیکھتے ہیں نفی ہی نفی ہے

انچہ پیدا می شود از ور پندار نفی است علاوہ بریں جمیع اشیاء بے شبہ غیوب کا بعض ہیں تو جس کو حق تعالی جمیع اشیاء کا علم مرحمت فرمائے کہ سکتے ہیں کہ اس کو بعض غیوب کا علم ہے سلیقہ بھی تو درکار ہے تا کہ یہ سمجھ میں آسکے کہ بعض غیوب جمیع اشیاء کے منافی نہیں

ہنوز طفلی واز نوش و نیش بیخبری
ز علم غیر چہ از جہل خویش بیخبری

ہنوز جناب کو یہ خبر نہیں کہ بعض غیوب جمیع اشیاء سے وسیع ہو سکتے ہیں کیونکہ جمیع اشیاء متناہی اور غیوب غیر متناہی اور نیز ہم خوب اچھی طرح ثابت کر آئے ہیں کہ مفسرین کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بعض غیب یا اس کی مثل اور کوئی لفظ لکھنا اس عظمت کے منافی نہیں اس لئے کہ وہ یہ نسبت علم الہی کے لکھتے ہیں اور بے شک تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب جناب باری تعالی کے علم کا ایک قطرہ ہیں اور تمام مخلوق کا علم اس کے مقابلہ میں قلیل چنانچہ ارشاد ہوا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا چونکہ ابتداء رسالہ ہذا میں اس مطلب پر کافی بحث کر چکا ہوں اس لئے یہاں چھوڑتا ہوں یہی صاحب روح البیان جن سے آپ نے بعض کا لفظ نقل کر کے اپنے مدعا کو جو اس سے کوسوں دور ہے ثابت کرنا چاہا ہے اسی تفسیر روح البیان کی ج ۶ صفحہ ۲۴ میں فرماتے ہیں۔

وکذا صار علیه محیطا بجمیع المعلومات الغیبیة الملکوتیة کما جاء فی حدیث اختصام الملئکة

اس عبارت سے مصرح ہے کہ نبی ﷺ کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط
ہے پھر کیا انہی صاحب روح البیان نے اس علم سے انکار کیا ہے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں
آپ سے اس عبارت کے سمجھنے میں خطا ہوئی اب یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسی آیہ ما کان اللہ
کی شان نزول میں محی السنۃ امام بغوی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم ﷺ
نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے آدم پر پیش کی گئیں تھیں اور
مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کریگا جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو
وہ تمسخر سے کہنے لگے کہ محمد ﷺ کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کون ان پر ایمان لائے گا
اور کون کفر کریگا ان لوگوں میں سے جو ابھی پیدا ہوئے اور آئندہ پیدا کیے جائیں گے
یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مومن اور کون کافر
ہے یہ خبر سنکر آں حضرت ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد وثنا کر کے فرمانے
لگے کہ ان قوموں کا کیا حال ہے جنھوں نے میرے علم میں طعن کیا آج سے قیامت
تک کوئی شے ایسی نہیں جس کو مجھ سے تم دریافت کرو اور میں تمہیں نہ بتا سکوں اب
سے قیامت کی جس چیز کو چاہو مجھ سے دریافت کرو میں تمہیں اس کی خبر دونگا۔ پس
عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ
پس حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے
دین ہونے قرآن کے امام ہونے اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری
تقصیر معاف فرمایئے۔ عربی عبارت دوسری کتاب میں گزر چکی ہے۔ جانب مخالف
نے اپنی کتاب کے صفہ ۲۸ پر آیہ شریفہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب
نقل کر کے آں حضرت (ﷺ) سے علم غیب کی نفی کرنا چاہی ہے اور یہ محض انکا خیال

ہے آیت سے اس مدعا پر استدلال محال ہے یہاں جو نفی ہے وہ غیب ذاتی کی ہے یا تواضعاً نفی کی گئی تفسیر خازن میں ہے۔

انما نفي عن نفسه الشريفة هذه الاشياء تواضعاللّٰه تعالى واحترافاله بالعبودية تفسير عرايس البيان ميں هے (ولا اعلم الغيب)وتوضع حين اقام نفسه مقام الانسانية بعد ان كان اشرف عن خلق اللّٰه من العرش الى الثرى واطهر من الكروبيين والروحانيين خضوعا لجبروته وخشوعا في ابواب ملكوته

ان عبارتوں سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی بطریق تواضع کے ہے۔ اس سے استدلال کرنا اور اس کو حجت وسند بنا کر پیش کرنا نہایت عجیب و غریب ہے تمام علماء کا دستور ہے کہ وہ اپنے لئے ہیچیرز اور ہمیچداں اور اسی قسم کے انکسار کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے ہیں ان الفاظ سے استدلال کر کے جو شخص ان کے علم کا انکار کرے لایعقل نہیں تو کون ہے۔؟ تفاسیر میں صاف فرمایا کہ حضور نے تواضعا نفی فرمائی اس کو حضور کے عدم علم کی دلیل بنانا کیسی دون ہمتی اور فرومایگی ہے علاوہ بریں آیت میں علم غیب کی نفی ہی کب ہے نفی ہے تو قول و دعوے کی۔ یہی تو فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا اور دعوی نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الہیہ ہیں اور میں غیب کا عالم ہوں تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے۔

ولا اعلم الغيب عضف على محل عندى خزائن اللّٰه اى ولا ادعى ايضا الى اعلم الغيب (كذا فى روح البيان)

ان تفاسیر سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضور نے دعوی کی نفی فرمائی ہے دعوی کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہے میں دعوی نہیں کرتا کہ میں غیب کا عالم ہوں۔ اس کے یہ

معنی کس طرح ہو سکتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم ہی نہیں بلکہ مطلقاً دعویٰ کی بھی نفی نہیں ہے جس کی طرف لکم مشیر ہے، خطاب کفار و مشرکین سے ہے تفسیر خازن میں ہے یعنی قل یا محمد ﷺ لھٰؤلآء المشرکین لا اقول لکم تو مطلب آیہ کا یہ ہوا کہ فرما دیجئے اے حبیب ﷺ ان کفار و مشرکین سے کہ میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور فی الواقع نااہل کب اس قابل ہیں کہ ان کے سامنے ایسے دعوے کئے جائیں (کیا وہابیہ بھی اپنے آپ کو ان ہی نااہلوں میں سے سمجھتے ہیں؟) علامہ نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر رغائب القرآن میں فرماتے ہیں

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللّٰہ لیعلم ان خزائن اللّٰہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وما ھیاتھا عبدہ ﷺ ولکنہ یکلم الناس علی قدر عقولھم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال ﷺ علمت ما کان وما سیکون

یعنی اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب مکرم آپ کفار و مشرکین سے فرما دیجئے کہ اے کفار نابکار! میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں (بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا) تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہیں لیکن حضور لوگوں سے بقدر ان کی عقل و فہم کے کلام فرماتے ہیں اور وہ خزانے تمام چیزوں کی حقیقت و ماہیت کا علم ہے اس کے بعد ارشاد ہوا ولا اعلم الغیب یعنی میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ مجھے غیب کا علم ہے باوجودیکہ حضور اقدس ﷺ خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا مجھے علم عطا ہوا۔ اب ان تفاسیر کی عبارات پر غور فرما کر انصاف فرمایئے

کہ جانب مخالف نے ان آیات سے حضور کے علم کے انکار پر استدلال کرنے میں کیسا ظلم صریح کیا ہے تواضح کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دعوی سے عدم علم پر استدلال کرنا اس درجہ کی انتہائی جہالت ہے۔

قولہ علمت ماکان وما یکون میں جو لفظ کان ماضی کا صیغہ ہے یہ باعتبار اپنے حدوثی معنی کے زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتا ہے اس سے گزشتہ زمانی چیزوں کا تحقق ثابت ہوتا ہے اگر علم انہی چیزوں کے ساتھ متعلق ہوا ہے جیسا کہ علمت ماکان وما یکون سے واضح ہے تو وہ علم ازلی نہیں کیونکہ نہ وہ خود زمانہ ہے نہ زمانیات کا ظرف الخ۔

اقول اس موقع پر جانب مخالف کو نبی کریم ﷺ کے علم سے جو زمانہ سے متعلق ہے یعنی بدء الخلق سے قیامت تک جس کا زید کو دعوی ہے انکار نہیں اور نہ باوجود اس صراحت کے انکار ہوسکتا ہے مگر اسی رسالہ میں انہی حضرت کی تقاریر سے انکار بھی ملے گا یہ ایک حیرت ناک قصہ ہے رہا اس موقع پر جناب کا کان کے معنی میں جدت طبع کو صرف فرمانا اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ عجب سے خالی نہ ہوگا۔ چونکہ اس موقع پر عربیت سے بحث کرنے میں طول ہوتا ہے اس لیئے اس سے درگزر کرکے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب تسلیم کرلیا جائے کہ لفظ کان زمانہ گزشتہ پر ہی دلالت کرتا ہے۔ اور اس سے گزشتہ زمانہ میں زمانی چیزوں کا ثبوت ہوتا ہے تو یہ آیہ شریفہ ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا میں کیوں کر لفظ کان زمانہ گزشتہ پر دلالت کرے گا کہ یہاں تو استقبال پر دال ہے اور آیہ کریمہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا میں اگر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب کان سے زمانہ گزشتہ مراد لیا جائے۔ تو حضرت عیسیٰ کا معجزہ نہ ثابت ہوسکے۔ اس لیئے کہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کی

طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان سے دریافت کرلو تو یہودیوں نے کہا کہ ہم کیوں کر ایسے شخص سے دریافت کریں جا اپنے ہنڈولے میں بچہ ہے یہاں وہی لفظ کان ہے ذرا جانب مخالف صاحب اب ماضی کا صیغہ فرما کر مطلب تو کہیں اور آیہ شریفہ وکان اللہ بکل شیٔ علیما میں بھی اگر حسب رائے جانب مخالف کے کان زمانہ ماضی میں زمانی چیزوں کے ثبوت کے لئے ہو تو نعوذ باللہ خدائے کریم کے اوصاف علم وغیرہ بھی زمانی ہو جائیں گے بلکہ بعض مواضع میں کان کو اس معنی پر محمول کرنے سے وجود الٰہی کو بھی ایسا ہی کہنا پڑے گا چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کان اللہ ولم یکن معہ شیئا اب اس فقیر کا التماس ہے کہ مؤلف رسالہ اعلاء کلمۃ الحق توبہ کریں کہ انہوں نے اعتراض کرنے کے شوق میں ایک ایسی نازیبا تقریر کی جس سے ازلیت صفات الٰہی کا اور معجزہ نبی کا بلکہ خود وجود الٰہی کا انکار لازم آتا ہے ایسی دقتیں جب ہی پیش آتی ہیں جبکہ آدمی باوجود علم نہ ہونے کے محض طباعی سے مسائل دینیہ میں دخل دے اور اسی لئے سرور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ثانیا یہ کہ محدثین کے نزدیک یہی مقرر و مشہور ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کان دوام و استمرار کے معنی میں آتا ہے چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف ج ا صفحہ ۱۲۷ میں فرماتے ہیں (ترجمہ) پس جناب نے کس طرح سے علم نبی کریم ﷺ کے موقع پر کان کا زمانی ہونا ضروری سمجھ لیا ہے۔ حضرت محض ایجاد سے کام نہ لیجئے کہ دین کے مسائل میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے فقیر اس موقع پر اس بحث کو اختصار کے لئے چھوڑتا ہے کہ مقربان بارگاہ زمانہ میں فرق نہیں کرتے جیسا کہ احادیث سے ثابت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے مصرح ہے

رہا جانب مخالف کا سیکون کو سین کی وجہ سے استقبال قریب کے لئے بتانا تو یہ خود ظاہر ہے کہ جب یکون کو زمانہ سے تعلق کامل ضرور نہیں تو سین اس پر داخل ہو کر اپنا پورا اثر کرے یہ بھی کچھ ضرور نہیں پھر نہ معلوم کہ جانب مخالف کے نزدیک سین کیا معنی دیتا ہے اور کس موقع پر کس طرح اپنے معنی بتاتا ہے برتقدیر استقبال قریب مراد ہونے کے اس کے قرب کی کیا حد ہے آیا ایک دن یا دو دن یا چھ مہینے قریب اور اس سے زیادہ زمانہ بعید ہے یا کیا؟ پہلے قرب اور بعد کی مقدار سمجھانی ضرور ہے تا کہ دریافت ہو جائے کہ اس سے برتقدیر لحاظ معنی قرب کے کتنا زمانہ مفہوم ہوتا ہے۔ شاید آپ نے کبھی سنا ہو کہ رب العزت نے فرمایا اقتربت الساعۃ وانشق القمر قریب آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور فرمایا یرونہ بعیدا ونراہ قریبا کفار قیامت کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم قریب جان رہے ہیں بلکہ فرمایا اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون قریب آیا ان کے لیے انکا حساب اور وہ غفلت میں روگرداں پڑے ہیں دیکھئے رب العزت ساعۃ وحساب کو قریب بتا رہا ہے اور زید کا دعوی اسی قدر تھا کہ بدء الخلق سے یوم آخر تک کا تمام ما کان وما یکون حضور اقدس ﷺ کو عطا ہوا ہے پھر اس کے قرب سے اس کے دعوے میں کیا بعد پیدا کیا شاید جانب مخالف کہ نہایت ذہین ہیں اپنی کمال ذہانت سے یہ وہم تلاش لیں کہ لفظ قرب جو خاص نزدیکی کے معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے اتنی وسعت رکھتا ہے کہ قیامت وحساب تک کے لیے اطلاق کیا جائے مگر سین اس پر دلالت کرتا ہے کہ ہرگز قیامت تک کی وسعت نہیں بلکہ وہ زمانہ جس پر فعل مدخول سین دلالت کرتا ہے ایک دو روز سے زیادہ نہیں۔ اس لئے میں دو ایک مثالیں اس کی بھی پیش کروں کہ جس فعل پر سین داخل ہوا اس میں بھی قیام قیامت تک تو داخل ہے

بلکہ اس سے زیادہ بھی۔ چنانچہ پروردگار عالم نے ان لوگوں کے باری میں کہ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں ارشاد فرمایا۔

ان الذین یأکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم ناراً وسیصلون سعیرا

دوسری آیت سارھقہ صعودا ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے اس پر ستر برس چڑھایا جاتا ہے پھر گرایا جاتا ہے تیسری آیت ساصلیہ سقر، سقر جہنم کا نام ہے ان تینوں آیتوں میں جو وعید فرمائی ہے ان میں مضارع کے صیغہ میں داخل ہے جو جانب مخالف کے نزدیک قرب کے معنی میں آتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرب میں بھی اتنا بعد ہے کہ اس کا تحقق بعد قیام قیامت کے ہوگا غرضکہ جب سین کے داخل ہونے کے بعد بھی اس میں اتنا قرب نہ پیدا ہوا کہ جس سے علم الی یوم القیمہ کی نفی ہوسکتی تو زید کے قول کا کیا رد ہوا اس کے علاوہ اور بہت سی تقیقات اس مسئلہ سین کے متعلق تھی جو بنظر اختصار چھوڑ دی گئی۔

قول علمت ماکان وما یکون کے یہ معنی ہوئے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جان لیا میں نے جو کچھ زمانہ گزشتہ میں ہوگیا اور جو عنقریب زمانہ آئندہ میں ہوگا۔

اقول:۔ ذرا تو انصاف فرمایئے جب زید کا بھی یہی مدعا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جو کچھ ہوا اس کا یا جو کچھ آئندہ ہوگا حتی کہ بدء الخلق یعنی مخلوق کے پیدا ہونے کے وقت سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کا تمام احوال اور امت کا سب خیر و شر تعلیم فرمایا اور آپ بھی اس وقت یہی تسلیم فرما رہے ہیں پھر کیا ضرورت رسالہ تحریر کرنے کی ہوئی کہ بیفائدہ کاغذ سیاہ کیے چند غلط لکھکر ان کا بار گردن پر لیا علماء

کی جناب میں گستاخیاں کیں خیر اب تسلیم فرماتے ہو اب ہی اپنی تمام گزشتہ حرکتوں سے توبہ کرو۔ وہم جانب مخالف" جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفہ ۳۴ پر جو وہم کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آیہ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوئی تو اگر اس آیہ ہی سے جمیع ازیاء کا علم آں حضرت ﷺ کے لئے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیہ کے نزول کے بعد کیوں ہوا؟ اور اس کا فائدہ کیا ہے؟ اللہ اللہ کیا عجب تقریر ہے بھلا ان حضرات کو ابھی تک خبر نہیں کہ کلام اللہ میں احکام مکرر نازل ہوئے ہیں مکرر آیتیں آئیں۔ کئی سورتوں کا نزول علماء نے مکرر بتایا ہے پھر کیا شبہ اور جو شبہ بیان کر کے علم نبی ﷺ کا انکار کیا ہے وہی شبہ ان آیتوں میں کر کے ان کے کلام اللہ ہونے کا انکار کرنا ممکن ہے خدا محفوظ رکھے ایسے تعصب سے کہ جو ناحق اور حق میں تمیز نہ ہونے دے ایسی خرافات تو کب اس قابل تھی جس کی طرف توجہ کی جاتی مگر صرف اس نظر سے کہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں ایک عبارت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آیات کے نزول میں بھی تکرار ہوتی ہے اور کیوں اور کس لئے مشکوۃ کی حدیث معراج کے جملہ فاعطی رسول اللہ ﷺ الصلوۃ الخمس واعطی خواتیم سورۃ البقرہ کی شرح میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔

یشکل هکذا بکون سورة البقرة مدینة و قصة المعراج بالاتفاق مکیة

تو جب خواتیم سورہ بقر معراج میں عطا ہو چکی تھی تو پھر مدینہ میں انکا نزول کیوں ہوا اور اس سے کیا فائدہ یہ اعتراض بعینہ جانب مخالف کا سا اعتراض ہے اسکے جواب میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہی فرماتے ہیں کہ

حاصله انه ما وقع تکرار الوحی فیه تعظیما له واهتماما لشانه

فاوحی اللہ الیہ فی تلک اللیلۃ بلا واسطۃ جبریل وھذا یتم ان جمیع القرآن نزل بواسطۃ جبرئیل

اب ثابت ہوا کہ اول شب معراج میں بلا واسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبرائیل کے تعظیم اور اہتمام شان حضور ﷺ کے لئے وحی نازل ہوئی پس صاحب عقل دریافت کر سکتا ہے کہ ایسے اعتراض بربنائے تعصب وعناد ہیں۔ تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ مصر کے صف ۱۰ میں ہے

(فاتحۃ الکتاب) مکیۃ وقیل مدنیۃ والاصح انھا مکیۃ و مدنیۃ نزلت بمکۃ حین فرضت الصلوۃ ثم نزلت بالمدینۃ حین حولت القبلۃ الی الکعبۃ

اب جانب مخالف سے استفسار ہے کہ سورہ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ میں نازل ہوئی تو اس کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں۔

فما ھو جوابکم فھو جوابنا معہذا قرآن عظیم وحی دایم مستمر اور الی یوم القیمۃ

اس کا ایک ایک لفظ امت مرحومہ کے لئے قرائۃ وسماعۃ وکتابۃ وحفظا ونظرا و فکرا بیشمار برکات کا مثمر اور آئمہ مجتہدینؒ کا استنباط احکام میں پہلا مرجع ومفزع اور جسقدر سے حضور ﷺ کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین واولیاء وعلماء کو بھی اسی قدر کافی ہونا اور اپنی استعداد کے لائق قرآن عظیم سے اخذ علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل وممنوع علاوہ بریں یہ اس تقدیر پر ہے کہ علم تمامی تعلیم کو زمانہ نزول آیہ سے پہلے منقضی ہو جانے پر دلال کرے حالانکہ یہ ممنوع ہے خود قرآن میں ارشاد ہوا نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شی کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت یہ آیت اتری تمام

کتاب نازل ہو چکی تھی اس کے بعد کچھ نہ اترا ولکن النجدیۃ قوم تجھلون جانب
مخالف نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہار کے مسئلہ میں بعد کفارہ
کے عود کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد ہوتا ہے
چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صف ۳۶ میں تفسیر خازن سے یہ عبارت نقل
کر کے فرماتے ہیں۔

وعلمك مالم تكن تعلم (يعني من احكام الشرع وامور الدين)

تو ما سے شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہوئے انتہی بلفظہ اب فرمایئے
کہ جب آپ کے نزدیک بھی اس آیہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شرع کے احکام کا
علم ثابت ہے تو پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا جو ایک شرعی حکم ہے
کیوں معلوم نہ تھا جانب مخالف اسی رسالہ کے صف ۳۸ میں فرماتے ہیں علمک مالم
تکن تعلم میں ما سے وہی امور حقہ اور کلمات حکمیہ اور احکام شرعیہ اور علوم کمالیہ جو شان
مصطفوی کے شایاں اور ختم رسالت کے سزاوار ہیں مراد ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا
کہ آیہ وعلمک مالم تکن تعلم سے ثابت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم
ہوئی اس لئے کہ کوئی حکم شرعی ایسا نہیں ہے جو شان مصطفوی کے شایاں نہ ہو پس لا
محالہ تمام احکام شرعی کا علم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا جانب مخالف کو بھی مسلم اور ان کے
نزدیک اس آیہ سے ثابت لیکن تعجب ہے کہ پھر کہہ دیا کہ بعض احکام شرعیہ کا علم
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیہ کے نزول تک نہ تھا اب صاحبان عقل انصاف فرمائیں کہ
ایک جگہ اس آیت سے تمام احکام شرعیہ کا علم سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیم کرنا اور پھر
اس کا انکار کر جانا کسی ذی ہوش کا کام ہے اور لیجئے جانب مخالف کو یہ وہم ہوا کہ کوئی

عام ایسا نہیں ہے جو خاص نہ کر لیا گیا ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض استدلال پیش کیا اس سے معلوم ہوا کہ مستدل صاحب کو کتب دینیہ کے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا اور اگر ہوا بھی تو تعصب نے سمجھنے سے محروم رکھا اس لئے کہ کتب اصول فقہ میں جہاں یہ قاعدہ مذکور ہے وہیں اس کا رد بھی ہے اور یہ مصرح ہے کہ حنفیوں کے نزدیک یہ قاعدہ معتبر نہیں اور نہ شافعیوں کے نزدیک اس کی کلیت صحیح اس لئے کہ اگر ہر عام خاص ہو جائے تو وضع کیا معتبر اور لغت کیا قابل اعتبار رہے جس صیغہ کو واضع نے عموم کے لئے وضع کیا وہ اگر کبھی عموم کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو واضع کی وضع کس کام آئے تمام صحابہ اور تابعین عمومات قرآن سے استدلال کرتے آئے ہیں ذرا نور الانوار ص ۶۸ ملاحظہ ہو

وقوله وطعا رد على الشافعي حيث ذهب الى ان العام ظني لانه ما من عام الا وقد خص منه البعض فيحتمل ان يكون مخصوصا منه البعض وان لم نقف عليه فيوجب العمل لا العلم كخبر الواحد والقياس ونقول هذا احتمال ناش بلا دليل وهو لا يعتبر واذا خص عنه البعض كان احتمالا ناشيا عن دليل فيكون معتبرا فعندنا العام قطعي فيكون مساويا للخاص

اور قمر الاقمار میں مسطور ہے قوله و هذاالاحتمال الخ توضيحه ان دلالة صيغ العموم على العموم بحسب الوضع فانه قد تواتران الصحابة رضوان الله عليهم يستدلون بالعمومات ولايحتاجون الى القرائن فلولم يكن تلك الالفاظ موضوعة للعموم لا حتيج في فهم العموم الى القرائن ودلالة اللفظ على المعنى بدون ظهور القرينة الصارفة قطعي وما هذااي احتمال

الانصراف عن المعنى الموضوع له فهو ناش بلا دليل فلا يعتبرر الايلزم ان لايقطع بمطلوب فى جميع العقور رالفسوخ وان يرتفع الامان عن اللغة والحس فيقال لا يجوز اكل ما فى بيتك لاحتمال ان يكون غير ملكك و لا يحكم على كل شئ لشئ لاحتمال ان يكون هو غيره وما ابصرناه يحتمل ان يكون پر مبصرنا وهذا كله سفه فاحتمال التخصيص فى العام كاحتمال الجاز فى كل خاص ثم اذا لم يضر هذا فى قطعية۔ الخاص كما مر لم يضر ذالك فى قطعية العام ايضا

اور توضیح مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۷ میں مسطور ہے

وعندنا هو قطعى مساو للخاص وسيجيئ معنى القطع فلا يجوز تخيصه بواحد منها مالم يخص بقطعى لان اللفظ متى وضع لمعنى كان ذالك المعنى لازما له الاان تدل القرينة على خلافه لوجار ارادة البعض بلا قرينة لا رتفع الا مان عن اللغة والشرع بالكلية لان خطابات الشرع عامة ولا حتمال الغير الناشى عن دليل لا يعتبر فاحتمال الخصوص ههنا كاحتمال المجاز فى الخاص فالتاكيد يجعله محكما تلویح کے حاشیہ ص۴ میں مسطور ہے قوله مامن عام الا وقد خص منه البعض قيل هذالمثال لايخ اما ان يكون مخصصا اولافعلى الاول لا يكون حجة وعلى الثانى يكون مناقضا واجيب عنه باختيار الشق الاول لانه مخصص بعدم التحضيص مع انه مخصص من بين العموم بانه لا تخصيص بخلاف سائر الفاظ العموم وهو مردود بان هذالمثال ايضا مخصص بالمعنى فخرج مثل

قوله تعالی ان الله بکل شئ علیم وقوله تعالی ولله ما فی السموت والارض عن عمومة والحق فی الجواب ان یقال انه محمول علی المبالغة والحاق القلیل بالعدم فیصح موئد الدلیل وان لم یصلح للاستدلال بالاستدلال

اور مسلم الثبوت میں ہے قد اشتهر ما من عام الاوقد خص منه البعض وقد خص بنحو والله بکل شئ علیم

اورغایۃ التحقیق شرح حسامی کے صفحہ ۱۱ میں مسطور ہے

ثم صیغة العموم موضوعة له و حقیقة فیه فکان معنی العموم ثابتابها قطعا حتی یقوم الدلیل علی خلافه

یہ تو حنفیوں کی تقریریں تھیں جن سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ عام اپنے عموم پر رہیگا جب تک کہ دلیل اس کے خلاف پر قائم نہ ہو اب شافعیوں سے سنئے کہ وہ بھی اس امر کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہے بلکہ انھوں نے اس بارہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ کے بارہ میں ہے اور احکام فرعیہ کے سوا ہر جگہ یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان کے صفحہ ۲۴۴ میں فرمایا۔

العام علی ثلثه اقسام الاول الباقی علی عمومه قال للقاضی جلال الدین البلقینی و مثاله عزیز اذمامن عام الا قدیتخیل فیه التخصیص فقوله یاایها الناس اتقوا ربکم قد یخص منه غیر المکلف و حرمت علیکم المیتة خص منه حالة الاضطرار و میتة السمك والجراد و حرم الربا خص منه العرایا وذکر الزرکشی فی البرهان انه کثیر فی القرآن واورد منه والله بکل شئ علیم وان الله لا یظلم الناس شیئا ولایظلم ربك احدا والله

الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم اللہ الذی خلقکم من تراب ث من نطفة اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا قلت هذه الایات کلها فی غیر الاحکام الفرعیة فالظاهر ان مراد البلقینی انه عزیز فی الاحکام الفرعیة وقد استخرجت من القرآن بعد تفکر آیة فیها وهی قوله حرمت علیکم امهاتکم الایة فانه لاخصوص فیها

اب روشن ہو گیا کہ قاعدہ و مامن عام الا وقد خص منہ البعض جس سے جانب مخالف نے آیہ وعلمک مالم تکن تعلم کے ماکے عام مخصوص البعض ہونے پر تمسک کیا ہے نہ علمائے حنفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک حتی کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ میں بھی کلیہ نہیں جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے پس اس موقع پر کہ یہ آیہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثبت ہے اور اس آیہ سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہے جو احکام فرعیہ کا غیر ہے تو یہاں اس میں شافعیوں کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہیں ہے بلکہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہوا کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے اس لئے اس آیہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا۔ اب ضرور ہوا کہ جانب مخالف اس آیت کا ناسخ لائے مگر نہ لا سکے گا اور ہرگز نہ لا سکے گا اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے اب غور فرمایئے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ و مامن عام الخ پر کہاں تک جمتا ہے جس سے آیت کو خاص کر کے تنقیص علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتا تھا ہاں ذرا کوئی ہے تو مرد میدان قرآن میں ہے للہ مافی السموت ومافی الارض کیا جانب مخالف کو جرأت ہے کہ یہاں بھی ما کو اپنے قاعدہ مامن الخ سے خاص کر کے کہدے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہیں بعض نہیں (نعوذ باللہ من ذالک) کیا ہمت ہے کہ ان اللہ بکل شیء علیم کو بھی اسی قاعدہ

سے خاص کر کے لکھ ڈالے کہ اللہ کو بھی بعض چیزوں کا علم نہیں (معاذ اللہ) پس جب قرآن میں وہی ما کا کلمہ اس قاعدہ سے خاص نہیں کیا جا سکتا تو آں حضرت ﷺ سے کیا دشمنی ہے کہ ان کا علم گھٹانے کو وہی کلمہ ما اسی قرآن میں اسی مردود قاعدہ سے خاص کیا جاتا ہے جو بالکل نا معتبر ہے اور جس کی کلیت کسی طرح ٹھیک نہیں جو خود باطل ہے جس کو قرآن ہی میں جاری نہیں کیا جاتا۔ رہا آیہ وما علمناہ الشعر الایہ کو قرینہ تخصیص بنانا یہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ آیت نافی علم نبی ﷺ نہیں ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے اب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آں حضرت علوم ضارہ کے ساتھ کیوں کر متصف ہو سکتے ہیں اس کا جواب بھی گزر چکا اور جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے قولہ۔ آں حضرت ﷺ نے خود زبان فیض ترجمان سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔ اقول:۔ یہ کسی حدیث میں نہیں بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبیعت کے زور سے ایجاد کر دیا غالباً حدیث تلقیح کے ترجمہ میں تصرف بیجا کیا۔ اب میں وضاحت کے لئے اس حدیث کو مع شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کرتا ہوں۔ شرح شفا قاضی عیاض کے صف ۲۰۷ ج ا میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ نے آپ کے واسطے معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کئے اور آپ کو دنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دیکر خاص کیا اس پر یہ اشکال وارد ہو سکتا ہے ایک مرتبہ حضرت ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کر رہے تھے یعنی خرما کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے آں حضرت ﷺ نے منع فرمایا اور

اشارہ فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرتے تو شاید بہتر ہوتا۔ لوگوں نے چھوڑ دیا پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اشکال کے جواب میں کہا گیا کہ آں حضرت ﷺ نے خود گمان فرمالیا تھا اور کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہ ہوئی تھی شیخ سنوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آں حضرت ﷺ نے ان کو خرق و خلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی جلدی کی تو حضرت ﷺ نے فرمادیا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نہ کرتے اور امر نبی ﷺ کا امتثال کرتے تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی اب علامہ سنوسی کی تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ آں حضرت ﷺ نے جیسا فرمایا تھا وہ حق اور بجا تھا اگر اس کے موافق عمل کیا جاتا تو بے شک تمام تکلیفیں رفع ہو جاتیں جو تلقیح میں اٹھانی پڑتی ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ آں حضرت ﷺ کو اس طرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ والا وے ﷺ دانا تر است از ہمہ در ہمہ کارہائے دنیا و آخرت۔ فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل کیا ہے کہ آں حضرت ﷺ پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرمادیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو وہ عبارت فصل الخطاب کی یہ ہے۔

ولا یغرب عن علمہ ﷺ مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السمآء من حیث مرتبۃ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم ۔

پھر کسی سادہ لوح کا یہ کہنا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو بالکل ناانصافی ہے بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ ہے

جانب مخالف نے اس کو قرینہ تخصیص بنایا ہے۔ کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے اور خبر واحد بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جس کے لیے جانب مخالف نے اس کو نقل کیا۔

ایں گل دیگر شگفت۔ جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جوش آیا کہ کریمہ

والسارق و السارقة فاقطعوا ایدیہما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم

میں بھی ما کو خاص کر ڈالا اور کہدیا قولہ اگر اس عام کو ظاہر سے نہ پھیریں اور خاص کسب سرقہ مراد نہ لیں تو لازم آتا ہے کہ جس سارق نے سارقہ کے ساتھ زنا بھی کیا اور شراب خمر وغیرہ مختلف منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا۔ سب کی جزا میں فقط قطع ید کافی ہوگا۔ انتہی ملخصاً۔

اقول:۔ کسی اسلامیہ مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا جو اصول شاشی شروع کر چکا ہو سنتے ہی کہدیگا کہ اس آیہ میں ما کو اصولیوں نے عام کہا اور اس کے عموم سے استدلال کر کے مسائل دینیہ نکالے ہیں مجھے تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقلمند ہیں جنہوں نے ایسی لچر بات لکھی سنو صاحب سارق کے معنی شاید آپکو معلوم نہیں ہیں وہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اس اسم مشتق کا نام ہے کہ جو من قام بہ الفعل کے لئے وضع کیا گیا ہو تو سارق کا مدلول مطابقی من قام بہ السرقہ ہے اور اس کو سارق صرف سرقہ کے اس کے ساتھ قائم ہونیکی وجہ سے کہتے ہیں پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ یا اسکے متعلق کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ زنا زانی کا فعل ہے نہ سارق من حیث ہو سارق کا و علی ھذا القیاس پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب جو

کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق سرقہ ہے اس پر بیشک حد سرقہ جاری ہوگی اسی واسطے جناب باری تعالی نے الرجل والمرأة فاقطعوا ایدیھما بعد سرقھما جزاء بما کسبا فرمایا کہ ما کو خاص کرنا پڑتا۔ اصول فقہ میں مصرح ہے ان القطع جزاء جمیع ما اکتسبہ السارق اس سے بھی ظاہر کہ سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ اور اس کے متعلقات کے کچھ بھی نہیں اگر اس کا سمجھنا دشوار ہے تو کسی جاہل سے ہی دریافت کرلو کہ چور کا کیا کام ہے وہ فورا کہدیگا کہ چوری۔ اب تو جانب مخالف کو بے قرینہ ہی عام کے خاص کر ڈالنے میں بڑی مشق ہوگئی ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں للہ مافی السموت ومافی الارض کے ما کے عموم پر ہاتھ نہ صاف کریں اللہ ہدایت نصیب کرے اس کے بعد جانب مخالف نے اور کچھ کاغذ بیفائدہ سیاہ کر کے یہ لکھا ہے

قولہ قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الااللہ ومایشعرون ایان یبعثون

اقول:۔ اس آیہ میں بھی نفی ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے یہ مطلب نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے جیسا کہ عجیب الفہم جانب مخالف نے سمجھا ہے چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی میں ہے مسئلہ

ما معنی قول اللہ تعالی لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ واشباہ ذالك مع انه قد علم ما فی غد من معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فی کرامات اولیاء الجواب معناہ لا یعلم ذالك استقلالاً واما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلالاً

اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی حدیثیہ میں ہے

معناها لا يعلم ذالك استقلالا وعلم احاطة لكل المعلومات الاالله تعالي واما المعجزات والكرامات فباعلام الله تعالي لهم علمت و كذاماعلم باجزاء العادة شرح شفاء خفا جي ميں هے هذالا ينا في الايات الدالة على انه لايعلم الغيب الا الله تعالي فان المنفي عله من غير واسطة واما اطلاعة عليه باعلاما لله تعالي فامر متحقق بقوله فلا يظهر على غيبه احدا

ان عبارات سے خوب واضح ہوگیا کہ آیہ شریفہ میں علم بذاتہ ومن ذاتہ کی نفی ہے اور جو تعلیم الٰہی سے ہو اس کی نفی نہیں بلکہ ایسا علم انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے اور جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے ان کا یہی مطلب ہے کہ غیب بے واسطے سوائے خداوند کریم کے اور کسی کے لیے نہیں لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی بیشک انبیاء اور اولیاء کے لیے ثابت ہے چنانچہ آیہ فلا یظہر علی غیبہ احدا الامن ارتضی من رسول سے ظاہر ہے۔ حق تو بحمد تعالی واضح ہے مگر منکر متعصب کی چشم بصیرت وانہیں قولہ:۔

ان الله عنده علم الساعة، وينزل الغيث، ويعلم ما في الارحام وماتدري نفس ماذاتكسب غدا ولاتدري نفس باي ارض تموت، ان الله عليم خبير۔

اقول:۔ یہ آیہ منکرین کی بڑی دستاویز ہے کہ اس کو ہمیشہ بے سمجھے پڑھ دیا کرتے ہیں ان کے خیال میں یہ ہے کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم جمیع اشیاء نہ ہونے پر نص ہے فقیر جیسا کہ بارہا کہہ چکا ہے کہ قرآن میں اور نیز احادیث میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں ان سے نفی اس علم کی مقصود ہے کہ جس پر دلیل نہیں اور جو حق تعالی نے خود تعلیم فرمائے ہیں ان کی نفی کیوں کر ہو سکتی ہے کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان

آیات کا یہ مطلب ہے کہ کسی مخلوق کو غیب کا علم اللہ کے بتانے پر بھی نہیں (نعوذ باللہ) یہ کوئی ہرگز نہیں کہ سکتا بیشک اس نے جس کو تعلیم فرمایا اس کے سامنے جمیع اشیاء ظاہر ہیں ہاں اگر مدعا یہ ہے کہ ان اشیاء کا علم بے تعلیم الٰہی کسی کو نہیں تو مسلم اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ کے بتانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سخت بیدینی ہے اور اگر یہ منشاء ہے کہ اللہ نے کسی کو ان اشیاء کا علم عطا ہی نہیں فرمایا تو بھی غلط۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب جبرئیل نے سرور اکرم ﷺ سے قیامت کے قیام کے بارے میں دریافت کیا تو آں حضرت ﷺ نے ماالمسئول عنہا باعلم من السائل فرما کر یہی آیہ جو جانب مخالف نے نقل کی تلاوت فرمائی علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ شرح قصیدہ بردہ صفحہ ۴۷ میں فرماتے ہیں

ولم یخرج ﷺ من الدنیا الا بعد ان اعلم اللہ بھذہ الامور الخمسۃ

کتاب ابریز صفحہ ۱۵۸ میں ہے قلت للشیخؓ فان علماء الظاھرون من المحدثین وغیرھم اختلفوا فی النبی ﷺ ھل کان یعلم الخمس المذکورات فی قولہ تعالی ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایہ فقال کیف یخفی امر الخمس علیہ ﷺ والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس۔

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم ہیں خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم ﷺ کو اس عالم سے تشریف لیجانے سے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا چونکہ اب اختصار پر نظر ہے اس لئے اس موقع پر صرف ان تین گواہوں پر کفایت کر کے مزید اطمینان کے لئے جدا جدا ثابت کیا جاتا ہے ان

پانچوں میں سے ہر اک کا علم سرور اکرم ﷺ کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو اکثر حضرت نے سنائی ہیں روح البیان ج ۲ صفہ ۳۸۹ پر آیہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسھا کے تحت میں ہے۔

قد ذھب بعض المشائخ الی ان النبی ﷺ کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ وھو ینافی الحصر فی الایۃ کما لا یخفی

ثابت ہوا کہ آں حضرت ﷺ کو وقت قیامت بتعلیم الٰہی معلوم تھا بلکہ آں حضرت ﷺ کو اللہ نے ان تمام چیزوں کا علم دیکر اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا اور بعض علوم کے پوشیدہ رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا اور مینہ کے بارہ میں بھی آیت کے یہ معنیٰ نہیں کہ بتعلیم الٰہی بھی کوئی مینہ برسنے کا وقت نہیں جان سکتا مشکوۃ ص ۴۷۲ میں ایک طویل حدیث ترمذی کی نواس بن سمعان کی روایت سے باب العلامات بین یدی الساعۃ میں رسول اکرم ﷺ کے یہ الفاظ مروی ہیں۔

ثم یرسل اللہ مطرالایکن منہ بیت مدرولا وبر

جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد فتنہ یاجوج وماجوج کے اللہ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا گاؤں کا کوئی مکان خالی نہیں رہے گا اور اسی مشکوۃ کے ص ۴۸۱ باب لاتقوم الساعۃ الاعلی شرار الناس میں عبداللہ بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مرجائیں گے تو اللہ مینہ کو بھیجے گا گویا کہ وہ شبنم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اگیں گے۔ اب خوب ثابت ہوگیا کہ سرور اکرم ﷺ نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سنائی اور قبل از وقت بھی کیسی سینکڑوں سال پہلے اب

یہ بھی خیال رکھئے کہ آں حضرت ﷺ کی بدولت یہ دولت آپ کے خادموں کو بھی میسر ہے چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیہ کے تحت میں فرمایا (ترجمہ) میں نے اولیاء سے یہ بہت سنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یارات کو پس برستا ہے یعنی اسی روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے اور ہم نے سنا ہے کہ یحیی بن معاذ ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انھوں نے عام حاضرین سے کہا یہ شخص یعنی جو دفن کیے گئے ہیں ولی ہیں اور یاالٰہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسادے راوی نے کہا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کا پتہ نہ تھا پس اللہ نے بادل پیدا کر کے مینہ برسایا بلکہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے آئے۔ اور اسی طرح آں حضرت ﷺ نے مافی الارحام کی بھی خبر دی یعنی قبل پیدا ہونے کے بتادیا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونیکی خبر جو آں حضرت ﷺ نے سنائی ہے اور صحیح حدیثوں میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر ہے صاف بتا رہی ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے کہ جب نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں بلکہ اس سے بھی بہت پہلے ایسے ہی حضور ﷺ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونیکی خبر دی چنانچہ مشکوۃ کے ص ۵۷۲ باب المناقب اہلبیت میں بروایت ام فضل وارد ہے کہ ام فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے فرمایا حضرت ﷺ نے وہ کیا؟ عرض کیا کہ وہ بہت سخت ہے فرمایا کیا ہے عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا حضرت نے فرمایا کہ یہ تو اچھا خواب ہے انشاء اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ذرا بستان المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاحظہ ہو کہ ص ۱۱۴ میں فرماتے ہیں۔

نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید
شیخ فرمود از پشت تو فرزندے خواہد بست آمد کہ بعلم خود دنیا را پر گند یعنی
شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز
رنجیدہ ہو کر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے
ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا کہ جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی چنانچہ ابن حجر
پیدا ہوئے اب ذرا انصاف فرمائیں کہ ایک ولی کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا اور اس کا عالم
ہونا بھی معلوم مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو خبر نہ ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے صاحبو للہ انصاف اور
اسی طرح کل کی بات کا جاننا اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان ص ۱۴۹ ج ۲ میں
یوں مسطور ہے میں نے اولیاء سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل اسدن کے سنا ہے اور
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی خبریں دیدیں چنانچہ مشکوۃ ص ۵۴۳ باب
معجزات میں بروایت عمرو بن اخطب انصاری مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم کو ایک
روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ہو کر نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر ظہر تک خطبہ کیا پھر اتر کر
نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ کر عصر تک خطبہ کیا۔ پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ کر
غروب آفتاب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کی خبر دے دی
پس ہم میں وہی سب سے زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے دو چار
باتیں ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے فلاں کی خبر دی جب انہوں نے قیامت تک کے
احوال بتا دئے تو کہاں تک گنے جاویں لیکن مخالفین کی سختی دیکھ کر اس موقع پر ایک اور
حدیث جس میں صاف لفظ غد موجود ہے نقل کی جاتی ہے۔ تاکہ پھر کسی طور پر انکار کی
مجال نہ ہو وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خیبر میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جھنڈا

ایسے شخص کو دونگا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں چنانچہ الفاظ حدیث کے کہ بروایت سہل ابن سعد سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور مشکوۃ شریف کے صفہ ۵۶۳ باب مناقب علی ابن طالب میں موجود ہیں یہ ہیں قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔ اور یہیں مخالفین کے اس شبہ کا بھی جواب سن لینا چاہیئے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں نے اپنے آباء مقتولین یوم بغاث کا مرثیہ گانے میں وفینا نبی یعلم مافی غد کہہ دیا تھا یہ فرمایا کہ اس قول کو چھوڑ دے اور جو کچھ کہ رہی تھی وہی کہے جاؤ یہ بھی وہابیوں کا ایک بڑا اعتراض ہے اس کو انکے مرشد نے تقویۃ الایمان میں بھی لکھا ہے اور مولوی غلام محمد راندھیری نے غیبی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھا ہے ہر چند کہ اوپر کی منقول عبارات سے منصف مزاج آدمی دریافت کرسکتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مافی غد بتادیا اور آپ کو اس کا علم تھا پھر یہ اعتراض قابل جواب نہیں مگر وثوق کے لئے مرقاۃ المفاتیح سے اس کی شرح بھی نقل کی جاتی ہے۔

واظ منع القائلة بقولتها و فينا نبي الخ لكراهة نسبة علم الغيب اليه لانه لا يعلم الغيب الا الله وانما يعلم الرسول من الغيب ما اعلمه اولكراهة ان يذكرني اثناء ضرب الدف واثناء مرثية القتلي لعلو منصبه عن ذالك

اس سے ثابت ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اس واسطے منع کر دیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کردی تھی درآنحالیکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتعلیم الٰہی جانتے ہیں یا اس واسطے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات

کومکروہ جانا کہ دف بجانے میں آپکا ذکر کیا جائے یا مقتولین کا مرثیہ گانے میں آپ کی ثنا کی جائے اس لئے کہ یہ آپ کے علوئے منصب کے خلاف ہے رہی یہ بات کہ کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مرے گا اس کے متعلق بھی عرائس البیان میں ملاحظہ کیجئے حاصل یہ کہ اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں جگہ مروں گا اور انہی میں سے ابوغریب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں کہ وہ بھی شیراز میں ابوعبداللہ بن حنیف رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مریض ہوکر کہنے لگے کہ اگر میں شیراز میں مروں تو مجھ کو مقابر یہود میں دفن کرنا میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ میں طرطوس میں مروں پس وہ اچھے ہو گئے اور طرطوس جا کر وفات پائی کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک ہوسکتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم بعطائے الٰہی حاصل نہ تھا اب تو آپکے امتیوں کے لئے بھی ثابت ہوگیا خود ہمارے حضرت نے اپنی وفات کی جگہ بتادی چنانچہ معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لائے اور جب وصیت فرماچکے تو فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو یہ کلمہ جانگزا سنکر معاذؓ فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے بیقرار ہوکر رونے لگے اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ان مضامین کو ثابت کرتی ہیں جنکے نقل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں اولیاء کے احوال بھی بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حق نے ان کو یہ علوم عطا فرمائے ہیں شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۲ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھتے ہیں

قال المزنی دخلت علی الشافعی فی علته التی مات فیها فقلت کیف

اصبحت قال اصبحت من الدنیا راحلا ولا خوانی مفارقا ولکأس المنیة شاربا و بسوء اعمالی ملاقیا وعلی اللہ واردا الخ

مزنی نے کہا کہ جس مرض میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی اس میں میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپ نے کس حال میں صبح کی فرمایا اس حال میں کہ دنیا سے سفر کرنیوالا ہوں اپنے بھائیوں سے جدا ہونے والا ہوں موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوٗ اعمال سے ملنے والا ہوں اللہ پر وارد ہونے والا ہوں کہئے صاحب یہاں تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات کی خبر دی اور آپ کو ابھی سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں شبہ ہے اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے نفی علم عطائی کی سمجھنا مخالفین ہی کا کام ہے اور اسی مضمون کے قریب قریب ایک دوسری آیت جو ہر دم مخالفین کی زبانوں پر رہتی ہے اور جس سے بے محل استشہاد کیا جاتا ہے یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت مسطور ہے جریری نے کہا کہ مفاتح غیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ ان پر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہوں یا خلیل یا حبیب یا ولی اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے۔

وقولہ لا یعلمھا الا ھو الا یعلم الاولون والاخرون قبل اظھارہ تعالی ذالك لھم

اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔ اب خیال فرمایئے کہ کیا اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے اظہار کے

بعد اس کے اولیاء و اصفیاء تک کو ان مفاتح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ سید الانبیاء ﷺ کو۔

ہر چند کہ گزشتہ تحریر علم نبی اکرم ﷺ کی وسعت ثابت کرنے میں کافی ہے اور غور کرنے والے کو اس میں محل انکار نہیں لیکن وہابیہ کی عادت ہے کہ وہ لوگوں کو چھوٹے چھوٹے نئے نئے شبہے بتاتے رہتے ہیں اس نے اس باب میں انکے شبہات کے مختصر جوابات لکھے جاتے ہیں تا کہ مسلمانوں کو آگاہی ہو اور وہابیہ کے اعتقادات سے بچیں۔ شبہ اول قرآن شریف کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کو غیب نہ تھا چنانچہ

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب دوسری آیہ

لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اس پر دال ھے۔

جواب ان آیتوں سے حضرت ﷺ کے علم نہ ہونے پر دلیل لانا خود قرآن سے جاہل ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں حضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں تواضع ہے جمل حاشیہ جلالین ج ۲ ص ۲۵۸ میں تفسیر خازن سے نقل کیا ہے حضور اقدس ﷺ نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے پھر یہ آیہ ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ کے کیا معنی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ کے مطلع فرمانے سے اور اس کے مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لو کنت الآیہ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا غرضکہ یہ آیات حضرت محمد ﷺ کے غیب نہ جاننے پر دلیل نہیں یا آیات مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم

کسی کو نہیں ہمارے حضرت ﷺ کو ہے تو بتعلیم الٰہی ہے چنانچہ تفسیر نیشا پوری میں ہے

ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلم الا اللہ

خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدا کے علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

وقولہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالی فامر متحقق قال اللہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

یعنی آیہ لو کنت الخ میں اس علم کی نفی ہے جو بیواسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لئے ثابت ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا عالم الغیب فلا یظہر الایہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آیہ شریفہ میں لفظ لو کنت اعلم اور لاستکثرت اور مامسنی سب صیغے ماضی کے ہیں جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ پہنچتی۔ اگر جملہ عبارات مسطورہ بالا سے قطع نظر کر کے حسب مدعائے مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس آیہ سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں اس لئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو گزشتہ زمانہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور برائی مجھے نہ پہنچتی اس آیت میں اس امر پر دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے اس کا

علم نہیں ہوگا پس اگر آیت میں بیان ہے تو اس وقت کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت محمد ﷺ کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی نہ اس کے بعد کا۔ شبہہ دوم قرآن میں ہے

ومنھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ہمارے حضرت ﷺ سے بعضے انبیاء کا قصہ نہیں کیا پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیوں کر ہوئے؟

جواب آیہ کی مراد یہ ہے کہ ہم نے بواسطہ وحی جلی کے قصہ نہیں کیا یہ علم نہ ہونے کی دلیل نہیں اس لئے کہ حق نے حضرت ﷺ کو بواسطہ وحی خفی کے اس پر مطلع فرمایا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ا صف ۵۰ میں فرماتے ہیں

هذالابنا في قوله تعالى ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك لان المنفي هوالتفصيل والثابت هوالاجمال اولنفي مقيد بالوحي الجلي والثبوت متحقق بالوحي الخفي

ہمارے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں پس ہمارے حضرت ﷺ کا انبیاء کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے۔

شبہہ سوم کلام اللہ میں ہے لا تعلمھم نحن نعلمھم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو منافقین کے حال کی خبر نہیں

جواب اول تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرور اکرم ﷺ کو بتعلیم الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد ﷺ تم منافقین کے حال

کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہے۔

خفی علیك حالهم مع كمال فطنتك و صدق فراستك

مگر حضرت بتعلیم الٰہی ضرور جانتے ہیں یہ آیت پہلے نازل ہوئی اس کے بعد علم عطا فرمایا گیا چنانچہ جمل ج ۲ ص ۸۷ میں تحت آیت لا تعلمھم کے مسطور ہے

فان قلت كيف نفى عنه علمه بحال المنافقين واثبة فى قوله تعالى ولتعرفنهم فى لحن القول فالجواب ان اية النفى نزلت قبل اية الاثبات فلا تنافى كرخى

پس اب ثابت ہو گیا کہ آں حضرت ﷺ منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

شبہہ چہارم ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ مخالفین کی خوش فہمیوں نے انہیں اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت ﷺ کو روح کا علم نہ تھا۔

جواب سبحان اللہ جانب مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو روح کا علم نہ تھا آیت کا ترجمہ یہ ہے اے محمد ﷺ تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہہ دو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت ﷺ کو اس کا علم نہ تھا اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہے وہ ملاحظہ فرمایئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

ولا تظن ان ذالك لم يكن مكشو فالرسول الله ﷺ فان من لم يعرف الروح فكانه لم يعرف نفسه ومن لم يعرف نفسه فكيف يعرف الله سبحانه ولا يبعد ان يكون ذالك مكشو فالبعض الاولياء والعلماء

یعنی گمان نہ کر کہ رسول خدا ﷺ کو یہ ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ کو کیوں کر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اس کا علم ہو روح کا علم حضرت ﷺ کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہے اور حق عالی نے حضرت کو مرحمت فرمایا۔ شبہ پنجم کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا (از نصیحۃ المسلمین خرم علی بلہوری) جواب سرمایہ ناز مخالفین کا یہی شبہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور اس بیباکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ پھر اگر انصاف سے غور فرمائیے تو کھل جائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں اللہ ہوش درست نصیب فرمائے تو سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقیناً جانیں کہ جو ہم کو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیاداروں کو رنج نہ ہوگا اور جو ہوگا تو وہ ان کی بد گمانی کی دلیل ہو جائے گا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم حضرت سراپا رحمت ﷺ کو حضرت عائشہؓ کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی پھر غم کیوں تھا صرف اس وجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اس کی شہرت پریشانی کا باعث ہوگئی تھی یہ وجہ غم کی تھی نہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ سفہاء زمانہ کا خیال ہے۔ جب رسول اکرم ﷺ کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ ہوتے تھے جس کو خود حق تعالیٰ فرماتا ہے ولقد نعلم انک یضیق الایۃ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے اسی

حضرت اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں یہ تو یہ نہایت معقول ہے ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور وہ جدا اس کا چرچا اس کا ظاہر ہو تو وہ شخص اور نیز اس کے اقارب باوجود اس کی پاکی کے اس تہمت سے بھی سخت مغموم و پریشان ہو گئے یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا مگر مخالف خیر وہ سخت جیسا نہیں مانے گا جب تک وہ الزام رسول ﷺ پر بھی نہ لگائے ایک وجہ تھا اور ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیقہ پر بدگمانی کی جو شرعاً جائز ہے اور حضرت عائشہ سے تقویٰ اور متہمین کے منافق ہونے کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی چونکہ وہ تو مانتے نہیں اور نہ بدگمانی معاذ اللہ تفسیر کبیر ج ۶ میں ہے۔

وثانيها ان المعروف من حال عائشة قبل تلك الواقعة انما هو الصون والبعد عن مقدمات الفجور ومن كان كذلك كان اللائق احسان الظن به وثالثها ان القاذفين كانوا من المنافقين واتباعهم وقد عرف ان كلام العدو المفتري ضرب من الهذيان فلمجموع هذه القرائن كان ذلك القول معلوم الفساد قبل نزول الوحي

اور تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس قصہ افک سے حضور نبی ﷺ پر تہمت لگانا سخت بے حیائی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں مگر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق کہ وحی اپنے قضیہ اور معاملہ کا فیصلہ نہیں کیا تو اس سے وحی کا انتظار کہ فضیلت اور براءۃ صدیقہ کی قرآن سے ثابت ہو کہ ان کی تہمت کا بطلان ہو جائے وہ سب کا علم ہو کر حضرت کا ذہن حاصل ... اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جس کے بعد مجال تکلم نہ ہو صحیح حدیث ایک ہے

بخاری کی کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضہن عن بعض میں ہے اس میں ہے

فقال رسول اللہ ﷺ من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا وقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا

اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت صدیقہؓ کی پاکی پر یقین تھا اور کفار کی تہمت سے شبہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنے اہل پر خیر کا یقین ہے اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں انشاء اللہ اس بیباک کو ضرور اس بیباکی کی سزا ملیگی کہ سرور اکرم ﷺ نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں۔ یہ دشمن دین اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے معاذ اللہ مومن کامل کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو سرور اکرم ﷺ کو ہرگز شبہ بھی نہ تھا اس لئے کہ آپ معصوم ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر ابتو معاند کے لئے بھی بحمد اللہ تعالیٰ حدیث وتفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہؓ کہ نسبت کوئی بدگمانی اور آپ کے پرتو فیض سے جو صحابہ کرامؓ کے سینوں میں جلوے نظر آئے اور انہوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہوسکیں اور حضرت سرور اکرم ﷺ کا حضرت صدیقہؓ کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی ان کی طرف سے بدگمانی کی دلیل نہیں ہوسکتا بلکہ حالت غم کا منشاء بے التفاتی ہے اور اگر خدا حق میں آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہؓ کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روں کے لیے راحت بے نہایت ہوں انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ

فرمانا وحی دیر میں آئی اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی حضرت عائشہؓ کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں ادھر حضرت ﷺ کا امتحان کہ سینہ علم سے بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا جملہ حالات حق تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرما دیئے ادھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی اب دیکھنا ہے کہ محبوب رب اپنی محبوبہ یعنی عائشہؓ کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اسواسطے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں ان کی تسکین فرماتے ہیں یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جاتے ہیں اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنیکی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اس لئے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ سرور اکرم ﷺ کو تو برأت صدیقہؓ کا یقین ہونا ثابت ہوا مگر ان حضرات کا مرتبہ دریافت کیجئے جنہوں نے رسول ﷺ پر دو بدگمانیاں کیں۔ ایک یہ کہ ان کو حضرت عائشہؓ پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپکو واقعہ کا علم نہ تھا عینی شرح بخاری ج ۵ صفحہ ۳۸۴ میں ہے فی التلویح ظن السوء بالانبیاء کفر یعنی انبیاءؑ پر بدگمانی کرنا کفر ہے تو جس نے دو بدگمانیاں کیں اس کا کیا حال ہوگا چاہیئے کہ وہ توبہ کرے۔ شبہ ششم حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے۔

عن مسروق قال قالت عائشة من اخبرك ان محمدا ﷺ رای ربہ او کتم شیئا مما امن بہ او یعلم الخمس التی قال اللہ تعالی ان اللہ عندہ علم الساعۃ۔۔۔ الایہ (رواہ ترمذی)

جواب اس حدیث میں حضرت عائشہؓ نے تین باتیں فرمائیں ایک تو یہ کہ آں حضرت ﷺ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں یہ صرف رائے تھی حضرت عائشہؓ کی جو اور صحابہؓ نے نہیں مانی نہ حضرت عائشہؓ نے کوئی حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت عائشہؓ کے مخالف وقوع رویت کا اثبات کیا اور ابتک جمہور علماء اسلام اس کو مانتے چلے آئے ہیں چونکہ بحث سے خارج ہے اس لئے اس کی بحث نہیں کی جاتی۔ دوم یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا اس سے مراد یہ ہے کہ جنکی تبلیغ کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جنکے چھپانے کا حکم تھا وہ بیشک چھپائے روح البیان ج ۳ میں ہے حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب نہ دے سکا پس اس نے اپنا دست رحمت وقدرت بے تکیف وتحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھا میں نے اس کی سردی پائی پس مجھے علم اولین وآخرین کے دیئے اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اور ایک علم ایسا جس کے چھپانے اور سکھا دینے کا مجھے اختیار دیا اور ایک ایسا علم جس کے سکھانے کا ہر خاص وعام امتی کی نسبت حکم فرمایا اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضور ﷺ کے امتی ہیں ھکذا فی مدارج النبوۃ اب حدیث وتفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے

کہ اسرار الٰہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا ہے اس کا افشاء حرام ہے۔ سوم یہ کہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ ۔۔۔ الایہ میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے انہیں حضرت نہیں جانتے اس سے مراد یہی ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بتعلیم الٰہی جانتے ہیں چنانچہ اس کا بیان گزر چکا کتاب الابریز میں اس شبہ کے جواب میں لکھتے ہیں علم قیامت سرور اکرم ﷺ پر کیوں کر مخفی رہ سکتا ہے جبکہ آپ کی امت کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے اور سید الاولین والاخرین ﷺ کے تو نیاز مند بھی اس کے عالم ہیں تو حضور ﷺ پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور ﷺ تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شے کا وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے۔ علم مافی الارحام اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں اور واقعی آیت کا اور حضرت عائشہؓ کا یہی مطلب ہے لیکن اگر حسب فہم منکرین علم نبی ﷺ یہ مراد ہو کہ بتعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ جمع ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغہ یعنی پارہ گوشت کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کریگا اور اس کی عمر کتنی ہے اور شقی ہے یا سعید فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور کیا عمل کریگا کل تو درکنار تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے علامہ کمال الدین دمیری حیوۃ الحیوان میں بیان فرماتے ہیں

وعن ابی لھیعۃ عن ابی الاسود عن عروۃ قال لقی رسول اللہ ﷺ رجلا من اھل البادیۃ وھو متوجہ الی بدر لقیہ بالروحاء فساء لہ القوم عن

الناس فلم يجد واعنده خبرافقالوا له سلم على رسول الله ﷺ فقال افكيم رسول الله فقالوا نعم فجاؤ سلم عليه ثم قال ان كنت رسول الله ﷺ فاخبرني عما في بطن ناقتي هذه فقال له سلمة بن سلامة بن وقش و كان غلاما حدثا لاتسئل رسول الله ﷺ واقبل علي فانا اخبرك عن ذالك نزوت عليها ففي بطنها سخلة منك فقال رسول الله ﷺ افحشت الرجل ثم اعرض عنه رسول الله ﷺ فلم يكلم بكلمة واحدة حتى قفلوا واستقبلهم المسلمون بالروحاء يهنونهم فقال سلمة يارسول الله مالذى يهنوك والله ان رأينا الاعجائز صلما كالبدن المعتقلة فنحرنها فقال رسول الله ﷺ ان لكل قوم فراسته وانما يعرفها الاشراف رواه الحاكم في المستدرك وقال هذا صحيح مرسل وحكاه بن هشام في سيرته

اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ میں سے نوعمر صحابی نے پیٹ کا حال بتا دیا اب جو کوئی کہے کہ مافی الارحام کا علم کسی کو تعلیم الٰہی سے بھی نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا جواب دیگا علم مافی غد۔ رسالہ ہذا میں بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن سے واقعات مافی غد یعنی کل ہونے والی باتیں انبیاءؑ اور صحابہؓ کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے زرقانی ج ۶ صفحہ ۲۲۹ میں حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے

نبی یری مالا یری الناس حولہ
ویتلو کتاب اللہ فی کل مشہد
فان قال فی یوم مقالۃ غائب
فتصدیقہا فی ضحوۃ الیوم اوغد

اس کو حضرت حسان سے سنکر رسول اللہ ﷺ کا انکار نہ فرمانا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرمایا صحت مضمون پر دال ہے علم ما فی غد کا تو اس میں بھی اثبات ہے جیسا کہ جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرمارہے ہیں فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائے گی یعنی حضور آج اور کل کے آنے والے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں پھر حضور اقدس ﷺ نے حضرت حسانؓ کو اس سے منع نہ فرمایا اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے اور منع نہ فرماتے اس کا علم کہ کہاں مرے گا اور کب مرے گا ماثبت بالسنۃ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے آٹھویں سال قتل کئے جائیں گے

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یقتل الحسین علی رأس ستین سنۃ من مهاجری رواہ الطبری فی الکبیر

رسول اکرم ﷺ سے خواب سنکر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہوں گا

واخرج ابن سعد عن ابن شهاب قال رای رسول اللہ ﷺ رؤیا فقصها علی ابی بکر فقال رأیت کانی استبقت ابی بکر درجۃ فسبقتك بمرقاتین و نصف قال یارسول اللہ یقبضك اللہ الی مغفرۃ و رحمۃ واعیش بعدك سنتین و نصفا

از تاریخ الخلفاء ص ۷۶ حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ اتریں گے زمین پر پھر نکاح کریں گے اولاد ہوگی پینتالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں

دفن کیے جائیں گے پس میں اور وہ ایک قبر سے اٹھیں گے ابوبکر و عمرؓ کے درمیان میں
اب جو بات یقینی اور بدیہی ہوگئی کہ امور خمسہ مذکورہ آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیہ کا
علم بتعلیم الٰہی انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کا حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو بتعلیم الٰہی
بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا جاہل
اور مخبوط الحواس اور دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کے آگے خدا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھول گیا پس اس آیت سے مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا
علم کسی کو حاصل نہ ذاتا نہ بواسطہ تعلیم الٰہی آیت کی تفسیر بداہت کے خلاف کرتا ہے اور یہ
ضلال ہے مگر مولوی رشید احمد گنگوہی نے بے دھڑک لکھدیا ہے کہ علم غیب خاصہ حق
تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں
فقط والسلام مورخہ ۴ ذی الحجہ بروز جمعہ از فتاوی رشیدیہ حصہ اص ۱۲۳ اور مولوی اسمٰعیل
دہلوی نے تقویۃ الایمان ص ۱۰ میں لکھا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات
سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے قطع
نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ اور امت کا
کوئی عالم نہیں بچتا اور تمام دنیائے اسلام اسمٰعیلی و رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہے
اطف کی بات یہ ہے کہ اس شرک کے پٹہ سے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں اشرف
علی تھانوی اور مرتضیٰ حسن چاندپوری بھی پھنس گئے کیونکہ وہ علم غیب کو نبی کے لیے
لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح البیان صف ۴ میں ہے حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا
گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے
کہ نبوۃ کے لیے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ بتمامہا حاصل ہو گئے تھے الخ

اب مولوی مرتضی حسن اور مولوی اشرف علی تھانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک ثابت ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اٹھا سکیں شبہ ہفتم سفر میں حضرت فخر دو عالم ﷺ کے ساتھ عائشہؓ تھیں ان کا ہار گم ہو گیا رسول اللہ ﷺ وہاں ٹھہر گئے صحابہ کرامؓ نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے؟ جواب مخالفین کے دلائل کا دارومدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیت وحدیث سے وہ اپنا دعوی کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری وناچاری اپنی غلط رائیوں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم انہوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ میں سے کون سی دلیل قرار دے رکھا ہے دینی مسائل اور حضور اقدس ﷺ کے اوصاف زید وعمر اور ہر ماوشما کے منتشر خیالات پر موقوف نہیں ہیں جب آیات واحادیث اور کتب معتبرہ سے حضور ﷺ کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہوا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں ہے اپنے خیالات واہیہ کو آیات واحادیث کے مقابلہ میں انکار در پیش کرنے کے لیے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرأت ہے اس سوال کا دارومدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا اول تو اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھی کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اس کی ضرورت ہی نہیں جو بات منہ میں آئی کہہ دی حضور کی جس فضیلت کا چاہا محض بزور زبان انکار کر دیا بخاری ومسلم کی حدیث ہے۔ فبعث رسول اللہ ﷺ رجلا فوجدها امام نووی فرماتے ہیں تحتمل ان یکون فاعل وجدها النبی ﷺ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر نہ بتایا کے کیا معنی اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم ہے یہاں کی منطق ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے نہیں آپ

علم الٰہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں کہ کفار نے وقت قیامت کا بہتیرا سوال کیا اور ایان یوم القیمۃ کہا کیے مگر اللہ نے نہ بتایا معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے لئے عدم علم ضروری ہو اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ آپکو تو کیا نظر آئیں گی آنکھ والوں سے پوچھے شیخ المشائخ قاضی شہاب الدین ابوالفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ا صفحہ ۲۱۵ میں فرماتے ہیں اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں ٹھہرنے کا جواز معلوم ہوا اگر حضور فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیوں کر معلوم ہو سکتے۔ اس اقامت کی وجہ سے جب صحابہ کو پانی نہ ملا صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا تو وہ بے چین ہوئے لامحالہ ان کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ضروری سوال کے لیے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنیکا حق کسی کو نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے حضرت صدیقہؓ کی کوکھ میں انگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر حضور ان کے زانو پر آرام فرما رہے تھے اس وجہ سے انہیں جنبش نہ ہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ادب اس درجہ ہونا چاہیئے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق آنیکا اندیشہ ہو حضرت صدیقہ کی کیسی فضیلت و برکت ظاہر ہوئی عمر بن حارث کی روایت میں وارد ہوا لقد بارک اللہ للناس فیکم ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما کان اعظم برکتہ قلادتک اے صدیقہ تمارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے قیامت تک کے مسلمان انکے

صدقہ میں سفر اور بیماری میں اور مجبوری کی حالت میں تیمّم سے طہارت حاصل کرتے رہیں گے اہل ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہؓ کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو ان کی برکت سے اللہ تیمّم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کر دے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نور جاتا رہا ہو وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو کچھ معلوم نہ تھا۔

شبہ ہشتم۔ قاضی خان میں ہے ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا خدا اور رسول ﷺ کو ہم نے گواہ کیا کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اس لیئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ ﷺ غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیوں کر جان سکتے ہیں؟

جواب معترض کا منشاء یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی ﷺ کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے مگر ابھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خان کی عبارت سے بھی کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی ﷺ بھی معاذ اللہ کافر اور تمام مخالفین یعنی وہابی بھی کیوں کہ وہ بھی قائل ہیں کہ اللہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے پس بموجب عبارت قاضی خان کے انکے کفر میں شبہ نہیں آپ یہ کہیں گے وہابیوں نے حضور ﷺ کے لئے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ الحق صفحہ ۱۷ اور بہت چیزیں اور امور غیب کے حق تعالی نے آپ کو تعلیم فرمائے کہ ان کی مقدار اللہ ہی کو معلوم ہے اور فیصلہ علم غیب ص ۱۳ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے یہ الفاظ مسطور ہیں بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونیوالے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو اور منکرین

کے اقرار ابتداء رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں تو اگر معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت سے ہم پر الزام آئیگا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھہریں گے اور اگر وہ کافر نہ ٹھہریں تو کیا ہمنے خطا کی ہے اب عبارت قاضی خان پر غور فرمائیے کہ اس میں لفظ قالوا موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور قاضی خاں وغیرھا فقہا کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود ان کے نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہ ہو در المختار کتاب النکاح میں ہے جس نے کفر بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے تاتارخانیہ اور حجۃ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ روح پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں فرمایا اللہ نے عالم الغیب فلا یظھر الخ اب خوب ظاھر ہو گیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور تعلیم الٰہی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت

شبہ نمبر جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضور کو غیر متناہی کا علم کیوں کر ہو سکتا ہے؟

جواب۔ یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اس لئے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی نہ کہے گا مگر دیہاتی امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں آیہ

واحاط بمالديهم واحصى كل شي عددا کے فرماتے ہیں قلنا لاشك ان احصاء العدد انما يكون في المتناهي فاما لفظة كل شئ فانها لا تدل على كونه غير متناه لان الشي عندنا هوالموجودات والموجودات متناهية في العدد

اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لئے موجودات کو غیر متناہی کہنا کون سی عقلمندی ہے

اب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کی جائے

مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریظ کا رد

قولہ بعد الحمد والصلوۃ احقر الوری اشرفعلی عفی عنہ بتائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق

عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات واحادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں اقول سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں کیسی جرأت ہے مثبتین کا دعوی کل شی معلوم لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ موجبہ کلیہ اس کی نقیض سالبہ جزئیہ ہے (مثالہ بعض الاشیاء لیس بمعلوم لنبینا) جو شخص ایجاب کلی کا مدعی ہے اس کو کس طرح سلب جزئی میں کلام نہ ہوگا کیا مولوی صاحب کے نزدیک مدعی کو اپنے دعوی کی نقیض مسلم ہوتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا یہ بھی خوش فہمی ہے ایک دوسرے خصم خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سناؤ کہ جس کا مضمون یہ ہو کہ فلاں چیز کا علم سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہی نہیں گیا چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج حضرت مولنا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فیضھم نے ابناء المصطفی کے صفحہ ۴ پر فرمایا ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کو ہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکائکم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے

صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ما کان وما یکون سے فلاں امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین اب یہ کہہ دینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیانت اور کیسا سچ ہے۔ قولہ تیسری وجہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہے اقول مناسب تھا کہ ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں نہ معلوم کس مصلحت سے نہ لکھی گئیں یہ حصر جو تھانوی صاحب نے تین قسموں میں کیا ہے غلط ہے اس لئے جو مفید ایجاب کلی ہے۔ قولہ وہ اس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھہراتے ہیں اقول غلط انہیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع موجود ہو موید اور چیز ہے قولہ بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اس میں احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو مثلاً یہ حدیث صحاح میں کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے ملائکہ عرض کریں گے انک لا تدری ما احدثوا بعدک اس میں جملہ لا تدری الخ مفید ہو رہا ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس میں احتمال عقلی بھی نہیں کہ زمانہ ورود روایات محتملہ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو۔ اقول تقدم تاخر کیسا سلب جزئی ہی کہاں ہے جب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور ملائکہ یہ عرض کریں گے انک الخ تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر۔ واقعہ تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دیدی لیکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا۔ اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ علم نہ ہوتا تو خبر دیتا کیوں

کر ممکن تھا۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت روز قیامت اس شان سے بلائی جائے گی کہ ان کا سر اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے کیا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے خیال میں ان مرتدین کے پنج اعضا بھی چمکیں گے جس سے حضور کو ان کے مومن ہونے کا خیال ہو سکے لاحول ولا قوۃ۔ کس بنیاد پر تھانوی صاحب سلب ثابت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم ہو معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم کی روایت سے معلوم ہو چکا مگر تھانوی صاحب نے سلب کا لفظ سیکھ لیا ہے کتنی ہی حدیثوں کے خلاف ہو انہیں کسی کی پرواہ نہیں۔ شبہ بعد معراج کے جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متردد ہوئے جب اللہ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اسکا حال بتایا اگر حضور کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد نہ کرتے اور فوراً بتا دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں۔

جواب مسلمان کو صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع اشیاء کا علم قرآن و حدیث سے ثابت ہے تو پھر اپنی طرف سے شبہ نکالنا اور ہمیشہ اس فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گھڑیں گویا اس چیز کا انکار ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور یہ سخت مذموم و قبیح ہے لہذا جب ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جمیع اشیاء پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو کوئی اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے اس سے میری مراد یہ ہے کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن و

حدیث سے جو چیز ثابت ہے اس پر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کر کے اس کی مخالفت نہ کرے بلکہ بسر و چشم تسلیم کرے اب اصل شبہ کے دفع کی طرف توجہ فرمایئے ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہوتا ہم اتنا ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور ﷺ سے دریافت کی تھیں وہ ضرور حضور کو معلوم تھیں اس لئے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جس کے جاننے کا اقرار حضرت ﷺ نے نہ کیا ہوتا تو حضور ہرگز متردد و غمگین نہ ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرما دیتے کہ ہم نے اس کے جاننے کا دعوی نہیں کیا پھر تم ہم سے کیوں اس کو دریافت کرتے ہو مگر حسب بیان سائل حضور نے یہ نہ فرمایا بلکہ متردد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے صراحتًا یا اشارہ ان باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور حضور کا فرمان سراسر حق و بجا۔ تو ضرور حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں پھر ان کا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اس طرف التفات نہ ہونے سے ناشی دوم یہ کہ خود حدیث میں موجود ہے حضور بیت المقدس تشریف لے گئے اور یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستے میں بیت المقدس پر گزرے اس کو پورے طور پر دیکھا ہی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے پھر جبرئیل ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا لائے حضور نے دودھ پسند فرمایا جبرائیل نے کہا آپ نے فطرۃ کو اختیار فرمایا۔ اب کہ حضرت کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا سواری سے اتر آنا براق کو باندھ دینا بیت المقدس میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا فرمانا پھر شراب چھوڑ نا دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت ﷺ کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی پھر اگر

حضور متردد ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت اس طرف التفات نہ تھا۔

شبہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم یعنی خدا کی قسم میں نہیں جانتا در آنحالیکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جاے گا اور یہ مضمون آیت میں بھی ہے

قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم

جواب آیت و حدیث دونوں میں ادری ہے جو درآیت سے مشتق ہے اور درایت انکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں تو صاف معنی یہ ہوئے کہ میں اپنی عقل سے نہیں جانتا اور بتعلیم الٰہی جاننے کا انکار کسی لفظ سے آیت و حدیث کے نہیں نکلتا مگر تعجب ہے کہ معترض نے شبہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت کو معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے ساتھ کیا کرے گا اور اس سادہ لوح نے اتنا نہ سمجھ لیا کہ اللہ خود فرماتا ہے وللآخرۃ خیر لک من الاولی ولسوف یعطیک ربک فترضی جب حضرت محمد ﷺ کو آخرت کی بہتری اور اللہ کی رضا جوئی دنیا میں ہی معلوم ہونا آیت قرآنی سے ثابت اور حضرت ﷺ کا اس پر یقین فرما کر یہ فرمانا کہ میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہوں گا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت ﷺ کو خوب معلوم تھا کہ آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ الغرض معترض کا شبہ یا تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے اس بیچارہ کو اب تک یہ خبر نہیں کہ یہ آیت جس سے وہ حضرت ﷺ کا علم نہ ہونا اس معاملہ کی نسبت جو آپ کے اور آپ کی امت کے ساتھ کیا جائیگا ثابت کرتا ہے وہ آیت منسوخ ہے اور اس کا ناسخ انا فتحنا لک فتحا مبینا الآیہ ہے جس میں دنیا میں فتح

مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ ان کا رب دنیا و آخرت میں کیا کرے گا۔ اب مولوی عبدالعزیز کا یہ قول بالکل باطل ہو گیا کہ اس آیت کے اگر یہ معنی لیے جاویں کہ اپنے خاتمہ اور عاقبت کی آپکو خبر نہ تھی تو یہ منسوخ ہے اور معاذ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں اور دوسرے معنی کہ یعنی آپ ان واقعات اور معاملات سے جو دنیا میں آپ کو پیش آنے والے تھے بیخبر تھے کسی کے نزدیک منسوخ نہیں (غیبی رسالہ ص ۳) اگر مولوی عبدالعزیز صاحب کے وہ ثانی معنی فرض بھی کر لئے جاویں تو ان کا یہ کہنا سراسر باطل ہے کہ کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں کیونکہ اول تو اس آیت کو جہاں منسوخ لکھا ہے یہ نہیں لکھا کہ اس معنی کے لئے تو منسوخ ہے مگر دوسرے معنی کے لئے منسوخ نہیں دوسرے جو آیت اس کی ناسخ ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ دوسرے معنی میں بھی آیت منسوخ ہے اس لئے کہ اس میں اس کی صاف بشارت ہے کہ دنیا میں آں حضرت ﷺ کے ساتھ کیا کیا جاویگا اور اس کی بھی کہ آخرت میں کیا۔ نہایت شرم کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے مخالفیں باوجود دعوی اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا اعتراض نکال رہے ہیں جیسا کہ عرب کے مشرکوں نے نکالا تھا اور اس کے جواب میں ہمیں وہی آیت پیش کرنی ہوتی ہے جو ان کفار نابکار کے جواب میں نازل ہوئی ہائے اسلام کا دعوی اور یہ حرکتیں۔ (مطبوعہ مصر)۔

شبہ قرآن پاک میں وارد ہے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ما ذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت علام الغیوب تو اگر رسولوں کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہہ دیتے؟

جواب ایسے شبہات مخالفین کی کوتہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں کیوں کہ

صرف آیت عی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیاء کو اس چیز کا علم ضروری ہے جس کی نسبت وہ لاعلم لنا فرمادیں گے کیوں کہ سوال یہ ہے کہ تمہاری امتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا تو انبیاء کو وہی فرمانا اور جواب دینا چاہیئے جو ان کی امت نے دیا تھا بجائے اس کے یہ کہ دینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود علام الغیوب ہے صاف دلیل اس کی ہے کہ بمقابلہ علم حق تعالی کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی مقتضائے ادب بھی ہے درحقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق کے علم کے سامنے مثل لاشے کے ہے تفسیر خازن ص ۵۰۴ ج ۱ میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے۔

ان الرسل علیهم السلام لما علموا ان الله تعالی عالم لا یجهل وحلیم لا یسفه وعادل لا یظلم علموا ان قولهم لا یفید خیرا ولا یدفع شرا فراوا الادب فی السکوت و تفویض الامر الی الله تعالی وعدله فقالوا لاعلم لنا

جمہور مفسرین اس کے تو مقر ہیں کہ انبیاءؑ کو یہ تو علم ضرور ہے کہ ان کی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے پس اس سے مخالفین کے شبہ کا تو قلع قمع ہو گیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا وہ یہ کہ انبیاء کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں ان کے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ کہ ان کا مقتضائے ادب ہے کہ حضرت حق تعالی کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جیسے لائق شاگرد اپنے جلیل القدر استادوں کے سامنے۔ تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم وحیا سے تعلق ہو تو آئندہ ایسی عبارات سے ہرگز استدلال نہ کیا کریں کہ ایسے انکار سوء ادب پر محمول ہوتے ہیں۔

شب ابوداؤد میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے نماز پڑھائی تو پاپوش مبارک قدم سے اتار دی یہ دیکھ کر صحابہؓ نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتار دیں سرور اکرم ﷺ نے بعد فراغ

نماز صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوش کو اتار دیا عرض کیا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مبارک اتار دی ہے لہذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے تو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہوتے تو کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟

جواب معترض کا یہ کہہ دینا کہ نجاست والے جوتے سے نماز پڑھی خلاف ادب اور اس کی نافہمی پر دال ہے پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاپوش مبارک اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرئیل کا خبر دینا اظہار عظمت و رفعت شان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ کمال تنظیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے اس سے عدم علم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال ہے۔

شبہ واقعہ بیر معوز جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کر دیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہو جاؤں گا آپ نے ستر صحابہ جلیل القدر قاری قرآن اس کے ہمراہ کر دیے راستہ میں وہ سب غدر اور بیوفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جس پر آپ کو کمال حزن و ملال ہوا اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے؟

جواب اس تمام قصہ کے نقل کرنے سے معترض صاحب کا جو مدعا ہے وہ یہی پچھلا فقرہ ہے کہ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے تو

آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے۔ ہائے افسوس اے غریب تم کیا سمجھ گئے حضور اقدس ﷺ باوجود علم کے کیوں انھیں روانہ نہ فرماتے آخر روانہ نہ فرمانے کا باعث کیا؟ صرف صحابہ کی حفاظت جان یا اور کچھ بھی اب ذرا ہوش سے سنئے حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے حوصلے اور ہمتیں معاذ اللہ آپکی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری مقصود ہوتی جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جان عزیز نذر اشاعت اسلام ہوتی ہے درگزر کر جاتے۔ ہر چند کہ سید عالم ﷺ پر صحابہ کرام کے پیش آنیوالے جملہ واقعات ظاہر ہوں مگر یہ موقع درگزر نہیں کہ ایک شخص اشاعت اسلام کے لئے عرض کرتا ہے کہ حضور اپنے نیاز مندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیج دیں اور اسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایت خلق سے جان زیادہ محبوب ہے وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے اس لئے بخوف جان اس موقع پر اعلاء کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کی جاتی ولاحول ولاقوۃ۔۔۔۔ یہ سب خرافات ہیں وہاں بمقابلہ اعلاء کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پرواہ نہ تھی ادھر خود صحابہ کرام کو شوق شہادت گدگدا رہا تھا اور جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ شہادت ایک بڑا رتبہ ہے چنانچہ اس واقعہ بیر معونہ میں مقاتلہ کرنے والے تمام صحابہؓ جب شہید ہو گئے اور ان میں سے حضرت منذر بن عمرو رہ گئے تو کفار نے ان سے کہا کہ آپ چاہیں تو ہم آپ کو امن دیں مگر آپ کے آرزومند شہادت دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو قبول نہ فرمایا (کذافی مدارج النبوۃ ج ۲ صفحہ ۱۸۱) یہ تو عرض کیا گیا سید عالم ﷺ نے صحابہ کرام کو دین پر جان تصدق کرنے ہی کے لئے روانہ فرمایا تھا اور حضور ﷺ کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جاویں گے مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے لئے

قبل واقعہ علم شہادت وصحابہ تسلیم کر لینے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قتل عمد کی نسبت کرنا پڑیگی تو کیا وہ منذر ابن عمرو صحابیؓ پر خودکشی کا الزام لگائیگا کہ انہوں نے باوجود امن پانے کے شہادت کو ہی اختیار فرمایا اور اس طرح حضرت عمر بن امیہ ضمری اور حارث پر بھی کہ یہ حضرات اونٹوں کو چراگاہ میں لے گئے تھے جب واپس آئے اور لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوئے پرندوں کو گرد لشکر کے دیکھا اور گرد و غبار اٹھا معلوم ہوا اور کافروں کے سواروں کو بلندی پر کھڑا اور اصحابؓ کو شہید دیکھا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب مصلحت کیا ہے عمر بن امیہ کی رائے ہوئی کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا جائے حارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب بہم پہنچی ہوئی شہادت بہے غنیمت ہے چنانچہ انھوں نے کفار سے مقاتلہ کیا اور ان میں سے چار آدمیوں کو قتل کر کے حارث خود بھی شہید ہو گئے۔ اب یہاں سے صحابہ کرامؓ کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے اب جس طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرامؓ نے قصداً دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خودکشی کی اسی طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ دانستہ صحابہ کو روانہ فرما کر قتل عمد کے مرتکب ہوئے والعیاذ باللہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہ خدا میں نذر کیں اور ان جانوں کے اس سے عمدہ طور پر کام آنے کا کوئی موقعہ نہ تھا جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہ خدا میں نثار ہو گئی یہ کہنا کہ اس حادثہ کا اگر حضرت کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے صریح فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ پر الزام لگاتا ہے کہ جب جان تصدق کرنیکا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہے تو

درگزر کر جاتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے ولاحول ولاقوۃ ۔ توبہ کیجئے صحابہ اور سید عالم ﷺ کی یہ شان نہیں کہ دین پر جان نثار کرنے میں دریغ کر جائیں جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر کرنے کا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کر دیں جیسا کہ اوپر صحابہ کے واقعات سے ثابت کر چکا ہوں۔

میں پہلے ہی سر شوق سے مقتل میں جھکا دوں
لے جان اگر خنجر فولاد تمہارا

تو اس صورت میں حضور ﷺ کا معاملہ سے واقف ہونا کس طرح مانع روانگی صحابہ ہوتا۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ معترض کا اعتراض بالکل باطل ہو گیا اور حضور کا صحابہ کرام کو باوجود پیش آنے والے واقعات سے مطلع ہونے کے روانہ فرما دینا قابل اعتراض نہ رہا پھر حضور کا یہ روانہ فرما دینا اگرچہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں مگر اللہ عقل اور ایمان نصیب فرماوے تو معلوم ہو کہ حضور کی اس میں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم بھی خاصان خدا ہی کو ہے۔ باانیہمہ سرور اکرم ﷺ نے اس پیش آنے والے حادثہ کی طرف صحابہ کرامؓ کے روانہ فرمانے سے قبل اشارہ فرما دیا تھا چنانچہ یہ الفاظ صحاح ستہ کی کتابوں میں مروی ہیں۔

فقال رسول اللہ ﷺ انی اخشی علیھم اھل نجد

شبہ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سنا آپ باہر تشریف لا کر فرمایا کہ سوائے اس کے کہ میں آدمی ہوں میرے پاس خصم والے آتے ہیں شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو اس کی خوش

بیانی سے میں اس کو سچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کر دوں پس جس کو میں حق مسلمان کا دلاؤں وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا میں دلاتا ہوں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسول خدا ﷺ غیب داں نہ تھے اگر غیب جانتے تو خلاف فیصلہ کا آپ کو کیوں خوف ہوتا؟

جواب ناظرین باانصاف کو مخالفین کے شبہے دیکھتے دیکھتے یہ تو خوب ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یہ حضرات اپنے مدعا کے ثابت کرنے سے عاجز ہو کر اب محض زبان درازی پر آ گئے ہیں اور صرف اپنے قیاسات فاسدہ سے استدلال کرنے لگے ہیں یہ حدیث جو معترض نے پیش کی ہے اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو حضور محمد ﷺ کے جمیع اشیاء کے انکار میں ذرا بھی مدد دیں۔ اسالیب کلام کہ معرفت سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں اس کا تو ان پر کسی طرح بھی الزام نہیں آ سکتا۔ فہم مبارک نے اس حدیث سے کیا سمجھا کہ مصطفیٰ ﷺ کو امور غیب کا علم تعلیم نہیں ہوا۔ سبحان اللہ یہ فہم قابل تحسین و آفرین ہے سرور اکرم ﷺ کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کے لئے زبانی قوتیں خرچ کریں۔ اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلا دوں تو وہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہے مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے حاصل کیا بفرض محال اگر میں تمہاری تیز زبانی اور شیریں بیانی سن کر تمہیں دوسرے کا حق دلا دوں تو بھی فائدہ کیا وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش ہی نہ کرو مقصود تو یہ تھا معترض صاحب نے اس سے انکار علم نبی ﷺ پر استدلال کیا اگر حضرت کسی کا حق (معاذ اللہ) کسی دوسرے کو دلا دیتے تو بھی کچھ جائے عذر ہوتی کہ اب تو کچھ شبہ

کا موقع ہے کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلا دیا مگر یہاں شبہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں کہ حضور نے ایک کا حق دوسرے کو دلا نہ دیا بلکہ جو لفظ فرمائے وہ بھی قضیہ شرطیہ جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں ایک فرض محال ہے یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہے اگر بالفرض ایسا ہو تو بھی تمہیں کچھ فائدہ نہیں معترض صاحب ذرا مہربانی کیجئے اور اپنے اجتہاد کو زیادہ نہ صرف فرمایئے ورنہ ایسا ہی شرطیہ قرآن میں بھی وارد ہے قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین فرما دیجئے اے محمد ﷺ کہ اگر رحمن کے ولد ہو تو میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں کہیں اس اجتہاد کی بناء پر یہ نہ کہنا حضرت کو خدا کے بیٹا ہونے کا بھی خطرہ تھا (معاذ اللہ) یہ شرطیہ ہے اور شرطیات مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہوتے بلکہ فرض محال تک بھی ہوتا ہے چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے اور علی ھذا اس حدیث میں بھی جس سے آپ اپنے مدعائے باطل پر سند لانا چاہتے ہیں مقدم میں فرض محال ہے یہ ناممکن کہ سرور اکرم ﷺ کے فیصلے سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے ادب کرو اور رسول کا مرتبہ سمجھو (ﷺ)۔

شبہ حضرت کو شہد بہت پسند تھا اور آپ حضرت زینب کے پاس تشریف فرما ہو کر شہد نوش فرماتے تھے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس اول تشریف لائیں وہ آپ سے یہ کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو یہ جواب دے کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہو گی چونکہ آپ کو بد بو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرما دیں گے اور حضرت زینب کے پاس کم نشست ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سرور عالم ﷺ نے قسم کھا لی کہ اب کبھی شہد نہ پیوں گا۔ اس پر یہ آیت اتری یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الخ حضرت زینب

داں ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے؟

جواب ہزار فکریں کیں اور بیچارے مخالفین لکھتے لکھتے پریشان ہو گئے مگر آج تک اتنا ثابت نہ کر سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم حق تعالیٰ نے مرحمت ہی نہیں فرمایا نہ اس مضمون کی کوئی آیت پیش کرنے کی جرأت ہوئی نہ حدیث دکھانے کی ہمت ہاں قیاس فاسد سینکڑوں ایجاد کر ڈالے تو ایسے فاسد قیاس کیا عقلا کے نزدیک قابل التفات ہیں؟ یوں تو شیطانی قیاس والوں کو کلام الٰہی پر شبہے سوجھیں گے اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ کو ہر وقت ہر چیز کا علم حاصل نہیں ہے جب چاہتا ہے کسی ترکیب سے کسی چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے۔ چنانچہ خدا کو یہ خبر ہی نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کون اتباع کریگا اور کون نہ کرے گا جب تو اس نے نماز میں قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے میں پھر گئے اس سے معلوم ہو گیا کہ جنہوں نے اس میں حضرت کی موافقت کی اور کچھ چون و چرا نہ کیا نہ کوئی بحث کی تو وہ اتباع کرنے والے ہیں باقی غیر متبع چنانچہ اللہ فرماتا ہے

وما جعلنا القبلة التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقیبیہ

اس آیت میں الا لنعلم کے لفظ سے صاف شبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہ ہے کیا قابل التفات ہو ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز نہیں ہوتے اللہ علیم وخبیر ہے اس نے اب علم حاصل نہیں کیا ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ معنی سمجھ لینا اور انکار علم میں سند لانا کور باطنی اور نابینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسے ایسے ہزاروں شبہے کج طبع لوگوں کی طبیعتیں پیدا کریں گی اور وہ سب ان کی کوتہ فہمی کا نتیجہ ہوگا جو ایک

مجذوب کی بڑ بڑ ہذیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین رات دن حیلہ ڈھونڈتے رہتے ہیں اور شبہ تلاش کرتے ہیں اور ان کو اپنے اس مدعا کی سند بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ یہ سب کوششیں بے سود ہیں یہی شبہ تحریم والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ہے ایسا لچر ہے جس سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکے گا حضور نے اگر شہد چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علاقہ قرآن کے مبارک لفظ یہ ہیں تبتغی مرضات ازواجک جس سے ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے شہد چھوڑ دیا اس کو علم سے کیا واسطہ حضور خوب جانتے تھے کہ اس میں بدبو نہیں مگر از انجا کہ طبع شریف میں کمال تحمل و بردباری تھی اور حضور کے اخلاق کریمہ ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا نہ فرماتے تھے بناء علیہ اس وقت ازواج سے اس معاملہ میں سختی نہ فرمائی اور ان کی رضامندی کے لیے شہد چھوڑنے کا اطمینان دلا دیا پھر اس پر یہ بھی منع فرما دیا کہ اس کا کہیں ذکر نہ کیا جاوے مدعا یہ تھا کہ حضرت زینبؓ جن کے شہد پیا تھا انہیں شہد چھوڑنے کی اطلاع نہ دی جائے کیوں کہ اس سے ان کو ملال ہوگا اور منظور ہی نہیں کہ کسی کی بھی دل شکنی ہو غرض کہ اس حدیث سے انکار علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ مدد نہیں پہنچ سکتی نہیں معلوم کہ معترض کس نشہ میں ہے اور اس نے کیا سمجھ کر اعتراض کیا حدیث میں ایک لفظ بھی تو ایسا نہیں جس سے کسی طرح یہ ثابت ہو سکے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فلاں امر کا علم نہیں ملا۔ شبہ بخاری میں ہے حضرت جابر کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کے قرضہ کے باب میں گیا اور دروازہ پر کھٹکا کیا حضور نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں حضور نے فرمایا کہ میں تو میں بھی ہوں گویا یہ کلمہ حضور کو ناپسند ہوا اگر حضور غیب داں ہوتے تو

کیوں دریافت کرتے کہ تم کون ہو حضور کو خود ہی معلوم ہو جاتا۔ جواب یہ شبہ بھی ایسا ہی واہی ہے جیسے اور اوپر گزر چکے کلام کی مراد سمجھ لینا کیا معنی معترض کو عبارت کا صحیح ترجمہ کرنا نہیں آتا رسول اللہ ﷺ کا من ذا فرمانا یعنی یہ کون ہے حضور کے علم نہ ہونے کی دلیل نہیں ورنہ خود حضرت حق تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ سے کیف تحی الموتی کے جواب میں فرمایا اولم تومن کیا تم ایمان نہیں لائے تو معترض یہاں بھی کہدیگا کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام کی مراد سے ناواقف ہوں وہ ایسے ہی واہی شبہے بیان کر سکتے ہیں ورنہ کسی مسلمان کو تو ہمت ہو نہیں سکتی۔ یہاں تو حضور کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے ایمان والوں کی آنکھیں اس سے بند نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ کو جواب تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو (میں) نہ کہدیا کرو بلکہ نام بتلایا کرو اور ایک لفظ میں کہدینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں ناپسند ہے آپ کو ابھی اس میں شبہ ہی ہے کہ مصطفیٰ ﷺ کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے۔ (استغفر اللہ) اے حضرت ان کے صحابہ کو اس کے آل اطہار کو ان کے اولیاء امت کو ان کے ملازمان بارگاہ کو یہ سب علوم روشن ہیں مگر ہماری آنکھیں کھلی ہوں تو ہمیں کچھ خبر ہو سنئے جب حضرت مولا علی مرتضیٰؓ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا اور بہت سی قیل و قال کے بعد وہاں سے لشکر بھیجا گیا۔ لشکر کے آنے سے قبل حضرت علیؓ نے خبر دی کہ کوفہ سے بارہ ہزار مرد آتے ہیں آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک صاحب لشکر گاہ کی گزرگاہ پر آن بیٹھے جب لشکر آیا ایک ایک آدمی کو گننا شروع کیا ایک بھی تو کم و بیش نہ

تھا (از شواہد النبوۃ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ) حضرت علیؓ بعض سفروں میں جب کربلا ہو کر گزرے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے داہنے بائیں دیکھا اور واقعہ کربلا کی خبر دی (شواہد صف ۱۶۴) سلف میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا مجھے حضرت امام باقرؓ کی زیارت کا شوق ہوا چنانچہ میں ان ہی کی قدم بوسی کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوا جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا ابر غلیظ چھایا ہوا تھا اور مینہ زور سے برس رہا تھا سردی سخت تھی آدھی رات کا وقت تھا جب میں در دولت پر پہنچا اس وقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ میں ابھی اپنی اطلاع کروں یا صبح جب امامؓ خود باہر تشریف لاویں اسوقت تک صبر کروں میں اسی فکر میں تھا کہ امام کی آواز میرے کان میں آئی کہ باندی سے فرماتے ہیں کہ فلاں شخص بھیگا ہوا آیا ہے اور اسے سردی معلوم ہوتی ہے دروازہ پر متفکر بیٹھا ہے دروازہ کھولدے چنانچہ اس نے دروازہ کھولدیا اور میں مکان میں چلا گیا (شواہد النبوۃ صف ۱۸۳) مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی معنوی میں فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ ایک روز مع اپنے مریدوں کے جنگل میں گشت کر رہے تھے کہ ناگاہ آپ کو خوشبو آئی اور آپ پر آثار مستی نمودار ہوئے ایک مرید نے عرض کیا کہ اس وقت کیا حال ہے جو حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سفید؟ فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی بو پہنچ رہی ہے کہ اتنے سال کے بعد یہاں ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا کہ آسمان پر ان کے خیمہ ہونگے مریدوں نے نام دریافت کیا فرمایا نام ان کا ابوالحسن ہوگا اور حلیہ وقد رنگ اور تمام باتیں بیان فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مرید ہوگا اور میری تربت سے اس کو فیض ہوگا مریدوں نے اس کی تاریخ لکھ لی چنانچہ ابوالحسن اسی تاریخ کو پیدا ہوئے اور جو

اوصاف حضرت بایزید بسطامیؒ نے بیان فرمائے سب ان میں موجود تھے۔ اب جناب کو کچھ پتہ چلا کہ حضرت محمد ﷺ کے خدام کے علوم کیسے وسیع ہیں۔

شبہ:۔ رسول اللہ ﷺ سے صحابہ نے دریافت کیا حضور قیامت میں اپنی امتوں کو کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا آثار وضو سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں یہ فرماتے؟ جواب یہ شبہ بھی محض لچر ہے اور مخالفین کو ایسے شبہے کرنا شرعا جائز نہیں میں عرض کرتا ہوں کہ جو آپ نے یہ زبان سے نکالا ہے کہ حضور اپنی امت کو آثار وضو سے پہچانیں گے تو ان مریدوں کے ہاتھ پاؤں اور پیشانی چمکتی اور روشن ہوگی جو حضور فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابی ہیں اور اگر یہ نہ چمکتے ہوں گے تو کیسے بلائیں گے جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو وہاں آثار وضو معرفت کا ذریعہ ہے سوچو اور نادم ہو اس موقع پر حضور کو بیان فضیلت وضو منظور تھا اس واسطے یہ فرمایا کہ ہماری امت کے اوپر خاص کرم الٰہی ہے کہ اس روز وہ سب سے ممتاز ہوگی آپ یہ سمجھ گئے کہ حضور کی معرفت اس پر موقوف ہے آفرین ہے آپ کی سمجھ پر آپ کو ابھی یہ خبر نہیں کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز پ الم صف ۲۱۲ میں فرماتے ہیں دیلمی نے ابو نافع سے روایت کی ہے کہ سرور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے میری امت کی تصویر پانی اور مٹی میں بنا کر دکھائی گئی۔ اور ایک روایت میں فعرفت حسنہا وسیہا بھی آیا ہے یعنی میں نے ان کے نیک و بد کو پہچان لیا اب کیا جائے شبہ ہے۔

شبہ درود و سلام حضور پر بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب کیا خوب یہ حضور اقدس ﷺ کے عدم علم کی دلیل ہے یا شان رفعت

کی؟ مگر یہ آپ کیوں سمجھنے لگے تھے کہ بواسطہ فرشتوں کے پیش کرانا حضور کی رفعت شان ظاہر کرتا ہے۔ اگر یہی ذہن رسا ہے تو کیا عجب ہے کہ جو حق تعالی پر بھی اعتراض کر ڈالئے کہ ذکر اللہ فرشتے لیجاتے ہیں اور اعمال خلق بھی فرشتے ہی پیش کرتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو اگر یہی ذہانت ہے تو یہ بھی کہہ بیٹھے گا کہ اللہ اگر عالم ہوا تو فرشتے کیوں عمل لے جاتے حضرت ایسے واہی شبہات سے توبہ کیجئے گا۔ حضرت حق تعالی بیشک عالم ہے مگر یہ امور انتظام حکمت پر مبنی ہیں اگر کوئی شبہ پیدا ہوا کرے تو علماء کی خدمت میں عرض کر کے صاف کرلیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے قصور علم کا اعتراف کر کے اس کو اپنی نادانی سمجھا کرو اور خدا اور رسول پر اعتراض کرنے سے زبان کو روکو۔

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار
اب مان نہ مان تو ہے مختار

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ اصحابہ وبارك وسلم تمت بالخیر۔

خیر الکلام بعلم خیر الانام

از

[illegible] محمد نصر اللہ [illegible] چشتی [illegible]

ترجمہ

[illegible]

مکتبہ جمال کرم

[illegible]

باب: رفع العلم وظهور الجهل

عن انس قال رسول الله صلّی الله علیه وسلّم انّ من اشراط السّاعة ان یرفع العلم ویثبت الجهل ویشرب الخمر ویظهر الزّنا۔ حدیث (1) (بخاری)

باب: علم کے اٹھنے اور جہل کے پھیلنے کے بیان میں:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہل اس کی جگہ پائے گا لوگ شراب پئیں گے اور زنا عام ہو جائے گا۔

یقول من اشراط السّاعة ان یقلّ العلم ویظهر الجهل و یظهر الزّنا وتکثر النّساء ویقلّ الرّجال حتّی یکون لخمسین امراۃ القیّم الواحد۔ حدیث (2) (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم کم ہو جائے گا جہل اور زنا کی کثرت ہو جائے گی عورتیں زیادہ اور مرد کم ہو جائیں گے حتی کہ پچاس عورتوں کا نگہبان ایک مرد ہوگا۔

تشریح: باب رفع العلم وظهور الجهل

ا۔ اول حدیث کو امام مسلم نے قدر میں اور امام نسائی نے کتاب العلم میں ذکر کیا۔ حدیث دوم کو مسلم نے قدر میں ترمذی نے فتن میں نسائی نے علم میں اور ابن ماجہ نے کتاب الفتن میں ذکر کیا ہے۔ ۲۔ ان دونوں حدیثوں میں قرب قیامت کی چند نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ ۳۔ علم کے اٹھ جانے کا مطلب یہ نہیں کہ علماء کے سینے سے

علم سلب کرلیا جائے گا بلکہ اس کی وضاحت خود حضور اکرم ﷺ نے یوں فرمائی کہ قرب قیامت میں علمائے دین اٹھا لئے جائیں گے اور ان کے ساتھ علم دین بھی اٹھ جائے گا۔ اور پھر جب دین کے عالم نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو اپنا مفتی بنالیں گے ان سے سوال کریں گے وہ بغیر علم کے جواب دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ جہالت کا دور دورہ ہوگا شراب عقل میں فتور ڈالے گی زنا نسب میں خلل انداز ہوگا فتنوں کی کثرت مال و نفس میں فساد پیدا کرے گا عورتیں مردوں سے زیادہ ہو جائیں گی بعض روایات میں یکثر العلم کے لفظ بھی آئے ہیں یعنی قرب قیامت میں علم و علماء کی کثرت ہو جائے گی اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ علماء کی تو کثرت ہوگی مگر تبلیغ کا دائرہ اتنا وسیع ہو جائے گا اور دین میں اس قدر زیادہ فتنے پیدا ہو جائیں گے کہ مبلغین اسلام کی کثیر جماعت اس پر قابو نہ پائے گی۔ چنانچہ فی زمانہ یہی حالت ہے یا اس کے یہ معنی ہیں کہ علماء کی تو کثرت ہوگی علم کا چرچا بھی ہوگا۔ دینی درسگاہوں کی بہتات ہوگی مگر علماء میں خلوص وللہیت کی کمی آجائے گی اور اس طرح گمراہی و بے دینی کے سیلاب آتے چلے جائیں گے۔ (واللہ اعلم ورسولہ)

باب: من اجاب الفتیا باشارة الید والرّاس

عن اسمآء قالت اتیت عائشة و هی تصلّی فقلت ما شان النّاس فاشارت الی السّمآء فاذاالنّاس قیام فقالت سبحان اللّٰہ قلت اٰیة فاشارت براسها ای نعم فقمت حتّٰی علانی الغشی فجعلت اصبّ علٰی راسی المآء فحمداللّٰہ النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم و اثنٰی علیہ ثمّ قال ما من شئی لم

اكن اريتہ الاَرايتہ فی مقامی ھٰذا حتّٰی الجنّة والنّار فاوحی الیّ انّکم تفتنون فی قبورکم مثل او قریب لاَ ادری ایّ ذٰلك قالت اسمآء من فتنة المسیح الدجّال یقال ما علمك بھٰذا الرجل فامّا المؤمن اوالموقن لاَ ادری ایّھما قالت اسمآء فیقول ھو محمد رّسول اللہ جآئنا بالبیّنٰت والھدٰی فاجبناہ واتبعناہ محمّد ثلٰثا لاَ ادری ایّ ذٰلك قالت اسمآء فیقول لا ادری سمعت النّاس یقولون شیئا فقلتہٗ۔ حدیث (3) (بخاری)

باب: اس امر کے بیان میں جو ہاتھ کے اشارہ سے سوال کا جواب دے۔

حضرت اسماء کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھیں میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے (یعنی لوگ گھبرائے ہوئے کھڑے ہیں) حضرت عائشہ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی اشارے سے بتایا کہ سورج گہن ہوا ہے) پس لوگ کھڑے ہوئے ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا سبحان اللہ! میں نے کہا کوئی نشانی ہے؟ (یعنی کوئی قیامت یا عذاب کی نشانی ہے؟) حضرت عائشہ نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! تو میں بھی نماز کے لئے کھڑی ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو غش آنے لگا میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا ہر وہ شے جو مجھے نہیں دکھلائی گئی تھی میں نے اس کو اپنے اس مقام سے دیکھ لیا مجھ پر وحی آئی ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے مثل فتنہ مسیح دجال کے نہیں معلوم اسماء نے کیا کہا تھا (مثل کا لفظ یا قریب کا لفظ) قبر میں میت سے پوچھا

جائے گا کہ یہ جو شخص کریم ہیں ان کی نسبت تیرا کیا اعتقاد ہے تو مومن یا موقن (نہیں جانتے کہ حضرت اسماء نے مومن کا لفظ کہا یا موقن کا) جواب دیگا وہ محمد ہیں وہ رسول اللہ ہیں ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لے کر آئے ہم نے قبول کیا اور ان کی اتباع کی وہ محمد ہیں تین بار ایسا ہی کہے گا پس قبر میں مومن سے کہا جائے گا کہ سو جا آرام سے ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو ان پر یقین رکھتا ہے لیکن منافق یا مرتاب (نہیں معلوم اسماء نے مرتاب کا لفظ کہا یا منافق کا) (وہ فرشتوں کے سوال کے جواب میں کہے گا) میں نہیں جانتا لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا میں نے بھی وہی کہا۔

تشریح: باب من اجاب الفتیا باشارۃ الید والراس

اس حدیث کو امام نے ابواب ذیل میں ذکر کیا ہے طہارت، اعتصام، خسوف، کسوف، جمعہ، کتاب السہو، خطبہ۔ باب سے مناسبت یہ ہے کہ حضرت اسماء کے سوال پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سر کے اشارہ سے جواب دیا۔

حتی تجلانی الغشی اہل طب کے نزدیک قوائے محرکہ حساسہ کا ضعف قلب کی وجہ سے معطل ہو جانے کو غشی کہتے ہیں۔ لغت میں تغشی کے معنی ڈھانپنے کے ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا مقصود یہ بتانا ہے کہ گرمی میں لمبے قیام کی وجہ سے مجھ پر غشی کی حالت ہونے لگی تفتنون کے معنی امتحان لئے جانے کے ہیں جوہری نے کہا الفتنۃ الامتحان۔ سونے کو جب پگھلا کر پرکھتے ہیں تو عرب فتنت الذهب بولتے ہیں۔ خطاب یہ ہے کہ تم جیسے فتنہ دجال کے ذریعے آزمائے جاؤ گے اور تمہارے ایمان اور اعتقادات کی پختگی کا امتحان کیا جائے گا۔ دجال فعال کے وزن پر دجل سے ہے اس کے معنی حق و باطل کے ملانے کے ہیں اس کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ [illegible]

چالیس راتوں میں چکر لگائے گا۔ یا اس لیے کہ اس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی (عینی جلد ا ص ۲۸۶) دجال کا نکلنا اور دنیا میں فساد ذ النا اور اس کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان ہونا یہ سب حق ہے احادیث میں حضور ﷺ نے دجال کے متعلق مندرجہ ذیل امور بیان فرمائے ہیں۔

دجال کے متعلق حدیث کی تصریحات:

حضرت نواس ابن سمعان کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے دجال کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا اگر وہ میری موجودگی میں نکل آئے تو میں اس کا مقابل تمہاری طرف سے ہوں گا۔ مگر میری عدم موجودگی میں اس کا ظہور ہوا تو اس وقت ہر شخص اپنے نفس کی طرف سے اس کا مقابلہ کرے۔ اس کے بال گھونگریالے ہونگے اس کی آنکھ میں ناخونہ ہوگا۔ میں اس کو عبد العزیٰ ابن قطن کے ساتھ تشبیہ دیتا ہوں۔

ایک دوسری روایت میں ہے اس کا خروج شام اور عراق کے (درمیانی) ایک راستہ میں ہوگا پس دائیں بائیں فساد کرتا پھرے گا اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ زمین میں کب تک رہے گا فرمایا چالیس روز تک رہے گا (جس میں) ایک سال کا ایک روز ہوگا۔ ایک ماہ کا روز ہوگا۔ ایک ہفتہ کا روز ہوگا۔ باقی ایام اپنے معمولی طریقہ پر ہونگے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو دن ایک سال کے برابر ہوگا اس دن ہماری ایک روز کی نماز کافی ہوگی؟ نہیں اس میں اندازہ کر کے پڑھنا۔ ہم نے عرض کی اس کا زمین میں چلنا پھرنا کس صورت پر ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا چلنا پھرنا اس کا بارش کی طرح ہوگا جس کو ہوا اڑا کر لاتی ہے وہ ایک قوم کے پاس

آ کر اپنی عبادت کی طرف بلائے گا یہ لوگ اس کے قول پر ایمان لائیں گے۔ وہ آسمان سے کہے گا تو وہ پانی برسائے گا زمین اس کے حکم سے سبزہ اگائے گی۔ اس وقت ان کے مویشی خوب موٹے تازے کوکھیں بھرے ہوئے موٹے تھنوں والے ہو کر آئیں گے۔ پھر وہ ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا لیکن وہ اس کی بات کو اس کے منہ پر مار دیں گے۔ وہ وہاں سے واپس چلا آئے گا۔ لیکن یہ لوگ صبح ہوتے ہی مفلسی کی حالت میں ہو جائیں گے۔ دجال ایک ویرانہ میں آ کر کہے گا اپنے خزانے نکال زمین اپنے خزانے نکال دے گی یہ خزانے اس کے پیچھے شہد کی مکھیوں کی طرح چلیں گے پھر وہ ایسے شخص کو بلائے گا جو جوانی میں بھرا ہوا ہوگا۔ اس کو تلوار سے مار کر دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر اس کو جلائے گا۔ وہ شخص ہنستا ہوا اس کے پاس آئے گا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بہت رونق ہوگی۔

الغرض یہ ایسے افعال کرتا پھرے گا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو روانہ فرمائے گا وہ دمشق کے مشرقی جانب کے سپید میناروں پر زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے شانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونگے جس وقت سر جھکائیں گے تو پسینہ کے مانند ان کے سر سے پانی ٹپکے گا اور وہ جب سر اٹھائیں گے تو موتی اور چاندی کے دانوں کی طرح وہ قطرے گریں گے۔ جس کافر کو ان کی سانس پہنچے گی وہ کافر مر جائے گا ان کی سانس انتہائے نظر تک جائے گی۔ وہ آ کر دجال کو تلاش کرتے کرتے باب لد کے قریب گھیر لیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایسی قوم آئے گی جس کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھا تھا عیسیٰ علیہ السلام اس قوم کے چہروں پر ہاتھ پھیر پھیر کر ان کے سامنے درجات جنت بیان فرمائیں گے وہ اب ایسی حالت

میں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی ہو گی کہ میں اپنے ایسے بندوں کو نکالتا ہوں جن سے لڑائی کی کسی میں طاقت نہیں لہٰذا تم میرے ان بندوں کو لیکر کوہ طور پر محفوظ ہو جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمراہیوں کو لیکر کوہ طور پر محفوظ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو باہر نکالے گا وہ ہر مقام پر دوڑ پڑیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دجال کے ہمراہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہونگے ان کا لباس ریشمی چادروں کا ہوگا۔

حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں تمیم داری نے بیان کیا جب ہم جزیرہ میں داخل ہوئے تو ہم کو ایک عورت نظر آئی جس کے بال بہت کثرت سے تھے وہ اپنے بالوں کو گھسیٹتی چلی جاتی تھی اور مثل جانوروں کے معلوم ہوتی تھی اس سے ہم نے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا: جسامہ ہوں تم اس مکان کی طرف جاؤ جب میں اس مکان میں گیا تو ایک شخص کو زنجیروں میں جکڑا ہوا پایا۔ جو اپنے بال گھسیٹ رہا تھا اور آسمان اور زمین کے درمیان کودتا تھا میں نے اس سے دریافت کیا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں دجال ہوں۔ عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے گی میں نکل کر تمام روئے زمین پر چالیس راتوں میں پھرلوں گا۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین باتیں ظہور پذیر ہو جائیں گی تو اس وقت کسی نفس کو اس کا ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔ نہ ایمان کی حالت میں کسی نفس کی بہتری کرنا اس کے واسطے مفید ہوگی وہ تین باتیں یہ ہیں مغرب سے آفتاب کا طلوع، دابۃ الارض کا ظاہر ہونا، دجال کا خروج۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلی جو

نشانی قیامت کی ہوگی وہ مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا پھر چاشت کے وقت دابۃ الارض کا نکلنا اور جو علامت پہلے ظاہر ہوتی جائے گی اس کی بہن (یعنی دوسری علامت) اس کے پیچھے قریب ہی ہوتی چلی جائے گی۔

مندرجہ صدر احادیث کے ملاحظہ کے بعد ہمارے سامنے حسب ذیل امور آتے ہیں قیامت کی پہلی نشانی آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ہے پھر دابۃ الارض کا نکلنا پھر دجال کا خروج ہونا ہے۔ دجال ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ شام اور عراق کے درمیان ظاہر ہوگا۔ دجال ایک جوان شخص ہوگا اس کی آنکھ میں ناخونہ ہوگا اس کی شکل عبدالعزیٰ بن قطن (یہ شخص بہ زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھا) کی سی ہوگی۔ وہ زمین پر چالیس روز رہے گا وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا ایک قوم اس پر ایمان لاکر اس کے ذریعہ دنیاوی تمتع حاصل کرے گی اور ایک قوم ایمان سے انکار کر کے دنیاوی خسارہ مول لے گی وہ آسمان سے بارش برسائے گا وہ ویرانہ میں جا کر اپنے حکم سے خزانے نکالے گا وہ نہایت تیز رفتار ہوگا۔ اسی اثنا میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اور وہ اس کو تلاش کرتے ہوئے باب لد کے قریب گھیر کر اس کو قتل کر ڈالیں گے پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر پناہ لیں گے قوم یاجوج ماجوج زمین پر پھیل جائے گی اور فتنہ عام کا ظہور ہوگا۔ الغرض ایسے ہی واقعات نادرہ کا تواتر جاری رہے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ ہے حقیقت دجال اور اس کے بارے میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری ... فرمایا:

ایک حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من شئی جو چیز بھی مجھے نہیں

دکھائی گئی تھی وہ میں نے آج اس جگہ کھڑے دیکھ لی۔ علامہ عینی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ یہاں رویت سے یا تو آنکھ سے دیکھنا مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حجابات اٹھا دیئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمالیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے رویت سے رویت علم مراد ہو یعنی عز و جل نے ۔ وحی باطلاعہ وتعریفہ من امورھا تفصیلا مالم تعریفہ قبل ذلک (عینی ج اص ۴۸۹) ان تمام امور کی اطلاع بذریعہ وحی تفصیلی طور پر آپ کو دے دی جن کو آج سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے۔ اس کے بعد علامہ عینی سوال اٹھاتے ہیں کہ یہ حضور نے فرمایا: میں نے اس مقام پر کھڑے ان تمام امور کا مشاہدہ کرلیا جو اس سے پہلے مجھے نہیں دکھائے تھے تو کیا اس میں ذات الٰہی کا مشاہدہ بھی شامل ہے فرماتے ہیں: نعم اذا الشی ء یتناولہ والعقل لا یمنعہ والعرف لا یقتضی اخراجہ (عینی ج ا ص ۴۹۱) ہاں! اس لیے کہ شی میں ذات الٰہی بھی شامل ہے اور عقل اس کی مخالفت نہیں کرتی اور عرف بھی اسکے اخراج کا مقتضی نہیں ہے۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کون سا تری جس پہ نظر نہیں

واضح ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے جن عجائب و غرائب قدرت کا مشاہدہ و معائنہ فرماتے تھے۔ صحاح میں اس کے متعلق کثیر حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن کو اگر جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے یہاں ہم چند احادیث پیش کیے دیتے ہیں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ا۔ انی رأیت الجنۃ ورأیت النّار ۔۲۔ لقد جیء بالنّار ثمّ جیء بالجنّۃ
(بخاری و مسلم باب الکسوف)

۱۔ میں نے جنت کو دیکھا اور دوزخ مجھے دکھائی گئی ۔۲۔ میرے پاس جنت اور دوزخ لائی گئی (یعنی مجھے دکھائی گئی)

ایک بار سورج گرہن ہوا۔ آپ صحابہ کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک قرأت رکوع اور سجود میں مصروف رہے صحابہ کرام نے دیکھا کہ آپ نے نماز میں ایک بار ہاتھ کو آگے بڑھایا پھر دیکھا کہ کس قدر پیچھے ہٹے نماز کے بعد صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا:۔ انی رایت الجنۃ فتناولت منھا عنقودا ولو اخذتہ لاکلتم منہ مابقیت الدنیا۔ (ابوداؤد ص ۲۲۱) میں نے ابھی جنت کو دیکھا (جنت میں انگور کے خوشے لٹک رہے تھے) چاہا کہ توڑ لوں۔ اگر میں ان کو توڑ لیتا تو تا قیامت تم اس کو کھاتے (بخاری کتاب الاذان باب رفع الید) پھر میں نے دوزخ کو دیکھا جس سے زیادہ بھیانک چیز میں نے آج تک نہیں دیکھی لیکن میں نے اس میں زیادہ تر عورتوں کو پایا۔ صحابہ نے عرض کی حضور اس کی وجہ؟ فرمایا: اپنے خاوندوں کی ناشکری کے سبب اگر ایک عورت پر تم عمر بھر احسان کرو پھر ایک دفعہ وہ تمہارے کسی فعل سے آزردہ ہو جائے تو وہ کہے گی میں نے تمہارا اچھا برتاؤ نہیں دیکھا

۴۔ ورایت فیھا اخابنی دعدع سارق الحجیج

(ابوداؤد باب مقراۃ فی الصلوۃ الکسوف)

میں نے دوزخ میں اس چور کو دیکھا جو حاجیوں کا اسباب چرایا کرتا تھا۔

میں نے دوزخ میں اس یہودی عورت کو دیکھا جس پر اس لئے عذاب ہو رہا تھا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا اس کو کھانے کو کچھ نہ دیتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ وہ زمین پر کوئی گری پڑی چیزیں کھائے آخر اسی بھوک سے وہ مر گئی ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا یہ مشاہدہ بیان کیا۔

۵۔قال اطّلعت فی الجنۃ۔ (بخاری ج ۲ص ۹۶۹)

میں جنت میں جا نکلا۔دیکھا کہ یہاں کے باشندوں کی بڑی تعداد ان کی ہے جو دنیا میں غریب تھے اور دوزخ میں جا کر دیکھا تو اس میں بڑی تعداد عورتوں کی پائی۔

(بخاری باب صفۃ الجنۃ)

۶۔عمر مبارک کے اخیر سال میں آپ شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس آ کر آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں یہ بھی فرمایا:۔ میں اپنے حوض کوثر کو یہیں سے دیکھ رہا ہوں اور زمین کے خزانے کی کنجیاں میرے حوالہ کی گئی (بخاری کتاب الجنائز و باب ما یحذر زہرۃ الدنیا) اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا: مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے لیکن میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ اس دنیا کی دولت میں پڑ کر آپس میں رشک و حسد نہ کرنے لگو۔

ایک دن آپ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے ایک ٹیلے پر چڑھے پھر فرمایا:۔

ھل ترون ما اری قالوا لا قال فانّی لا ری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر (بخاری ج ۲ص ۱۰۴۲ و مسلم باب الفتن)

(اے لوگو! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں) وہ تم بھی دیکھ رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کی نہیں۔فرمایا میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کو بارش کی طرح برستے دیکھ رہا ہوں۔

ایک جہاد میں مسلمانوں کی طرف سے ایک آدمی مارا گیا لوگوں نے کہا وہ شہید ہوا۔آپ نے فرمایا:۔

قیل یارسول اللہ انّ فلاناً قد استشھد قال کلاّ قد رایتہ فی النّار بعبائۃ قد غلّھا (ترمذی باب ما جاء فی الغلول ص ۱۹۱)

ہرگز نہیں میں نے اس کو دوزخ میں دیکھا ہے کیونکہ اس نے مال غنیمت میں سے ایک عبا چرائی تھی۔

ایک دفعہ آپ دوپہر کو گھر سے نکلے تو آپ کے کانوں میں ایک آواز آئی۔ فرمایا:۔ فسمع صوتا فقال یھود تعذب فی قبورھا (بخاری کتاب الجنائز ص ۱۹۴ ج ۱) یہودکو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔ علامہ قسطلانی نے طبرانی کی ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: یہود کو ان کی قبروں میں جو عذاب ہو رہا ہے اس کی آوازیں میرے کانوں میں آرہی ہیں۔

بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کے شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں۔ اور اس میں عمر بن عامر کو دیکھا جو اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے۔ حضرت ورقہ بن نوفل کے متعلق حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ حضور! ورقہ جنت میں گئے یا دوزخ میں انہوں نے تو آپ کی تصدیق کی تھی مگر آپ کے اظہار نبوت سے پہلے وفات پا گئے۔ فرمایا:۔ اریتہ فی المنام وعلیہ ثیاب بیض ولو کان من اھل النار لکان علیہ لباس غیر ذلک (ترمذی واحمد مشکوٰۃ کتاب الرؤیا) مجھے ان کو خواب میں دکھایا کہ وہ سپید کپڑے پہنے ہیں۔ اگر وہ دوزخ میں ہوتے تو ان کے جسم پر یہ لباس نہ ہوتا۔ رات میں نے دیکھا کہ میں جنت میں ہوں سامنے ایک محل نظر آیا اس میں ایک عورت بیٹھی وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے جواب دینے والے نے جواب دیا یہ عمر کا مسکن ہے میں نے چاہا کہ اندر جاؤں مگر عمر کی غیرت یاد آئی تو الٹا پھر گیا عمر سن کر رو پڑے عرض کی حضور! میں آپ سے غیرت کرتا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۶۵ ومسلم

ترمذی کتاب الرؤیا مناقب عمر) ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بلال! تم کون سا ایسا نیک عمل کرتے ہو کہ میں جب جنت میں گیا تو تمہارے جوتوں کی چاپ کی آواز سنی عرض کی حضور ﷺ ہمیشہ باوضو رہتا ہوں اور جب نیا وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں (بخاری مناقب بلال ترمذی مناقب عمر) ایک مرتبہ آپ نے خطبہ دیا جس میں ابتدائے آفرینش سے جنت و دوزخ تک کے احوال بیان فرمادیئے عمر بن اخطب کے یہ لفظ ہیں

فاخبرنا بما هو كائن الى يوم القيمة (مشکوٰۃ باب المعجزات)

حضور ﷺ نے ہمیں ان تمام واقعات کی اطلاع دی جو قیامت تک ہونے والے تھے ایک دفعہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کے تمام کناروں کو میرے سامنے کردیا فرایت مشارق الارض ومغاربها۔ میں نے اس کے مغرب ومشرق کو دیکھ لیا۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا: خدا نے میرے لئے دنیا کو پیش فرمادیا۔ تو میں نے دنیا میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ جیسے اپنے اس ہاتھ کو۔ (مواہب لدنیہ۔ زرقانی) آپ نے ایک خطبہ میں فرمایا مجھ سے جو چاہو سوال کرو بخدا جب تک میں اس منبر پر ہوں۔ تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔ ایک شخص کھڑا ہوا عرض کی حضور! میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ قال النار: فرمایا جہنم۔ پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی میرا باپ کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: حذافہ ثم کثر ان یقول سلونی سلونی۔ (بخاری کتاب الاعتصام) پھر آپ نے متعدد فرمایا لوگو! پوچھو پوچھو!

ایک مرتبہ فرمایا جس طرح آدم (علیہ السلام) پر ان کی اولاد اپنی اپنی صورتوں

میں مٹی میں پیش کی گئی تھی۔ اسی طرح مجھ پر میری امت لوگوں کی پیدائش سے پہلے پیش کی گئی مجھے بتا دیا گیا ہے کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ حضور ﷺ کے ان جملوں کی اطلاع منافقین کو پہنچی وہ کہنے لگے یہ محمد (ﷺ) اب یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں مومن و کافر کی خبر ہے حالانکہ ہم ان کے ساتھ ہیں وہ ہم کو نہیں جانتے جب منافقین کی یہ باتیں آپ تک پہنچی تو آپ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:۔

ما حال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شئی فیما بینکم و بین السّاعة الّا انباتکم به :۔ (خازن۔ پارہ ۴)

اس قوم کا کیا حال ہے جو ہمارے علم میں طعن کرتے ہیں (حالانکہ) اب سے لے کر قیامت تک جس چیز کے متعلق تم پوچھو گے ہم اس کی تم کو خبر دیں گے۔ حتیٰ کہ ایک بار جب آپ مصروف نماز تھے جمال الٰہی بے نقاب ہو کر سامنے آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ جمال الٰہی بے پردہ میرے سامنے ہے خطاب ہوا تم جانتے ہو فرشتگان خاص کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں۔ عرض کی! نہیں یا رب العالمین پھر خدا نے اپنا ہاتھ دونوں مونڈوں کے بیچ میں میری پیٹھ پر رکھا جس کی ٹھنڈک میرے سینہ تک پہنچ گئی۔ فعلمت مافی السّمٰوٰت والارض۔ (مشکوٰۃ شریف باب المساجد) اور آسمان و زمین کی تمام چیزیں میری نگاہوں کے سامنے آ گئیں۔ اب خطاب ہوا وہ کیا ہیں؟ عرض کی نماز با جماعت کی شرکت کے لیے قدم اٹھانا۔ نماز کے بعد مسجد میں ٹھہر جانا اور ناگواری کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا جو ایسا کرے گا اس کی زندگی اور موت دونوں بخیر ہونگی وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے اس دن جب اس کی ماں نے اس

کو جنا پھر سوال ہوا یا محمد! درجات کیا ہیں؟ عرض کی کھانا کھلانا۔ جب دنیا سوتی ہو تو اٹھ کر نماز پڑھنا (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۴۳)

الغرض! اس نوع کے کثیر مشاہدات اور مسموعات ہیں جو حضور سید عالم ﷺ کو وقتاً فوقتاً پیش آیا کرتے تھے اور یہ بات بھی حضور ﷺ کے خصائص سے تھی۔

باب کیف یقبض العلم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی ازا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤساجها لا فسئلوا فافتو بغیر علم فضلوا و اضلوا۔ حدیث (4) (بخاری۔ کتاب العلم)

عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ علم دین کو یکدم نہیں اٹھائے گا۔ لیکن علم دین کا اٹھنا وفات علمائے دین کی وجہ سے ہوگا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم دین نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنائیں گے۔ پس ان سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے تو خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے (باب کیف یقبض العلم)

عن عبداللہ بن عمر و بن العاص قال سمعت رسول ﷺ یقول ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جها لا فسئلوا فافتو بغیر علم فضلوا واضلوا۔ حدیث (5)

عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ علم دین کو یکدم نہیں اٹھائے گا لیکن علم دین کا اٹھنا وفات علمائے دین کی

وجہ سے ہوگا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم دین نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنائیں گے۔ پس ان سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

تشریح:۔ اس حدیث کو امام نے کتاب الاعتصام میں بھی ذکر کیا ہے اور مسلم نے قدر میں ترمذی نے علم میں اور ابن ماجہ نے سنت میں اور نسائی نے علم میں ذکر فرمایا ہے۔

انّ اللہ لا یقبض کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم دین کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دل سے وہ محو ہو جائے یا آسمان پر یکدم اٹھالیا جائے بلکہ علم دین کے اٹھنے کی صورت یہ ہوگی کہ علم دین کے حامل علماء انتقال کر جائیں گے۔ بغیر علم یعنی جب جاہلوں کو مفتی بنالیا جائے گا تو پھر وہ اپنی ذاتی رائے سے فتوی دیں گے معلوم ہوا کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی مجتہد نہ رہے جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔ جاہلوں کو امام و مفتی بنانا حرام ہے۔ علم دین کے حفظ و بقاو اشاعت و تبلیغ کے لیے کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ فتوی ہی حقیقی ریاست ہے۔ علم کے بغیر فتوی دینا نہایت مذموم فعل ہے۔ سرکار ﷺ کو کتنا علم دیا گیا ہے کہ آہستہ آہستہ علماء چلے جائیں گے جاہل امام و پیشوا ہونگے گمراہ ہونگے اور گمراہ کریں گے جیسا کہ موجودہ زمانہ کے وہابی نجدی دیوبندی مولوی کر رہے ہیں۔

باب: فضل الوضوء والغرّ المحجلون من اثار الوضوء

عن نعیم المجمر قال رقیت مع ابی ھریرۃ علی ظھر المسجد فتوضاء فقال انی سمعت رسول ﷺ یقول ان امتی یدعون یوم القیامۃ

غرا محجلین من اثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل۔

حدیث (6) (بخاری کتاب الوضوء)

نعیم بن عبداللہ مجمر سے روایت ہے انہوں نے کہا میں ابو ہریرہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا۔ ابو ہریرہ نے وضو کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جائیں گے سپید پیشانیوں اور سپید ہاتھ پیر والے وضو کے نشانوں سے تو جو کوئی تم میں سے سفیدی بڑھانا چاہے وہ بڑھائے۔

تشریح:۔ علمائے کرام نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وضو کرنے والوں کے اعضاء نورانی ہونگے اور یہ حضور علیہ السلام کی امت کے خصائص سے ہے کسی دوسرے نبی کی امت میں یہ بات نہ ہوگی۔ حدیث ہذا سے وضو کرنے والوں کی فضیلت معلوم ہوئی اور یہ کہ قیامت حق ہے علامہ عینی نے لکھا کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ:۔

ما اطّلع اللہ نبیّه علیه السلام من المغیبات المستقبلة الّتی لا یطّلع علیها نبیّا غیرہ من امور الاخرۃ وصفات مّا فیها۔ (عینی ج ۱ ص ۷۰ ۶)

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو مغیبات مستقبلہ و اخرویہ کے ان احوالات و صفات اور حالات پر مطلع فرمایا جن پر کسی اور نبی کو مطلع نہیں کیا۔

باب: سؤال جبریل النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

عن الایمان والاحسان وعلم السّاعة عن ابی هریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بارزا یوما للناس فاتاہ رجل فقال ما الایمان ان تنومن باللہ و

ملٰئکته وبلقائه ورسله و تؤمن بالبعث قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبدالله و لا تشرك به و تقیم الصّلوة وتؤدی الزّکوة المفروضة و تصوم رمضان قال ما الاحسان قال ان تعبد الله کانك تراه فان لم تکن تراه فان لم تکن تراه فانّه یراك قال متی الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل و ساخبرك عن اشراطها اذا ولدت الامّة ربّها و اذا تطاول رعاة الابل البهم فی البیان فی خمس لا یعلمهنّ الا الله ثمّ تلا النّبی ﷺ ان الله عنده علم الساعة الایة ثمّ ادبر فقال ردّوه فلم یروا شیئا فقال هذا جبریل جاء یعلم الناس دینهم۔ حدیث (7) (بخاری کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے (ظاہر ہوئے مجمع صحابہ میں) تو ایک آدمی آیا اس نے سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اس کے فرشتوں پر اللہ تعالٰی کی لقاء پر اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان رکھے اس نے سوال کیا سلام کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو خاص اللہ کی عبادت کرے اس کا کسی کو شریک نہ بنائے نماز قائم کرے زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اس نے سوال کیا احسان کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے پس اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے پھر اس نے سوال کیا قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس سے پوچھا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ ہاں میں تجھ کو قیامت کی نشانیاں بتاتا ہوں (جو یہ ہیں) جبکہ عورت اپنے سردار کو جنے اور جب سیاہ اونٹ چرانے والے بڑی بڑی عمارتوں میں

رہیں (اور تفاخر و تکبر کا اظہار کرنے لگیں) اور پانچ امور ہیں جن کو (بالذات) کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے۔ پھر حضور ﷺ نے آیت انّ اللہ عندہ علم الساعۃ پڑھی (جس میں اس خمسہ کا ذکر ہے قیامت وغیرہ کا ذکر ہے) پھر وہ سائل لوٹا تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کو بلا لاؤ تو صحابہ کو کچھ نظر نہ آیا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھے لوگوں کو انکا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔

تشریح:۔ اس حدیث کو علماء محدثین نے امام السنہ بھی کہا ہے گویا جس طرح قرآن مجید کے اہم مطالب و مضامین پر بالاجمال حاوی ہونے کی وجہ سے سورۃ فاتحہ کا نام ام الکتاب ہے۔ اس طرح یہ حدیث اپنی جامعیت کی وجہ سے ام السنہ کہے جانے کی مستحق ہے۔ اس کی اس خصوصیت کی وجہ سے امام مسلم نے مسلم کو اسی حدیث سے شروع کیا ہے اور امام بغوی نے اپنی دونوں تالیفوں صابیح اور شرح السنۃ کا آغاز اسی مضمون کی حدیث سے کیا ہے علامہ قاضی عیاض نے فرمایا یہ حدیث تمام وظائف و عبادات ظاہریہ و باطنیہ کو حاوی ہے حتّٰی کہ تمام شریعت کے علوم کا ماخذ ہے امام بخاری نے تفسیر اور زکٰوۃ میں بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ مسلم نے ایمان میں ابن ماجہ نے سنن و فتن میں ابوداؤد نے سنت میں اور نسائی نے ایمان میں ترمذی احمد وغیرھم محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنے مصنف میں ذکر کیا ہے۔

قیامت کی علامتیں: حضور ﷺ نے قیامت کی علامتیں بیان فرمائیں حدیث ہذا میں صرف دو علامتوں کا ذکر فرمایا لیکن دوسری احادیث میں علامات قیامت کا تفصیلی بیان ہے اس حدیث میں قیامت کی صرف دو خاص نشانیاں بیان ہوئی ہیں جو یہ ہیں:۔ اول: یہ کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی گوشارحین نے اس جملہ کے متعدد

مفہوم بتائے ہیں مگر سب سے زیادہ راجح توجیہ جو الفاظ حدیث سے بالکل مطابق ہے یہ ہی ہے کہ قرب قیامت میں ماں باپ کی نافرمانی عام ہو جائے گی اسی واقعہ کی دوسری روایت میں ربتھا کا لفظ آیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی یعنی عام طور پر لڑکیاں جن میں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کا عنصر بہت غالب ہوتا ہے اور جن سے لڑکوں کے بالمقابل والدین سے سرکشی بظاہر بہت ہی مشکل ہوتی ہے وہ بھی قرب قیامت میں نہ صرف یہ کہ والدین کی نافرمان ہو جائیں گی بلکہ الٹی ان پر حکومت چلائیں گی جس طرح ایک مالکہ اپنی زرخرید لونڈی پر حکومت کرتی ہے اسی کو حضور اکرم ﷺ نے یوں تعبیر فرمایا کہ عورت اپنی مالکہ کو جنے گی یعنی عورت سے جو لڑکی پیدا ہوگی وہ بڑی ہو کر خود اپنی ماں پر حکومت چلائے گی اور جب لڑکیوں کا یہ عالم ہوگا تو لڑکوں کا کیا حال ہوگا؟ دوم: دوسری علامت حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ قرب قیامت میں کالے اونٹ چرانے والے اونچے اونچے محل بنوائیں گے اور تکبر و غرور کریں گے عرب میں سیاہ اونٹ حقیر سمجھے جاتے تھے گویا اس طرف اشارہ ہے کہ دنیاوی دولت و حکومت ان کمینوں اور رذیلوں کے ہاتھ آ جائے گی جو اس کے اہل نہ ہونگے یہ شاندار محل بنوانے اور اپنے عیش و آرام کے سامان مہیا کرنے میں مصروف رہیں گے اور اسی کو سرمایہ فخر ع مباہات جانیں گے اور اپنے ذاتی مفاد کے لیے جوڑ توڑ کرتے رہیں گے ان کے دلوں میں قوم کا درد نہ ہوگا۔ یہ متکبر اور ظالم ہونگے اور اسی ظلم و تکبر میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے اسی مضمون کو حضور سید عالم ﷺ نے ان الفاظ میں بھی ادا فرمایا ہے:۔ اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ ۔ جب حکومت اور مناسب نااہلوں کے سپرد ہونے لگیں تو پھر

قیامت کا انتظار کرو۔ کوئی شک نہیں زبان نبوت کی ان پیشین گوئیوں کے ظہور کی ابتداء ہو چکی ہے۔

کیا قیامت کا علم کسی کو نہیں :۔ منکرین علم غیب نبوی بخاری کی اسی حدیث کو بڑے زور سے پیش کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جب جبریل امین نے حضور ﷺ سے قیامت کا وقت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا اور اسی پر بس نہیں حضور ﷺ نے اس کے بعد قرآن پاک کی وہ آیت بھی بطور استشہاد تلاوت فرمادی جس میں یہ ہے کہ ۵ غیب ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ انہیں میں قیامت بھی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کو قیامت کا علم نہیں اور آپ جمیع اشیاء کے عالم نہیں ہیں۔

جواب :۔ جو آیہ مبارکہ حضور سید عالم ﷺ نے تلاوت فرمائی اس کا مفہوم یہ ہے کہ پانچ باتیں ایسی ہیں جن کا علم حقیقی خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے اور وہ یہ ہیں ۱:۔ قیامت کا وقت ۲:۔ بارش کب ہوگی ۳:۔ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ۴:۔ کل یہ کیا کرے گا ۵:۔ اور کس زمین میں مرے گا ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ دیانتداری کے ساتھ دلائل شرعیہ پر نظر رکھتے ہوئے یہ غور کیا جائے کہ اس آیت کا صحیح مطلب کیا ہے۔

۱:۔ یہ پانچ غیب کی باتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کسی کو بتانے پر قادر نہیں ہے اگر مطلب یہ لیا جائے تو عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے۔ واللہ علی کل شئی قدیر لہٰذا اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ان پانچ امور غیبیہ پر کسی کو مطلع کرنے پر بھی قادر نہیں ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار ہوگا جو یقیناً کفر ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ ان امور غیبیہ پر کسی کو مطلع کرنے پر قادر ہے۔

۲:۔ یہ کہ اللہ تعالٰی کے مطلع کر دینے اور بتا دینے سے بھی کوئی ان غیب کی باتوں پر مطلع نہیں ہوتا تو ایسا کہنا صریحاً جہالت ہے کیونکہ جب اللہ تعالٰی نے کسی چیز کا علم عطا فرما دیا تو وہ شخص اس چیز کا عالم ہو گیا عالم کو جاہل کہنا اپنی جہالت کا اعتراف ہے۔

۳:۔ یہ کہ اللہ تعالٰی غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا تو یہ بھی غلط ہے اور ایسا کہنا قرآن و حدیث کی متعدد نصوص کا انکار کرنا ہے۔ جو کفر ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے غیب پر اپنے برگزیدہ رسولوں کو مطلع کرتا ہے:۔ فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول جس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے مخصوص رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

۴:۔ یہ کہ غیب پر مطلع تو فرماتا ہے مگر ان پانچ چیزوں پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا تو ایسا کہنا بھی غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کو اللہ عزوجل نے ان پانچ امور کا علم بھی عطا فرمایا جیسا کہ ابھی ہم ذکر کریں گے لہٰذا اس توضیح سے آیت کا مفہوم صحیح یہ معلوم ہوا کہ یہ پانچ امور غیبیہ بالذات صرف اللہ ہی جانتا ہے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ خدا کا علم ذاتی ہے اور اللہ کے سوا کوئی بھی کسی چیز کا بالذات عالم نہیں ہے تو آیت زیر بحث میں جو یہ فرمایا گیا کہ ان پانچ باتوں کا علم صرف اللہ تعالٰی کو ہے اس علم سے علم ذاتی مراد ہے۔ اب رہا یہ کہ اللہ تعالٰی کے بتانے سے بھی کسی کو ان پانچ باتوں کا علم عطائی نہیں حاصل ہوتا ہے اس میں اس کی ہرگز ہرگز نفی نہیں ہے چنانچہ قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی غیر اللہ سے غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد یہی ذاتی علم کی نفی ہے عطائی کی نہیں اور جب آیت میں ذاتی علم

کی نفی ہے تو حضور ﷺ کے ان کلمات کہ:۔ ''جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ قیامت کے وقت کے متعلق سائل سے زیادہ نہیں جانتا'' میں بھی ذاتی علم کی نفی ہے یعنی اٹکل سے یا بالذات نہ تم وقت قیامت کو جانتے ہو اور نہ میں رہا اللہ تعالیٰ کی تعلیم دینے سے جاننا اس کی نفی آیت میں ہے اور نہ حضور ﷺ کے ان کلمات میں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر اللہ کے بتائے ہوئے عقل کے انداز سے کوئی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ ان کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بتادے وحی سے یا الہام سے''۔

تفسیرات احمدیہ میں اسی آیت کے تحت شیخ ملا جیون استاد عالمگیر بادشاہ علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا کہ اگرچہ ان پانچ باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن جائز ہے کہ اللہ عزوجل اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے بتادے کیونکہ لفظ خبیر بمعنی مخبر ہے۔ یہی مضمون تفسیر صاوی زیر آیت ماذا تکسب غدا تفسیر عرائس البیان زیر آیت یعلم مافی الارحام تفسیر روح البیان اور دیگر تفاسیر میں ہے کہ ان پانچوں باتوں کا علم بے تعلیم الٰہی کسی کو نہیں۔ لیکن اللہ کی تعلیم دینے سے انبیاء کرام کو اور ان کے وسیلہ سے اولیاء کو بھی حاصل ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل معلومات اور مکمل جوابات کے لیے کتاب الکلمۃ العلیا مصنفہ حضرت صدر الافاضل مولٰنا نعیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ مراد آبادی کا دیکھنا مفید ہوگا حدیث چونکہ زیر بحث آگئی ہے اس لیے مختصر گفتگو کی گئی۔

اب ہم ان احادیث کو بھی پیش کردیں جن سے یہ واضح ہوگا کہ حضور ﷺ کو ''امور

خمسہ'' کا علم بھی عطا ہوا۔ چنانچہ بخاری شریف کتاب بدیع الخلق وذکر الانبیاء میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے تا قیامت کی خبر دے دی حتی کہ اہل جنت جنت میں اور اہل نار دوزخ میں پہنچ گئے یعنی از روز اول تا قیام قیامت ایک ایک ذرہ کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں: ا۔ فاخبرنا بماھو کائن الی یوم القیمہ۔ (مشکوۃ باب المعجزات)

ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ان واقعات کی خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے تمام ہونے والے واقعات بیان فرما دیئے تو اب کیسے ممکن ہے کہ آپ کو قیامت کا علم نہ ہو کیونکہ دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ یاجوج ماجوج کے بعد اللہ تعالیٰ عالمگیر مینہ بھیجے گا۔

مشکوۃ باب لاتقوم الساعۃ الاعلی اشرار الناس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سب لوگ مر جائیں گے تو بارش ہوگی جس سے آدمیوں کے جسم بحال ہو جائیں گے۔ دیکھیے بارش کب آئے گی؟ اس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سینکڑوں برس پہلے دے رہے ہیں۔

۳:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کے پیدا ہونے کی اطلاع دی اس سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے جب نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اطلاع دی۔ (مشکوۃ شریف)

۴:۔ کل کی بات کی اطلاع اسی حدیث سے ثابت ہو رہی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے واقعات بیان فرما دیئے۔ نیز بوقت جنگ خیبر

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کل ہم فوج کا نشان ایسے شخص کو دیں گے جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ کل کی خبر حضور ﷺ نے دی۔

۵:۔خود اپنی وفات شریف کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو اور تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔ عسی ان تلقانی بعد عامی ہذا ولعلک ان تمر بمسجدی ہذا وقبری۔ اس حدیث میں حضور ﷺ نے نہ صرف اپنی وفات کی اطلاع دی بلکہ اپنی وفات کی جگہ اور قبر مبارک کی جگہ بھی بتادی بہر حال اس قسم کے مضمون کی سینکڑوں حدیثیں ہیں جو اس امر پر دال ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ کو اللہ عزوجل نے ان پانچ باتوں کا علم بھی عطا فرمادیا۔

الغرض:۔ حضور ﷺ کے جوابی کلمات ما المسئول عنھا اعلم من السائل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ حضور ﷺ کو قیامت کا علم نہیں تھا پھر اعلم اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں ''بہت جاننا'' تو حضور ﷺ نے اپنے جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادہ جاننے کی نفی فرمائی ورنہ لا اعلم فرماتے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ میں نہیں جانتا بلکہ یہ فرمایا جبریل! میں تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ یعنی مجھ کو بھی قیامت کے وقت کی خبر ہے اور تم کو بھی مگر مجمع میں پوچھ کر راز ظاہر کرانا مناسب نہیں ہے۔ اسی لیے جبریل امین نے حضور ﷺ سے قیامت کی نشانیاں پوچھیں اور حضور ﷺ نے بتائیں بلکہ کثیر علامات قیامت متعدد دوسری احادیث میں بھی حضور ﷺ نے ارشاد فرمائیں ظاہر ہے کہ جس کو قیامت کا بالکل علم نہ ہو اس سے قیامت کی علامات پوچھنا کیا معنی رکھتا ہے۔ البتہ جبریل امین کے سوال کرنے اور حضور ﷺ کے اس طرح جواب دینے سے لوگوں کو بتانا مقصود ہے کہ وقت قیامت کا علم بالذات اللہ تعالٰی کو ہے اور یہ کہ ایک مومن کے

لیے بس اتنا کافی ہے کہ وہ قیامت پر ایمان لائے اور قیام قیامت کو حق سمجھے اور بس لیکن وقت قیامت کے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے چنانچہ اس حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاری نے مرقات جلد اول میں اور امام قسطلانی اور علامہ عینی نے تحریر فرمایا ہے: فمن ادعی علم شئی منھا غیر مستند الی رسول اللہ ﷺ کان کاذبا فی دعواہ (عینی جلد اول ص ۳۳۷) جو شخص ان پانچ چیزوں میں سے کسی چیز کے علم کا دعوی کرے حضور ﷺ کی طرف نسبت کے بغیر وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے

یعنی جو شخص یہ کہے کہ میں حضور ﷺ کے واسطہ کے بغیر قیامت کے وقت کو جانتا ہوں وہ جھوٹا ہے کیونکہ حضور ﷺ کے واسطہ کے بغیر کوئی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ لمعات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: المراد لا تعلم بدون تعلیم اللہ تعالٰی مراد یہ ہے کہ ان پانچ باتوں کو اللہ تعالٰی کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اسی حدیث کی شرح میں لکھا کہ جب روح روشن ہو جائے اس کی نورانیت اور اشراق میں اضافہ ہو جائے اور آئینہ قلب کدورات نفسانیہ سے پاک ہو جائے اور بندہ علم و عمل پر مواظبت کرے یعنی حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلے اور شریعت کی پابندی کرے۔

حتی یقوی النور وینبسط من فضاء قلبہ فتنعکس فیہ النقوش المرتسمۃ فی اللوح المحفوظ ویطلع علی المغیبات ویتصرف فی اجسام العالم السفلی بل حینئذ الفیاض الاقدس بمعرفتہ التی ھی اشرف العطایا فکیف بغیرھا۔ (مرقات جلد ۱ ص ۵۵)

حتی کہ اس کا نور قوی ہو جائے اور فضاء قلب میں پھیل جائے تو پھر قلب پر لوح محفوظ کے نقوش کا عکس آتا ہے اور آدمی مغیبات پر مطلع ہوتا ہے اور اجسام عالم سفلی

میں تصرف کرتا ہے بلکہ اس وقت فیاض اقدس کی معرفت کا انکشاف ہوتا ہے جو کہ بہترین نعمت ہے تو دیگر نعمتیں کس شمار میں؟

حضرت ملا علی قاری کے اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب بندہ تقوی کے اعلی مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے لیے لوح محفوظ کے نقوش اور عیوب ظاہر ہو جاتے ہیں جب ایک مومن ومتقی کا یہ حال ہے تو حضور سید عالم ﷺ کا کیا مرتبہ ہوگا۔

باب: من قعد حيث ينتهي به المجلس ومن راى فرجة في الحلقة فجلس فيها

حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن اسحاق بن عبدالله بن ابي طلحة ان ابا مرة مولى عقيل بن ابي طالب اخبره عن ابي واقد ن الليثي ان رسول الله ﷺ بينما هو جالس في المسجد والناس معه اذا اقبل ثلثه نفر فاقبل اثنان الى رسول الله ﷺ و ذهب واحد قال فوقفا على رسول الله ﷺ فاما احدهما فراى فرجة في الحلقة فجلس فيها و اما الاخر فجلس خلفهم واما الثالث فادبر ذاهبا فلما فرغ رسول الله ﷺ قال الا اخبركم عن النفر الثلثة اما احدهم فاوى الى الله فاواه الله واما الاخر فاستحيى فاستحيى الله منه واما الاخر فاعرض فاعرض الله عنه۔ حدیث (8) (بخاری کتاب العلم)

اس شخص کا بیان جو مجلس کے اخیر میں بیٹھ جائے اور اس کا بیان جو بیچ مجلس میں جگہ پائے اور بیٹھ جائے۔

ابو واقد لیثی سے ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ تین شخص آئے تو (ان میں سے) دو

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گئے اور ایک چلا گیا (ابو واقد) کہتے ہیں کہ دونوں (کچھ دیر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں گنجائش دیکھی اور وہ اس کے اندر بیٹھ گیا اور دوسرا سب سے پیچھے (جہاں مجلس ختم ہوتی تھی) بیٹھ گیا اور تیسرا واپس چلا گیا پس جب رسول خدا نے (وعظ سے) فراغت پائی تو (صحابہ سے مخاطب ہو کر) فرمایا کہ کیا میں تمہیں تین آدمیوں کی حالت نہ بتاؤں کہ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرا شرمایا تو اللہ نے (بھی) اس سے حیاء کی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے (بھی) اس سے اعراض فرمایا۔

تشریح:۔ اس حدیث کو امام بخاری نے صلوٰۃ میں مسلم و ترمذی نے استیذان میں اور امام نسائی نے کتاب العلم میں ذکر کیا ہے۔

تینوں کے انجام کو جاننا کہ ایک نے اللہ کے دامن رحمت میں پناہ لی اللہ نے اس کو جگہ عطاء فرمادی دوسرے نے حلقہ کے اندر گھسنے میں لوگوں سے شرم کی تو اللہ نے بھی اس کو اجر و ثواب عطا فرمایا تیسرے شخص نے مجلس وعظ سے اعراض کیا تو وہ خیر و برکت سے محروم رہا اللہ غیب (پوشیدہ) ہے اللہ کس نے کس کو کیا عطا فرمایا کس کو محروم رکھا اور کیوں رکھا یہ سب غیب کی خبریں ہیں ہمیں قیامت کے دن ہی ان کا پتہ چلے گا لیکن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ہی اپنی نگاہ نبوت سے دیکھ کر بتا رہے ہیں کہ اللہ کس کو کیا عطا فرما رہا ہے اللہ غیب اس کا کرم فرمانا غیب اس کا اعراض فرمانا غیب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی کے بتانے سے ہمیں ان چیزوں کی خبریں دینا علم غیب ہی تو ہے۔

باب: هل تجعل للنساء يوم علی حدة فی العلم

عن ابی سعید ن الخدری قال قالت النساء للنبی ﷺ غلبنا علیك

الرجال فاجعل لنا یوما من نفسك فوعدهن یوما لقیهن فیه فوعظهن وامرهن

فکان فیما قال لهن ما منکن امراة تقدم ثلثة من ولدها الا کان لها حجابا من

النار فقالت امراة واثنین فقال واثنین۔ حدیث (9) (بخاری کتاب العلم)

باب: کیا عورتوں کی تعلیم کے لیے علیحدہ دن مقرر کیا جا سکتا ہے؟

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ آپ کے حضور مرد ہم پر غالب آ گئے تو آپ اپنی طرف سے ہمارے لیے ایک دن مقرر کر دیجئے حضور ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا اور اس دن عورتوں کے پاس تشریف لے گئے ان کو وعظ کیا اور احکام دیئے تو اسی وعظ میں آپ نے فرمایا تم میں جس عورت نے تین بچے آگے بھیجے (یعنی تین نابالغ بچے اس کے وفات پا گئے) تو یہ اس کے لیے جہنم سے حجاب بن جائیں گے ایک عورت نے عرض کی حضور جس کے دو بچے فوت ہوئے آپ نے فرمایا دو کا بھی یہی حکم ہے

تشریح:۔ امام بخاری نے اس حدیث کو جنائز اعلم الاعتصام میں بھی ذکر کیا ہے اور امام مسلم نے ادب میں اور نسائی نے کتاب العلم میں درج کیا حدیث ھذا کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ جس عورت کے تین یا دو بچے بالغ ہونے سے پہلے مر گئے تو وہ جہنم سے اس کے لیے آڑ بن جائیں گے حجاب بن جانے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں اول یہ کہ وہ بچے اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول کی

جائے گی جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ بچوں کی موت پر والدین صبر وشکر سے کام لیں تو والدین کا صبر وشکر کرنا ان کی مغفرت اور دخول جنت کا باعث ہوگا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے انصاری عورتو! تم میں سے جس کے تین بچے وفات پا گئے اور اس نے صبر کیا تو وہ مستحق جنت ہے قیامت کے روز بچے شفاعت کریں گے اس سے شفاعت بھی ثابت ہوئی اور علم غیب بھی۔

باب: من الدین الفرار من الفتن

عن ابی سعیدن الخدری انه قال قال رسول الله ﷺ یوشك ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شغف الجبال و مواقع المطر یفر بدینه من الفتن۔حدیث (10) (بخاری کتاب الایمان)

باب: فتنوں سے بچنا بھی دینداری ہے

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں قرار پائیں گی جن کو ساتھ لے کر اپنے دین کو فتنے سے بچانے کے لیے وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات پر چلا جائے گا۔

تشریح:۔اس حدیث کو امام نے ابواب ذیل میں ذکر کیا ہے فتن، رقاق، علامات نبوت، اور ابو داؤد نسائی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے غیب کی خبر دی جو آپ کا معجزہ ہے یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مومن کو دین کی حفاظت کی لیے پہاڑوں کی چوٹی پر پناہ گزیں ہونا پڑے گا۔

باب: زیادۃ الایمان ونقصانہ

عن انس عن النبی ﷺ قال یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ و فی قلبہ وزن شعیرۃ من خیر و یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ و فی قلبہ وزن برۃ من خیر و یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ و فی قلبہ وزن ذرۃ من خیر۔ حدیث (11)

حضرت انس سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا دوزخ سے وہ سب لوگ نکالے جائیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور ان کے دل میں جو کے دانہ کے برابر بھی خیر ہے پھر وہ لوگ بھی نکال لئے جائیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور ان کے دل میں گیہوں کے دانے برابر بھی خیر ہے اور اس کے بعد وہ لوگ بھی نکال لئے جائیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہے۔

تشریح:۔ حدیث ہذا کو امام نے کتاب التوحید میں بھی ذکر کیا ہے اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے باب صفۃ الجنۃ میں ذکر فرمایا ۔ یہ سرکار مدینہ ﷺ کا علم غیب شریف ہے کہ آخر تک لوگ دوزخ سے کس وجہ سے اور کس طرح اور کس وقت نکالے جائیں گے۔

باب: الصلوٰۃ کفارۃ

کنا جلوسا عند عمر فقال ایکم یحفظ قول رسول اللہ ﷺ فی الفتنۃ قلت انا کما قالہ قال انک علیہ او علیہا لجری قلت فتنۃ الرجل فی اہلہ و مالہ وولدہ و جارہ تکفرہا الصلوٰۃ و الصوم والصدقۃ والامر و النہی قال

ليس هذا اريد ولكن الفتنة التي تموج كما يموج البحر قال ليس عليك منها باس يا امير المؤمنين ان بينك و بينها لبابا مغلقا قال ايكسر ام يفتح قال يكسر قال اذا لا يغلق ابدا قلنا اكان عمر يعلم الباب قال نعم كما ان دون الغد الليلة اني حدثته بحديث ليس بالاغاليط فهبنا ان نسئل حذيفة فامرنا مسروقا فسأله فقال الباب عمر۔ حديث (12) (بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ)

باب: نماز گناہوں کا کفارہ ہے۔

حضرت حذیفہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عمر نے کہا تم میں کون ہے جسے فتنوں کے باب میں حضور ﷺ نے جو فرمایا ہو وہ یاد ہو؟ میں نے کہا مجھے جو حضور ﷺ نے فرمایا یاد ہے حضرت عمر نے کہا تم تو اس پر دلیر ہو میں نے کہا آدمی اپنے گھر بار مال اولاد اور ہمسائیوں کی (بارے میں) وجہ سے فتنوں میں مبتلا ہوتا ہے وہ تو نماز روزے صدقے اچھی بات کا حکم کرنے اور بری بات سے روکنے سے معاف ہو جاتے ہیں اس پر عمر نے (فرمایا) کہا میں ان فتنوں کے متعلق سوال کر رہا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح امڈ آئیگا (حذیفہ) نے کہا اس فتنہ سے آپ کو کیا خوف؟ اے امیر المؤمنین! اس فتنہ کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائیگا (اس پر) حذیفہ نے فرمایا توڑا جائے گا۔ (اس پر) حضرت عمر نے فرمایا پھر تو وہ کبھی بند ہی نہ ہوگا شفیق کہتے ہیں ہم نے حضرت حذیفہ سے پوچھا کیا حضرت عمر اس دروازہ کو جانتے تھے؟ حذیفہ نے جواب دیا ہاں۔ میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نہ تھی شفیق نے کہا کہ ہم

حذیفہ سے یہ پوچھنے سے ڈرے کہ وہ دروازہ کون ہے ہم نے مسروق سے پوچھا انھوں نے حذیفہ سے پوچھا تو حذیفہ نے کہا وہ دروازہ خود عمر ہیں۔

تشریح:۔ اس حدیث کو امام نے زکوۃ، علامات نبوت، فتن، اور صوم میں ذکر کیا اور مسلم، ترمذی، وابن ماجہ نے فتن میں ذکر کیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے زیادہ تر واقعات آئندہ کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ آئندہ حوادثات وفتن سے متعلق احادیث زیادہ تر آپ ہی سے مروی ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ کو آئندہ ہونے والے واقعات وحادثات کی اطلاع دی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور نے فرمایا یہ فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہیں یعنی ان کی وفات کے بعد فتنوں کا دور شروع ہو جائے گا اور پھر قیامت تک بند نہ ہو گا چنانچہ حضور ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا شہادت فاروقی کے بعد فتنوں کا دروازہ ایسا کھلا کہ بارش کے متواتر قطروں کی طرح فتنے برپا ہو رہے ہیں۔

باب: ما قیل فی الزلازل والآیات

حدثني محمد بن المثنى قال حدثنا حسين بن حسن قال حدثنا بن عون عن نافع عن ابن عمر قال اللهم بارك لنا في شامنا و في يمننا قال قالوا و في نجدنا قال قال اللهم بارك في شامنا و في يمننا قالوا و في نجدنا قال هنالك الزلازل والفتن و بها يطلع قرن الشيطن۔ حديث (13) (بخاري)

نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر نے فرمایا، کہ اے اللہ ہمیں ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں

تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ ہمیں ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما لوگوں نے کہا ہمارے نجد میں بھی تو انہوں نے کہا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہونگے اور وہیں سے شیطان کا گروہ بھی نکلے گا۔

تشریح:۔ امام قسطلانی نے فرمایا کہ نجد کے لیے حضور ﷺ نے اس لیے دعا برکت نہیں فرمائی کہ آپ کو اس کے انجام کا علم ہو گیا تھا اور آپ جانتے تھے کہ اس علاقہ کا مقدر فتنہ وفساد ہو چکا ہے وہاں زلزلے آئیں گے فتنے پیدا ہونگے اور شیطانی جماعت وہاں سے ظہور کرے گی اس لئے ان حالات کا علم ہوتے ہوئے فطرت کا مقتضی یہ ہے ان کو دعا سے محروم کیا جائے۔ جیسا کہ وہاں سے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے گروہ کا ظہور ہوا یاد رہے "نجد" الریاض شہر جو کہ سعودی عرب میں ہے اس کا سابقہ نام ہے۔

حدثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابوالزناد عن عبدالرحمن عن ابی هریرة قال قال النبی ﷺ لا تقوم الساعة حتی یقبض العلم تکثر الزلازل و یتقارب الزمان و تظهر الفتن و یکثر الهرج وهو القتل القتل حتی یکثر فیکم المال فیفیض۔ حدیث (14)

زلزلوں اور قیامت کی نشانیوں کے متعلق روایتیں۔

ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی جبتک علم نہ اٹھالیا جائیگا اور زلزلے کثرت سے ہونگے اور زمانہ ایک دوسرے سے قریب ہوگا اور فتنہ وفساد ظاہر ہوگا اور ہرج کی کثرت ہوگی ہرج سے مراد قتل ہے قتل یہاںتک کہ تم میں مال بہت زیادہ ہو جائے گا اسطرح کہ بہتا پھرے گا (اور کوئی لینے والا نہ ہوگا)

تشریح:۔ علم اس طرح اٹھیگا کہ علماء اٹھا لیے جائیں اور جہلا کی کثرت ہو جائے گی باایں ہمہ ایک طائفہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا اور حق ہی کی حمایت و اشاعت اس کا نصب العین ہوگا زلزلوں کا آنا اہل زمین کے لیے وعید و تخویف کے طور پر ہوگا سال مہینہ کی طرح مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ دن کی طرح اور دن کی گھڑی کی طرح گزریں یا برکت نہ ہونے سے عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا فتنہ فساد کے غالب ہو جانے سے لوگوں کے احوال اور صفات برے کاموں میں ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے ایک فتنہ ابھی ختم بھی نہ ہوگا کہ دوسرا سر اٹھالے گا قتل و قتال کی گرم بازاری ہوگی مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی۔

باب: صلوۃ الکسوف جماعۃ۔

حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالك عن زيد بن اسلم عن عطآء بن يسار عن عبدالله بن عباس قال انخسفت الشمس على عهد النبى صلى الله عليه وسلم فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام قياما طويلا نحوا من قرآئة سورة البقرة ثم ركع ركوعا طويلا ثم رفع فقام طويلا وهو دون القيام الاول ثم ركع ركوعا طويلا وهو دون الركوع الاول ثم سجد ثم قام قياما طويلا وهو دون القيام الاول ثم ركع ركوعا طويلا وهو دون الركوع الاول ثم رفع فقام قياما طويلا وهو دون القيام الاول ثم ركع ركوعا طويلا وهو دون الركوع الاول ثم سجد ثم انصرف و قد تجلت الشمس فقال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله لا يخسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فاذكرو الله قالوا يارسول الله رايناك تناولت شيئا فى مقامك ثم

رايناك تكعكعت فقال اني رايت الجنة و تناولت عنقودا ولا اصبته لا كلتم منه ما بقيت الدنيا واريت النار فلم ار منظر كاليوم قط افظع ورايت اكثر اهلها النسآء قالوا بم يا رسول الله قال بكفرهن قيل ايكفرن بالله قال يكفرن العشير ويكفرن الاحسان لو احسنت الى احدهن الدهر كله ثم رايت منك شيئا قالت ما رايت منك خيرا قط۔ حدیث (15) (بخاری)

عطا بن یسار عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ آفتاب کو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں گہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور سورہ بقرہ کی تلاوت کے برابر طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے جو پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو چکا تھا تو آپ نے فرمایا کہ آفتاب و ماہتاب اللہ کی دو نشانیاں ہیں جو کسی کی موت وحیات کے باعث گرہن میں نہیں آتے تو جب تم یہ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے کوئی چیز لے رہے تھے پھر آپکو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہا اگر میں اسے پا لیتا تو تم اس میں سے اس وقت تک کھاتے جبتک دنیا قائم ہے اور مجھے دوزخ دکھائی گئی کہ آج کی طرح کا منظر میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور ان دوزخیوں میں زیادہ تر عورتوں کو

دیکھا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کیوں ہے تو آپ نے فرمایا کہ ان کے کفر کے سبب سے کہا گیا وہ خدا کے ساتھ کفر کرتیں ہیں تو آپ نے فرمایا بلکہ وہ شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں اور احسان کا شکریہ ادا نہیں کرتی ہیں اگر ان میں سے کسی کیساتھ تم زندگی بھر احسان کرتے رہو اور وہ تم سے کچھ برائی دیکھے تو وہ کہیں گی کہ تم سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

تشریح:۔ نماز کی حالت میں جنت اور دوزخ کو دیکھنا اور دوزخ میں عورتوں کی کثرت دیکھنا اور اس کی وجہ کا جاننا کہ وہ اپنے خاوندوں کی ناشکری کی وجہ سے دوزخ میں گئیں یہ تمام امور غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی یہاں سے ہی جنت کو بھی اور دوزخ کو بھی ملاحظہ فرمایا اور وہاں کے عذابوں اور عذاب پانے والے بندوں کو بھی، اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نگاہ آئندہ واقعات کو دیکھ لیتی ہے کیونکہ دوزخیوں کا دوزخ میں جانا قیامت کے بعد ہوگا جسے حضور ﷺ آج ہی ملاحظہ فرمارہے ہیں جیسے ہم خواب وخیال میں آئندہ کے واقعات دیکھ لیتے ہیں۔

باب: الابراد بالظہر

عن ابی هریرة عن النبی ﷺ انه قال اذا اشتد الحر فابردو بالصلوة فان شدة الحر من فیح جهنم واشتکت النار الی ربها فقالت یا رب اکل بعضی بعضا فاذن لها بنفسین فی الشتاء ونفس فی الصیف وهو اشد ما تجدون من الحر وهو اشد ما تجدون من الزمهریر۔ حدیث (16)

(بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ سخت گرمی جہنم کے جوش سے ہے۔ دوزخ نے اپنے رب کے پاس شکایت کی کہ میرے بعض اجزاء بعض کو کھائے لیتے ہیں اسے دو مرتبہ سانس کی اجازت ہوئی ایک گرمی میں جس کی وجہ سے تم سخت گرمی محسوس کرتے ہو اور ایک سردی میں جس کی وجہ سے تم سخت سردی محسوس کرتے ہو۔

تشریح:۔ دوزخ جب اوپر کو سانس لیتی ہے تو دنیا مین عموماً سردی کا زور ہوتا ہے اور جب نیچے کو سانس چھوڑتی ہے تو عموماً گرمی کی شدت۔ خیال رہے کہ یہ حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل یا توجیہ کی ضرورت نہیں ہر چیز میں قدرت نے زندگی اور شعور بخشے ہیں قرآن کریم فرماتا ہے فما بکت علیھم السماء والارض، کفار کے مرنے پر آسمان و زمین نہیں روتے یعنی مسلمان کے مرنے پر روتے ہیں اور فرماتا ہے وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ، بعض پتھر اللہ کے خوف کی وجہ سے گر جاتے ہیں۔ دوزخ غیر ناطق چیز ہے اس نے جو شکائت کی اس شکائت کا جاننا اور سننا یہ علم غیب ہے۔ جو دوزخ کی شکائت سن سکتے ہیں وہ ہم غلاموں کی فریاد کیوں نہیں سن سکتے۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

باب: وقت الظہر عندالزوال۔

عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالك ان رسول اللہ ﷺ خرج حین زاغت الشمس فصلی الظھر فقال علی المنبر فذکر الساعۃ و ذکر ان

فيها امورا عظاما ثم قال من احت ان يسئل عن شئي فليسئل فلا تسائلوني عن شئي الا اخبرتكم ما دمت في مقامي هذا فاكثر الناس في البكآء واكثر ان يقول سلوني فقام عبدالله بن حذافه السهمي فقال من ابي قال ابوك حذافة ثم اكثر ان يقول سلوني خبرك عمر رضي الله عنه علي ركبتيه فقال رضينا بالله ربا و بالاسلام دينا ومحمد نبينا فسكت ثم قال عرضت علي الجنة والنار انفا في عرض هذا الحائط فلم اركا لخير والشر۔

(بخاری مواقیت الصلوۃ)

ظہر کا وقت زوال کے بعد ہے، جابر کا بیان ہے کہ نبی ﷺ ٹھیک دوپہر کو نماز پڑھتے تھے زہری، انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ جب آفتاب ڈھل گیا، باہر تشریف لائے (اور آپ نے قیامت کا ذکر شروع کیا) اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور آپ نے قیامت کا ذکر شروع کیا، فرمایا اس میں بڑے بڑے حوادث ہونگے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو شخص کچھ پوچھنا چاہے، وہ پوچھے جب تک کہ میں اپنے اس مقام میں ہوں جو شخص مجھ سے کچھ پوچھنا چاہے گا میں اسے بتاؤں گا تو لوگوں نے کثرت سے رونا شروع کیا اور آپ نے اس قول کی کثرت فرمائی کہ سلونی پھر عبداللہ بن حذافہ بھی کھڑے ہو گئے انہوں نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارا باپ حذافہ ہے آپ پھر بار بار یہ فرمانے لگے کہ سلونی تب عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم اللہ سے راضی ہیں جو (ہمارا) پروردگار ہے اور اسلام سے جو (ہمارا) دین ہے اور محمد ﷺ سے جو (ہمارے) نبی ہیں، اس

وقت آپ ساکت ہو گئے اس کے بعد فرمایا کہ جنت اور دوزخ میرے ابھی اس دیوار کے گوشے میں پیش کی گئی ہے۔ ایسی عمدہ چیز (جیسی جنت) اور ایسی بری چیز (جیسی دوزخ ہے) کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

تشریح:۔ حضور سید عالم ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ منافقین بطور امتحان آپ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں قسطلانی میں ہے کہ بعض منافقین نے کہا ہم آپ سے ایسی باتیں پوچھیں گے جن کے جواب سے آپ عاجز آ جائیں گے۔ اس پر آپ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور اعلان کیا مجھ سے جو پوچھو جواب دوں گا حضرت عبداللہ بن حذافہ کو لوگ کسی اور کا بیٹا قرار دیتے تھے اس لئے اپنے والد کے متعلق سوال کیا کہ کون تھا آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے یہ منظر دیکھ کر لوگ رونے لگے کہ کہیں عذاب نہ ہو جائے منافقین اللہ کے نبی کا امتحان لینا چاہتے ہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ حضور بار بار فرمار ہے ہیں کہ پوچھو، پوچھو تو مذکورہ بالا کلمات عرض کیے تب جا کر حضور ﷺ کو سکون ہوا اس حدیث سے بلا کسی کھینچ تان کے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی ﷺ کے علم پاک کے متعلق کلام کرنا اور یہ خیال کرنا کہ فلاں بات کا علم حضور کو نہیں ہے علامت منافقت ہے۔ حضور ﷺ نے بھی عن شئی فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس چیز کے متعلق سوال کرنا ہے کر لو، میں جواب دوں گا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ہر چیز کے عالم تھے ورنہ اس عموم کے ساتھ اعلان نہ فرماتے فرض کیجیے کہ اگر کوئی شخص اس موقعہ پر حضور ﷺ سے ان امور غیبیہ کے متعلق سوال کر لیتا جن کو بعض لوگ اللہ عزوجل کا خاصہ بتاتے ہیں (یعنی امور خمسہ) تو ان کے متعلق حضور ﷺ یہ فرماتے کہ مت پوچھو، اس کا جواب میں نہیں دے سکتا یہی وجہ ہے کہ منکرین

علم نبوی کو بھی یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ حضور ﷺ کے الفاظ واقعی عموم پر دال ہیں یعنی اس میں یہ قید نہیں ہے کہ فلاں بات کے سوال کی اجازت ہے اور فلاں کے متعلق نہیں بلکہ حضور ﷺ نے مطلقاً یہ فرمایا ہے ''تم مجھ سے جو کچھ پوچھو گے میں اس کے متعلق جواب دوں گا'' ظاہر ہے ایسا عام اور مطلق دعوی وہی کر سکتا ہے جس کو ہر چیز کا علم ہو۔ بعض لوگ جن کی طبیعت ثانیہ ہی یہ ہے کہ حضور ﷺ کے فضائل کو کم کیا جائے حدیث زیر بحث کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ ایک وقت خاص میں حضور ﷺ کی یہ کیفیت ہوتی تھی۔ چنانچہ مادمت فی مقامی ھذہ کی قید اس پر دال ہے لیکن ظاہر ہے یہ قید اتفاقی ہے اور اس نوع کی قیدیں ہر زبان میں موقع اور محل کے لحاظ سے جاری ہوتی ہیں اور اگر اس کو اتفاقی قید نہ مانا جائے تو ہم یہ کہیں گے کہ منکر نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ ایک وقت خاص تک کے لیے حضور ﷺ پر یہ کیفیت طاری ہوئی تھی گویا اتنا تو منکر نے بھی مان لیا کہ اس وقت خاص میں حضور ﷺ ہر چیز کے عالم ہو گئے تھے جس کا مطلب یہ ہوا کہ منکرین کے نزدیک ایک معین وقت تک کے لئے حضور ﷺ کو ہر چیز کا عالم مانا جائے تو شرک نہیں لیکن اگر دائمی طور پر مانا جائے تو شرک ہے حالانکہ یہ قطعی بات ہے کہ جو بات شرک ہے وہ بہر صورت شرک ہے خواہ اس کے ساتھ زمانہ کی قید ہو یا نہ ہو۔ بت کو خواہ ایک وقت معین کیلئے خدا کا شریک قرار دیا جائے یا دائمی طور پر شریک بنایا جائے بہر صورت شرک ہی ہے۔ جب منکرین کے نزدیک اللہ عزوجل کے سوا کسی اور چیز کا عالم ماننا شرک ہے تو خواہ دائمی طور پر کسی کو ہر چیز کا عالم مانا جائے یا عارضی طور پر شرک ہی رہنا چاہیے مگر یہ لوگ فضل نبوی کو گھٹانے کے نشہ میں کچھ ایسے مدہوش ہوئے کہ انھیں اپنی منطق کے الٹے پن کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ نے

فرمایا کہ اس دیوار کے عرض میں مجھے جنت ودوزخ دکھائی گئی اور اللہ تعالی قادر ہے جس طرح اور جس کیفیت سے چاہے اپنے رسول ﷺ کو جنت ودوزخ کا مشاہدہ کرادے۔

باب: اذا نام ولم یصل بال الشیطان فی اذنہ

عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال ذکر عندالنبی ﷺ رجل فقیل ما زال نائما حتی اصبح ما قام الی الصلوۃ فقال بال الشیطان فی اذنہ۔حدیث (18) (بخاری)

جب کوئی سویا رہے اور نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کردیتا ہے۔

عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر آیا تو کہا گیا کہ وہ سوتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور نماز کے لئے کھڑا نہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کردیا۔

تشریح:۔حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے تاویل کی کوئی ضرورت نہیں شیطان کھاتا بھی ہے پیتا بھی ہے قے بھی کرتا ہے گوز بھی مارتا ہے لہٰذا پیشاب بھی کرتا ہے چونکہ کان ہی سے اذان کی آواز سنی جاتی ہے اس لیے وہ خبیث غافل کے کان ہی میں موتتا ہے یعنی اسے ذلیل بھی کرتا ہے اور غافل بھی (لمعات) خیال رہے کہ یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنی کوتاہی کی وجہ سے صبح کو نہ جاگیں حضور انور ﷺ اور آپ کے صحابہ کا تعریس کی رات صبح کو نہ جاگنا رب کی طرف سے تھا تا کہ امت کو نماز فجر قضاء پڑھنے کے احکام معلوم ہوں

باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکآء اھلہ علیہ اذا کان النوح من سنتہ

لقول اللّٰہ تعالی قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقال النبی ﷺ کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ فاذا لم یکن من سنتہ فھو کما قالت عائشۃ ولا تزر وازرۃ وزر اخری وھو کقولہ وان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شیء وما یرخص من البکآء فی غیر نوح وقال النبی ﷺ لا تقتل نفس ظلما الا کان علی ابن ادم الاول کفل من دمھا و ذلک لانہ اول من سن القتل۔ (بخاری) حدیث (19)

نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ میت کو اس کے گھر کے بعض لوگوں کے رونے کی وجہ سے عذاب کیا جاتا ہے اور یہ جب ہے کہ نوحہ کی رسم اس مرنے والے نے جاری کی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچاؤ اور نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک جو نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی اور اگر اس کی جاری کردہ رسم نہ ہو تو پھر وہ حضرت عائشہ کی اس دلیل کے مطابق ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان (اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے) دوسرے کو بلائے تو وہ نہیں اٹھائے گا اور بغیر نوحہ کے رونا جائز و درست ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کا ناحق خون ہوتا ہے تو حضرت آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس خون کا کچھ وبال پڑتا ہے کیونکہ ناحق خون کی ابتداء اس نے کی تھی۔

تشریح:۔ رونے والے دنیا میں روتے ہیں اور عذاب قبر میں ہوتا ہے یہ بھی علم غیب ہے اور جب کوئی قتل کرنے والا ناحق قتل کرتا ہے اس کا عذاب وحصہ قابیل کو بھی ملتا ہے یہ بھی علم غیب ہے چونکہ یہ چیزیں عقل وقیاس وحس سے محسوس نہیں ہوتیں لہذا یہ ہی علم غیب ہے۔

باب: حمل الرجال الجنازة دون النساء

حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ حدثنا اللیث عن سعید المقبری عن ابیہ انہ سمع ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا وضعت الجنازۃ واحتملھا الرجال علی اعناقھم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی وان کانت غیر صالحۃ قالت یاویلھا این یذھبون بھا یسمع صوتھا کل شئی الا الانسان و لو سمعہ صعق۔ حدیث (20) (بخاری کتاب الجنائز)

باب: جنازہ عورتوں کو نہیں بلکہ مردوں کو اٹھانا چاہیے۔

سعید مقبری اپنے والد سے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اسے اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں اگر وہ صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو اور اگر غیر صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ افسوس تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو اسکی آواز آدمیوں کے سوا تمام چیزیں سنتی ہیں اگر آدمی اس کو سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

تشریح:۔ علامہ کرمانی نے لکھا ہے کہ یسمع کا لفظ اس امر پر دال ہے کہ حدیث ہذا میں میت کے بولنے کا جو ذکر ہے وہ مجاز نہیں بلکہ حقیقت ہے یعنی جب میت کو اٹھا کر لے جاتے ہیں تو اگر وہ بد ہے تو کہتا ہے ہائے مجھے کہاں لے چلے اور اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے جلدی لے چلو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مرنے والے کو بحالت نزع اپنے آئندہ حال کا پتہ چل جاتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب مومن کو موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضا اور اس کے احترام کی بشارت دی جاتی ہے تو پھر

اس کو لقائے الٰہی سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں رہتی اور کافر کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ کے عذاب و سزا کی خبر دی جاتی ہے تو پھر اسے اگلے جہان سے زیادہ کوئی چیز نا پسندیدہ نہیں ہوتی۔

باب: المیت یسمع خفق النعال

حدثنا عیاش حدثنا عبدالاعلی حدثنا سعید قال و قال لی خلیفة حدثنا بن زریع حدثنا سعید عن قتادة عن انس رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال العبد اذا وضع فی قبرہ و تولی وذهب اصحابه حتی انه یسمع قرع نعالهم اتاہ ملکان فاقعداہ فیقولان له ما کنت تقول فی هذا الرجل محمد ﷺ فیقول اشهد انه عبداللہ و رسوله فیقال انظر الی مقعدك عن النار ابدلك اللہ به مقعدا من الجنة قال النبی ﷺ فیراهما جمیعا و اما الکافر او المنافق فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا دریت ولا تلیت ثم یضرب بمطرقة من حدید ضربة بین اذنیه فیصیح صیحة یسمعا من یلیه الا الثقلین۔ حدیث (21) (بخاری کتاب الجنائز)

مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے

قتادہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور (اس کو دفن کر کے) پیٹھ پھیر لی جاتی ہے اور اس کے ساتھی رخصت ہو جاتے ہیں یہاںتک کہ جوتوں کی آواز کو سنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر اس سے کہتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد ﷺ کے متعلق تو کیا

کہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے جہنم کے ٹھکانہ کی طرف دیکھ کہ اللہ تعالی نے اس کے بدلہ میں تجھے جنت کا ٹھکانہ عطا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ان دونوں چیزوں (جنت و جہنم) کو دیکھے گا اور کافر یا منافق کہے گا کہ میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے تو کہا جائیگا تو نے نہ جانا اور نہ سمجھا پھر لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے دونوں کانوں کے درمیان مارا جائے گا تو وہ چیخ مارے گا اور اس چیخ کو انس و جن کے سوا اس کے آس پاس کی چیزیں سنتی ہیں۔

تشریح:۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مردے سنتے ہیں مردوں کا سننا قرآنی آیات اور بے شمار احادیث سے ثابت ہے حضرت شعیب وصالح علیہ السلام نے عذاب یافتہ قوم کی نعشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا یا قوم لقد ابلغتکم الآیہ رب فرماتا ہے واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا یعنی اے محبوب پچھلے پیغمبروں سے پوچھو، بلکہ ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا ثم ادعھن یاتینک سعیا ذبح کیے ہوئے جانوروں کو پکارو دوڑتے ہوئے آجائیں گے یہ حدیث سماع موتٰی کے لیے نص صریح ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں مقتول کفار کی لاشوں پر کھڑے ہو کر ان سے کلام کیا خیال رہے کہ مردے کا یہ سننا ہمیشہ رہتا ہے اس لیے حکم ہے کہ قبرستان میں جا کر مردوں کو سلام کرو حالانکہ نہ سننے والوں کو سلام کیسا؟ جن آیتوں میں سماع موتٰی کی نفی ہے وہاں مردوں سے مراد دل کے مردے یعنی کافر ہیں اور سننے سے مراد قبول کرنا ہے اسی لیے جہاں قرآن نے یہ فرمایا انک لاتسمع الموتی تم مردوں کو نہیں سنا سکتے،

وہاں ساتھ میں یہ بھی فرمادیا ان تسمع الا من یؤمن بایتنا یعنی تم صرف مومنوں کو ہی سنا سکتے ہو، جس سے معلوم ہوا کہ وہاں مردوں سے مراد کافر تھے مرقات نے یہاں فرمایا کہ میت اپنے دینے والوں نماز پڑھنے والوں اٹھانے والوں اور دفن کرنے والوں کو جانتا پہچانتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ گنبد خضری میں حضرت عمر کے دفن ہونے کے بعد پردے کے ساتھ اندر جاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں عمر سے حیا کرتی ہوں معلوم ہوا کہ میت دیکھتی بھی ہے امام صاحب نے میت کے سننے میں توقف نہیں کیا بلکہ سننے کی نوعیت میں جیسا کہ اسی جگہ مرقاۃ میں ہے دوسرے یہ کہ بعد موت قوتیں بڑھ جاتی ہیں کہ ہزار ہا من مٹی میں دفن ہونے کے باوجود میت لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سن لیتی ہے تو جو انبیاء اور اولیاء زندگی میں مشرق و مغرب دیکھتے ہوں وہ بعد وفات فرش و عرش کی یقیناً خبر رکھتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ ہر جمعرات کو میت کی روح اپنے عزیزوں کے گھر پہنچ کر ان سے ایصال ثواب کی درخواست کرتی ہے (اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور) معراج کی رات سارے نبی بیت المقدس میں اور پھر آنا فانا آسمانوں پر موجود تھے یہ ہے روح میت کی رفتار۔

باب: من یدخل قبر المرأۃ

عن عقبۃ بن عامر ان النبی ﷺ خرج یوما فصلی علی اھل احد صلوتہ علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرط لکم و انا شھید علیکم وانی واللہ لا ینظر الی حوضی الان وانی اعطیت مفاتیح خزآئن

الارض او مفاتیح الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا۔ حدیث (22) (بخاری کتاب الاعتصام)

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن (مدینہ سے) باہر نکلے اور شہداء احد کے لیے اس طرح نماز پڑھی جیسے میت کے لیے کیا کرتے ہیں پھر منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا میں تمہارا میر ساماں ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئیں اور خدا کی قسم میں اپنے بعد اس سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھ کو یہ ڈر ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

تشریح :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے ایسی مقدس آنکھیں عطا فرمائی ہیں کہ زمین پر جلوہ فرما رہتے ہوئے حوض کوثر کو دیکھ لیتی ہیں۔ حوض کوثر حق ہے، موجود ہے مخلوق ہے زمین کے خزائن کی کنجیاں اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ مجھے اس بات کا خوف نہیں ہے کہ میری امت شرک میں مبتلا ہو جائے گی جس سے واضح ہوا کہ جو مولوی صاحبان خواہ مخواہ مسلمانوں پر شرک کے فتوے جڑتے رہتے ہیں اور یہ الاپتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں میں شرک بہت پھیل گیا ہے اور اصل توحید نایاب ہوگئی ہے یہ لوگ دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کو سچا نہیں سمجھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میری امت کے مشرک ہو جانے کا خوف تو نہیں ہے البتہ یہ خوف ضرور ہے کہ وہ دنیا کی طرف متوجہ ہو جائیں گے چنانچہ زبان نبوت سے نکلے ہوئے یہ الفاظ آج من وعن صادق آرہے ہیں۔ آج ہر شخص (الا ماشاء اللہ) دنیا کمانے کی فکر میں ہے اور یہ نہیں دیکھتے کہ حصول

زر کے ذرائع کیسے ہیں، حلال یا حرام۔

باب: ھل یخرج المیت من القبر واللحد لعلة

عن عطآء عن جابر قال لما حصر احد دعانی ابی من اللیل فقال ما اراني الا مقتولا فی اول من یقتل من اصحب النبی ﷺ و انی لا اترك بعدی اعز علی منك غیر نفس رسول الله ﷺ وان علی دینا فاقض واستوص باخواتك خیرا فاصبحنا فکان اول قتیل و دفنت معه اخر فی قبره ثم لم تطب نفسی ان اترکه مع اخر فاستخرجته بعد ستة اشهر فاذا هو کیوم وضعته هنیة غیر اذنه۔ حدیث (23) (بخاری)

حضرت عطا سے مروی ہے انہوں نے حضرت جابر سے روایت کیا انہوں نے کہا جب غزوہ احد کا وقت ہوا تو مجھ کو رات کے وقت میرے والد نے بلا کر فرمایا میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ کے شہید ہونے والے صحابہ میں سب سے پہلے میں شہید ہونگا اور میں اپنے بعد (اپنے عزیز و اقارب میں سے) بجز نبی ﷺ کی ذات مبارک کے تجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں چھوڑ رہا اور مجھ پر کچھ قرض ہے وہ ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا۔ تو جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے اور میں نے ایک اور صحابی کے ساتھ ملا کر ان کو دفن کر دیا چھ ماہ بعد ان کی لاش قبر سے نکالی تو جوں کی توں جیسے رکھے تھے ویسے ہی تھے سوا کان کے۔

تشریح:۔ حضرت جابر کے والد حضرت عبداللہ نبی ﷺ کے سچے عاشق اور جانثار تھے نیک نیتی کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے کفار سے لڑے اور شہید ہو گئے

ان کو مثلہ کر دیا گیا تھا یعنی کان اور ناک کاٹ دیئے تھے نیچے سے لو کا حصہ باقی چھوڑ دیا تھا اور ان کی کرامت تھی کہ شہادت کی اطلاع انہوں نے پہلے ہی دے دی تھی پھر جب ان کی لاش چھ ماہ بعد نکالی گئی تو بالکل تر و تازہ صحیح و سالم تھی البتہ کان کا وہ حصہ جو باقی رہ گیا تھا ذرا خراب ہو گیا تھا۔

باب: ما قیل فی اولاد المسلمین

عن عدی بن ثابت انه سمع البراء بن عازب قال لما توفی ابراهیم قال رسول الله ﷺ ان له مرضعا فی الجنة۔ حدیث (24) (بخاری)

مسلمانوں کی نابالغ اولاد کہاں رہے گی حضرت عدی بن ثابت سے مروی ہے انہوں نے حضرت براء بن عازب سے سنا انہوں نے فرمایا جبکہ حضرت ابراهیم (نبی ﷺ کے صاحبزادے) کا انتقال ہوا تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا ان کے لیے بہشت میں دودھ پلانیوالی ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ مسلمانوں کی جو اولاد صغرسنی میں وفات پا جائے وہ جنتی ہے۔ حضرت ابراہیم تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے

نمبر ا: علم غیب، حضرت ابراہیم جنت میں ہیں۔

نمبر ۲:۔ علم غیب، ان کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہے۔

باب: وجوب الزکوۃ

حدثنا محمد بن عبدالرحیم قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا وهیب عن یحیی بن حیان عن ابی زرعة عن ابی هریرة ان اعرابیا

اتی النبی ﷺ فقال دلنی علی عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبدالله ولا تشرك به شیئا وتقیم الصلوۃ الصلوۃ المکتوبة وتؤدی الزکوۃ المفروضة و تصوم رمضان قال والذی نفسی بیده لاازید علی هذا فلما ولی قال النبی ﷺ من سره ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذا۔ حدیث (25)

(بخاری کتاب الزکوۃ)

محمد بن عبدالرحیم، عفان بن مسلم، وہب، یحیٰ بن سعید بن حیان بن زرعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے کہ جب میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہوں آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا فرض نماز قائم کر اور فرض زکوۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ تو اس اعرابی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس پر زیادتی نہ کروں گا جب وہ چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کو کوئی جنتی دیکھنا اچھا معلوم ہو تو اس شخص کی طرف دیکھے۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ کا جنتی ہونے کی خبر دینا علم غیب ہے۔

باب: فضل صدقة الشحیح الصحیح

عن عائشة ان بعض ازواج النبی ﷺ قلن للنبی ﷺ اینا اسرع بك لحوقا قال اطولکن یدا فاخذوا قصبة یذرعونها فکانت سودة اطولهن یدا فعلمنا بعد انما کانت طول یدها الصدقة و کانت اسرعنا لحوقا به ﷺ و کانت تحب الصدقة۔ حدیث (26) (بخاری کتاب الزکوۃ)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی بعض ازواج نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا ہم میں سب سے پہلے آپ سے کون ملے گا؟ آپ نے فرمایا تم میں جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں پھر وہ ایک لکڑی لے کر اپنے ہاتھ ناپنے لگیں تو حضرت سودہ کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے نکلے (لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوا) تو ہم سمجھے کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ و خیرات کرنا تھا وہ ہم سب بیویوں میں پہلے حضور ﷺ سے ملیں (یعنی وفات پائی) اور حضرت زینب صدقہ کرنے کو بہت پسند کرتی تھیں۔

تشریح:۔ حضرت زینب کشیدہ کاری وغیرہ سے جو رقم حاصل کرتیں تھیں وہ راہ خدا میں خرچ کر دیا کرتی تھیں حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد سب سے پہلے حضرت زینب مجھ سے ملیں گی یہ حضور ﷺ کا معجزہ بھی ہے کہ حضور نے قبل از وقت ان کی وفات کی اطلاع دی اور اس سے حضرت زینب کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے۔ حضرت زینب کی وفات کی خبر دینا یہ بھی حضور ﷺ کا علم غیب شریف ہے۔

باب: الصدقة باليمين

عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال سبعة یظلهم الله فی ظله یوم لا ظل الا ظله امام عادل و شاب نشأ فی عبادة الله و رجل معلق قلبه فی المساجد و رجلان تحابا فی الله اجتمعا علیه و تفرق علیه ورجل دعته امرأة ذات منصب و جمال فقال انی اخاف الله و رجل تصدق بصدقة فاخفاها حتی لا تعلم شماله ما تنفق یمینه ورجل ذکر الله خالیا ففاضت عیناه۔

حدیث (27) (بخاری کتاب الزکوۃ)

دائیں ہاتھ سے صدقہ کرنا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن اس کے عرش کے سائے کے علاوہ کہیں سایہ نہ ہوگا، امام عادل، وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشوونما پائی، وہ آدمی جس کا دل مسجدوں میں لگا ہوا ہے، وہ آدمی جو صرف اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں محبت پر ہی جمع رہے اور محبت پر ہی جدا ہوئے، وہ آدمی جسے منصب و جمال والی عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ صاف کہہ دے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ آدمی جس نے دائیں ہاتھ سے چھپا کر اس طرح صدقہ دیا کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوئی کہ دائیں ہاتھ سے کیا خرچ کیا، وہ آدمی جو اللہ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔

تشریح:۔ زیرِ عنوان حدیث میں ایسے افراد کو سایہ رحمت کی بشارت دی گئی ہے جو نیکی کی راہ میں مشکلات اور رکاوٹوں کے ہوتے ہوئے صراطِ مستقیم پر قائم رہتے ہیں اور ان کے پائے ثبات کو کسی قسم کا لالچ جنبش نہیں دیتا جس کے سامنے بدی کے دروازے کھلے ہوئے ہیں برائی کو عمل میں لانے کے لیے ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں حتیٰ کہ معصیت کے ایجنٹوں نے بدکرداری کو سجانے اور آراستہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے لیکن اس کے باوجود یہ مردانِ حق تقویٰ کا دامن ان کانٹوں سے الجھائے بغیر صاف نکل جاتے ہیں ایک بااختیار شخصیت کہ وہ اقتدار کی مسند پر بیٹھ کر بھی انصاف کرے، وہ نوجوان جو جوان ہوتے ہوئے جوانی کی تمام امنگوں کے ہوتے

ہوئے بھی دین کے تقاضوں کو پورا کرے، ایک وہ جو مسجد کی حاضری میں سست نہ ہو دنیاوی کاروبار اور مشغولیت اسے باجماعت نماز سے نہ روکے ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا میری امت کی رہبانیت ہے۔ وہ شخص جس کی دوستی کی بنیاد صرف رضائے الٰہی ہو وہ شخص جو تنہائی میں خدا کے خوف سے روتا ہو۔ ایسا شخص جو اپنا مال راہ خدا میں خاموشی سے دے کہ کسی کو پتہ نہ چلے قیامت کے تمام معاملات پوشیدہ ہیں کوئی نہیں جانتا کہ کس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور حضور ﷺ کا یہ خبریں دینا کہ اللہ کے عرش کا سایہ کن لوگوں کو نصیب ہوگا یہ علم غیب شریف ہی تو ہے۔

باب: قول اللہ عزوجل

حدثنا اسمعیل قال حدثنی اخی عن سلیمان عن معاویہ ابن ابی مزرد عن ابی الحباب عن ابی ھریرۃ ان النبی ﷺ قال ما من یوم یصبح العباد فیہ الاملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الاخر اللھم اعط ممسکا تلفا۔ حدیث (28) (بخاری کتاب الزکوۃ)

الحباب، ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ بندوں پر کوئی صبح نہیں آتی مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخل کرنے والے کو تباہی عطا فرما۔

تشریح:۔ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہیں لیکن کسی کو نظر کبھی نہیں آئے سرکار ﷺ کا فرمانا کہ دو فرشتے اترتے ہیں اور وہ یہ دعا فرماتے ہیں۔ فرشتوں کا اترنا

اوران کا دعا فرمانا اوران کی دعا کا سننا جاننا یہ آپکا علم غیب ہے۔

باب: من سال الناس تكثرا

حدثنا يحيى ابن بكير قال حدثنا الليث عن عبيدالله بن ابى جعفر قال حمزة بن عبدالله بن عمر قال سمعت عبدالله بن عمر قال النبى ﷺ مازال الرجل يسئال الناس حتى ياتى يوم القيامة ليس فى وجهه مزعة لحم وقال ان الشمس تدنوايوم القيمة حتى يبلغ العرق نصف الاذن فبينماهم كذلك استغاثوا بادم ثم بموسى ثم بمحمد ﷺ وزاد عبدالله قال حدثنى الليث قال حدثنى ابن ابى جعفر فيشفع ليقضى بين الخلق فيمشى حتى ياخذ بحلقة الباب فيومئذ يبعثه الله مقاما محمودا يحمده اهل الجمع كلهم وقال معلى حدثنا وهيب عن النعمان بن راشد عن عبدالله بن مسلم اخى الزهرى عن حمزة بن عبدالله انه سمع ابن عمر عن النبى ﷺ فى المسالة۔ حديث (29) (بخاری کتاب الزکوۃ)

جو مال بڑہانے کے لیے لوگوں سے سوال کرے

عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آیگا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا اور فرمایا کہ آفتاب قیامت کے دن قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ نصف کان تک پسینہ آجائے گا تو وہ اسی حال میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس فریاد لیکر جائیں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر محمد ﷺ کے پاس جائیں گے اور عبداللہ نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ مجھ سے لیث نے بواسطہ ابن ابی جعفر بیان کیا

کہ آپ سفارش کریں گے تاکہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کیا جاوے۔ آپ روانہ ہونگے یہانتک کہ بہشت کے دروازے کا حلقہ پکڑ لیں گے اس دن اللہ تعالی آپ کو مقام محمود پر کھڑا کریگا جس کی تمام لوگ تعریف کرینگے اور معلّی نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب نے بواسطہ نعمان بن راشد، عبداللہ بن مسلم (زہری کے بھائی) حمزہ بن عبداللہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ابن عمر اور ابن عمر نے نبی کریم ﷺ سے سوال کرنے کے متعلق روایت کیا۔

تشریح:۔ قیامت کے دن لوگوں کا کیا حال ہوگا وہ کس کس کے پاس شفاعت کے لیے جائیں گے اور وہ کیا جواب دیں گے آخر کار رسول پاک ﷺ ان کی شفاعت کریں گے قیامت آنے سے پہلے قیامت کے احوال کی خبر دینا یہ سب باتیں حضور ﷺ کا علم غیب بتاتی ہیں اس سے حضور ﷺ کا علم غیب ثابت ہوتا ہے۔

باب: خرص التمر

عن ابی حمید الساعدی قال غزونا مع النبی ﷺ غزوۃ تبوک فلما جاء وادی القری اذا امرأۃ فی حدیقۃ لها فقال النبی ﷺ اخرصوا وخرص رسول اللہ ﷺ عشرۃ اوسق فقال لها احصی ما یخرج فلما اتینا تبوک قال اما انها ستهب اللیلۃ ریح شدیدۃ فلا یقومن احد ومن کان معه بعیر فلیعقله فعقلنا ها وهبت ریح شدیدۃ فقام رجل فالقته بجبل طی و اهدی ملك ایلۃ للنبی ﷺ بغلۃ بیضآء و کساه بردا و کتب له ببحرهم فلما اتی وادی القری قال للمرأۃ کم جآء حدیقتك قالت عشرۃ اوسق خرص رسول اللہ ﷺ

فقال النبی ﷺ انی متعجل الی المدینة فمن اراد منکم ان یتعجل معی فلیتعجل فلما قال ابن بکار کلمة معناها اشرف علی المدینة قال هذہ طابة فلما رای احدا قال هذا جبیل یحبنا ونحبه الااخبرکم بخیر دورالانصار قالوا بلی قال دور بنی النجار ثم دور بنی الاشهل ثم دور بنی ساعدة او دور بنی الحارث ابن الخزرج وفی کل دور الانصار یعنی خیرا۔ حدیث (30)

(بخاری کتاب الزکوۃ)

باب: زکوۃ کیلیے کھجوروں کا اندازہ کرنا

ابوحمید ساعدی سے مروی ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ (تبوک) میں شامل ہوئے جب وادی القری پر پہنچے تو ایک عورت کو اس کے اس کے باغ میں پایا حضور ﷺ نے فرمایا اس کے باغ کی کھجوروں کا اندازہ کرو کتنی ہونگی اور حضور ﷺ نے دس وسق کا اندازہ فرمایا اور اس عورت سے فرمایا جو کچھ اترے اس پر نگاہ رکھیو۔ پھر جب ہم تبوک پر پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا آج رات ایسی سخت آندھی آئے گی کہ کوئی کھڑا نہ رہ سکے گا تو جس کے ساتھ اونٹ ہو وہ اس کو باندھ دے تو ہم نے اونٹوں کو باندھ دیا اور حسب ارشاد سخت آندھی آئی تو ایک شخص کو ہوا نے اڑا دیا اور جبل طی پر ڈال دیا اور بادشاہ ایلہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک سفید خچر ہدیہ کیا اور اس کو چادر پہنائی اور حضور ﷺ نے ان کے شہر کے بادشاہ ایلہ ہی کے سپرد کر دیا پھر جب حضور ﷺ وادی القری میں تشریف لائے تو اس عورت سے سوال کیا کہ تیرے باغ میں کتنا پھل آیا ہے تو اس نے عرض کی دس وسق جو کہ حضور ﷺ نے اندازہ کیا تھا پھر حضور ﷺ

نے فرمایا میں مدینہ جلد جانا چاہتا ہوں تو جو میرے ساتھ جانا چاہتا ہے تو جلد تیاری کرے۔ ابن بکار شیخ بخاری نے اس لفظ کے ہم معنی الفاظ روایت کیے کہ جب حضور ﷺ مدینہ کے قریب ہوئے تو فرمایا یہ طابہ (مدینہ منورہ) ہے پھر جب احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا یہ ایک پہاڑی ہے ہم سے محبت کرتی ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں کیا تم کو انصار کے بہترین گھرانوں کی اطلاع نہ دوں؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا بہترین گھرانہ بنی نجار کا ہے پھر بنی اشہل کا پھر بنی ساعدہ کا پھر بنی حارث کا پھر بنی خزرج کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔

تشریح:۔ حضور ﷺ نے بتایا کہ پہاڑ (احد) ہم سے محبت کرتا ہے اور انصار کے بہترین گھرانوں کی خبر دی اور آندھی آنے سے پہلے اس کی خبر دی پہاڑ ایک غیر ناطق چیز ہے بے جان ہے مگر اس کے احوال سے آگاہی علم غیب ہی تو ہے۔

باب: ہدم الکعبۃ

وقالت عائشۃ قال النبی ﷺ یغزو جیش ن الکعبۃ فیخسف بھم۔

عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال کانی بہ اسود افحج یقلعھا حجرا حجرا۔

عن سعید بن المسیب ان اباھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرب الکعبۃ ذوالسویقین من الحبشۃ۔ حدیث (31) (بخاری کتاب المناسک)

باب: کعبہ گرانے کا بیان

اور حضرت عائشہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک لشکر لڑنے کے لیے کعبہ پر چڑھ آئیگا اور وہ زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے وہ نبی

ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا گویا میں کعبہ کو گرانے والے کو دیکھ رہا ہوں ایک کالا بھدا اس کا ایک ایک پتھر اکھیڑ رہا ہے۔ سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعبے کو ایک چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی خراب کریگا۔

تشریح:۔ حضور ﷺ وہ دیکھتے ہیں جو غیر نبی نہیں دیکھ سکتا آئندہ آنے والے حالات کی پہلے سے خبر دینا علامات نبوت سے ہے۔ واقعہ خسف پہلے ہوگا اور واقعہ ذوالسویقین اس کے بعد ہوگا۔

باب: من رغب عن المدینہ

ان اباهريرة رضى الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول يتركون المدينة على خير ما كانت لا يغشاها الا العواف يريد عوافي السباع والطير واخر من يحشر راعيان من مزينة يريدان المدينة ينعقان بغنمهما فيجدانها و حشا حتى اذا بلغا ثنية الوداع خرا على وجوههما۔ عن سفيان بن ابى زهير رضى الله عنه انه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول يفتح اليمن فياتي قوم يبسون فيتحملون باهلهم ومن اطاعهم والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون و يفتح الشام فياتي قوم يبسون فيتحملون باهليهم و من اطاعهم والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون و يفتح العراق فياتي قوم يبسون فيتحملون باهليهم ومن اطاعهم والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون۔ حديث (32) (بخاری کتاب المناسک)

باب: جو شخص مدینہ سے نفرت کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے تم مدینہ کو اچھی حالت میں چھوڑ جاؤ گے پھر (ایسا اجاڑ ہو جائے گا کہ) وہاں وحشی جانور درندے اور چرندے بسنے لگیں گے اور آخر میں قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے مدینہ آئیں گے اس لیے کہ اپنی بکریاں ہانک لے جائیں دیکھیں گے کہ وہاں نرے وحشی جانور ہی جانور ہیں جب وہ ثنیۃ الوداع پر پہنچیں گے تو اوندے منہ گر پڑھیں گے۔ حضرت سفیان بن ابی زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے ملک یمن فتح ہوگا پھر وہاں سے کچھ لوگ سواری کے جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جوان کا کہنا مانیں گے ان کو لاد کر مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ اگر ان کو معلوم ہوتا تو مدینہ میں رہنا ان کے لیے بہتر تھا اسی طرح ملک شام فتح ہوگا اور کچھ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور اپنا کہنا ماننے والوں کو لاد کر لے جائیں گے اور اگر وہ سمجھتے تو ان کا مدینہ میں رہنا بہتر تھا اور اسی طرح ملک عراق فتح ہوگا اور وہاں کے کچھ لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور اپنا کہنا ماننے والوں کو لاد کر لے جائیں گے اگر ان کو سمجھ ہوتی تو مدینہ میں انکا رہنا بہتر تھا۔

تشریح: ثنیۃ الوداع مدینہ منورہ کے پاس ایک پہاڑی کا نام ہے علامہ نووی نے فرمایا یہ ترک آخری زمانہ میں ہوگا اور علامہ عیاض کی رائے یہ ہے کہ عصر اول میں مدینہ منورہ کے ساتھ یہ معاملہ ہو چکا ہے۔ (واللہ اعلم)

اس میں مدینہ منورہ کی خیر و برکت کا بیان ہے اور یہ کہ مدینہ سے بے رغبتی اور اسے چھوڑ کر دوسری جگہ سکونت اختیار کرنا اچھا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح یمن کی پیش گوئی فرمائی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں پوری ہوئی۔ پھر عہد صدیقی میں شام و عراق فتح ہوئے اور لوگ مفتوحہ علاقوں میں سکونت اختیار کرنے لگے۔

خاک طیبہ از دو عالم بہتر است
آں خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

باب: الایمان یارز الی المدینہ

عن ابی هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الايمان ليارز الى المدينة كما تارز الحية الى حجرها۔ حديث (33) (بخاری کتاب المناسک)

باب: ایمان مدینہ کی طرف سمٹ آئے گا

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سمٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے بل میں آجاتا ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث سے بھی مدینہ منورہ کی عظمت و بزرگی واضح ہوتی ہے۔ اور یہ کہ جیسے سانپ طلب معاش میں ادھر ادھر پھرتا ہے اور جب کسی چیز سے خوف کھاتا ہے تو واپس اپنے بل کی طرف پلٹ آتا ہے ایسے ہی آخر زمانہ میں اہل ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئیں گے۔

باب: اثم من کاد اھل المدینہ

عن عائشة قالت سمعت سعدا رضي الله عنه قال سمعت النبي صلی اللہ علیہ وسلم

يقول لا يكيد اهل المدينة احد الا انماع كما ينماع الملح في الماء۔ (بخاری)

باب: اہل مدینہ سے فریب کرنے والے کا گناہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اہل مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی فریب کریگا وہ اس طرح گھل جائیگا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

تشریح:۔ کسی بھی مسلمان کو دھوکا دینا بہرحال ناجائز حرام ہے اور اہل مدینہ کے ساتھ ایسا سلوک کرنا اور بھی زیادہ گناہ ہے کیونکہ ان کو ایک ایسے مقدس شہر سے نسبت ہے جس کو ہستی کے نقش حضور سید عالم ﷺ نے پسند فرمایا اور بحکم خدا اسی شہر کی طرف آپ نے ہجرت فرمائی۔ مسجد نبوی جو کائنات عالم میں سب سے مقدس مسجد ہے تعمیر فرمائی پھر اسی شہر میں آج بھی جلوہ فرما ہیں مدینہ منورہ والوں کے ساتھ برا سلوک کرنے والوں کا انجام بتانا علم غیب ہے۔

باب: اطام المدینہ

قال اخبرني عروة سمعت اسامة رضي الله عنه قال اشرف النبي ﷺ على اطم من اطام المدينة فقال هل ترون ما ارى انى لارى مواقع الفتن خلال بيوتكم كمواقع القطر۔ حدیث (35) (بخاری کتاب المناسک)

باب: مدینہ کے محلوں کے متعلق

ابن شہاب حضرت اسامہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ مدینہ کے ایک اونچے

مکان پر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا کیا تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں۔ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے مقام ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش گرنے کا مقام۔

تشریح:۔ حضور ﷺ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو غیر نبی نہیں دیکھ سکتا۔ علامہ عینی نے فرمایا، ھذا من علامات النبوۃ الا خبارہ بما یکون کہ یہ بات نبوت کی علامات سے ہے کہ آپ نے آئندہ ہونے والے حوادثات کی خبر دی علامہ قسطلانی نے فرمایا دیکھنے سے مراد علم ہے یا آنکھ سے دیکھنا کہ فتنوں کی صورت آپ کے سامنے کر دی گئی۔ مطلب یہ کہ مدینہ میں فتنوں کا ظہور ہوگا اور یہ نبوت کی نشانیوں میں سے ہے حضور ﷺ کا یہ فرمان پورا ہوا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ یزید کی جانب سے واقعہ حرہ میں اہل مدینہ پر آفتیں آئیں۔

باب: لا یدخل الدجال المدینہ

عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال لا یدخل المدینۃ رعب المسیح الدجال لھا یومئذ سبعۃ ابواب علی کل باب ملکان۔

حدیث (36) (بخاری کتاب الفتن)

باب: دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوگا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آپ سے فرمایا مدینہ میں دجال کا کچھ خوف نہ ہوگا اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دیں گے۔

تشریح:۔ ان میں بھی مدینہ کی خصوصیات کا ذکر ہے۔ دجال کو مسیح اس لیے کہا

گیا کہ وہ ممسوح العین یعنی کانا ہوگا یا اس لیے کہ وہ روئے زمین کی سیاحت کرے گا۔ دجال دجل سے مشتق ہے اس کے معنی جھوٹ کے ہیں مدینہ منورہ طاعون اور فتنہ دجال سے محفوظ و مامون رہے گا مکہ و مدینہ کے ہر راستہ پر فرشتے پہرہ دار ہونگے وہ دجال کو ان دونوں مقدس شہروں میں داخل نہ ہونے دیں گے قرب قیامت میں مدینہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا یہ زلزلہ دراصل ان لوگوں کو مدینہ سے نکالنے کے لیے ہوگا جن کے دلوں میں نفاق ہوگا منافق ان زلزلوں سے ڈر کر مدینہ سے بھاگ جائیں گے اور خالص مخلص مسلمان مدینہ میں رہ جائیں گے۔

باب: الریان للصائمین

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال من انفق زوجین فی سبیل الله نودی من ابواب الجنة یا عبدالله هذا خیر فمن کان من اهل الصلوة دعی من باب الصلوة ومن کان من اهل الجهاد ومن کان من اهل الصیام دعی من باب الریان ومن کان من اهل الصدقة دعی من باب الصدقة فقال ابوبکر رضی الله عنه بابی انت وامی یا رسول الله ما علی من دعی من تلك الابواب من ضرورة فهل یدعی احد من تلك الابواب کلها قال نعم و ارجو آن تکون منهم۔حدیث (37) (بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے راستے میں جوڑا جوڑا خرچ کیا، اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازہ سے جو روزہ دار ہوگا اسے باب الریان سے اور جو صدقہ کرنے

والا ہوگا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر کوئی ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازہ سے بھی بلالیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا یا ان سب دروازوں سے بلایا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے لوگ بھی ہونگے اور مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے۔

تشریح:۔ اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس میں علم غیب ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ابوبکر صدیق کو قیامت کے دن جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکارا جائے گا۔

باب: من لم یبال من حیث کسب المال

عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یاتی علی الناس زمان لا يبالی المرء ماأخذ منه امن الحلال ام من الحرام۔ حدیث (38) (بخاری کتاب البیوع)

جس نے کمائی کے ذرائع کو اہمیت نہ دی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا وقت آئیگا کہ انسان اپنے ذرائع آمدنی کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ حلال ہے یا حرام۔

تشریح:۔ مطلب حدیث یہ نہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق ایسا زمانہ آنا ہی ہے کہ لوگ حلال وحرام کی پرواہ نہیں کریں گے تو پھر اس سے بچنے کی کیوں کوشش کی جائے بلکہ مطلب حدیث یہ ہے کہ جب ایسا وقت آجائے کہ لوگ مال کی حرص وطمع میں ذرائع آمدنی کی پاکی وطہارت کا خیال نہ رکھیں تو بھی حلال

روزی کمانے کے لیے ہر ممکن کوشش ضروری ہے۔ رسول پاک ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ زمانہ آ چکا ہے۔

باب: من انظر معسرا

عن عبیداللہ ابن عبداللہ انہ سمع ابا ھریرۃ عن النبی ﷺ قال کان تاجر یداین الناس فاذا رای معسرا قال لفتیانہ تجاوزوا عنہ لعل اللہ ان یتجاوز عنا فتجاوز اللہ عنہ۔ (بخاری کتاب البیوع)

باب: جس نے تنگدست کو ڈھیل دی

عبیداللہ ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک تاجر (امم سابقہ میں) لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا پھر جب کسی تنگدست کو دیکھتا تو اپنے ملازموں سے کہہ دیتا کہ ان سے درگزر کرنا شاید اللہ تعالیٰ ہم سے (اسی طرح) درگزر فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے درگزر فرمایا۔

تشریح:۔ اس حدیث میں بیع وشراء لین دین کے معاملات میں نرمی اور درگزر کی ہدایت دی گئی ہے اور تنگدست کو مہلت دینے کی ترغیب اور یہ بھی کہ دنیا میں نرمی اور درگزر کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بھی آخرت میں نرمی و درگزر فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلوں کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا اور کیا صلہ دیا ان امور کی خبر دینا علم غیب ہے۔

باب: التجارۃ فیما یکرہ لبسہ للرجال والنساء

عن عائشۃ ام المؤمنین انھا اخبرتہ انھا ازترت نمرقۃ فیھا تصاویر

فلما راها رسول الله ﷺ قام علی الباب فلم یدخله فعرفت فی وجهه الکراهیة فقلت یا رسول الله (ﷺ) الی الله والی رسوله ﷺ ما اذنبت فقال رسول الله اتوب الی الله والی رسوله ﷺ ما بال هذه النمرقة قلت اشتریتها لك لتقعد علیها وتوسدها فقال رسول الله ﷺ ان اصحاب هذه الصور یوم القیمة یعذبون فیقال لهم احیوا ما خلقتم و قال ان البیت الذی فیه الصور لا تدخله الملٓیکة۔ (بخاری) حدیث (39)

حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک غالیچہ خریدا جس میں تصاویر بنی ہوئی تھیں جب حضور ﷺ کی نظر پڑی تو آپ دروازہ پر ہی کھڑے ہو گئے اندر تشریف نہ لائے تو میں نے حضور ﷺ کے چہرہ اقدس میں ناپسندیدگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتی ہوں اور بارگاہ رسول میں معافی مانگتی ہوں حضور مجھ سے کیا قصور ہو گیا اس پر آپ نے فرمایا یہ غالیچہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کی یہ تو میں نے آپ ہی کے لیے خریدا ہے کہ آپ اس پر جلوہ فرما ہوں اور اس سے تکیہ لگائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس طرح کی تصاویر بنانے والوں کو عذاب دیا جائے گا اوران سے یہ بھی کہا جائے گا تم نے جس کی تخلیق کی ذرا اسے زندہ بھی کر کے دکھاؤ آپ نے یہ بھی فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں ملائکہ (رحمت) اس میں نہیں آتے۔

تشریح:۔ حضور ﷺ نے فرمایا تصویر بنانے والوں کو عذاب دیا جائے گا۔ ان کو کہا جائے گا تم نے جس کی تخلیق کی ذرا اسے بھی زندہ کر کے دکھاؤ۔ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں ملائکہ (رحمت) اس میں نہیں آتے۔ اس حدیث میں تین علم غیب کی خبریں ہیں۔

باب: ماذکر فی الاسواق

عن نافع ابن مطعم عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ یغزو اجیش ن الکعبۃ فاذا کانوا ببیدآء من الارض یخسف باولھم واخرھم قالت قلت یا رسول اللہ کیف یخسف باولھموا خرھم وفیھم اسواقھم ومن لیس منھم قال یخسف باولھم واخرھم ثم یبعثون علی نیاتھم ۔ حدیث (40) (بخاری کتاب البیوع)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر لشکر کشی کریگا جب وہ مقام بیداء پر پہنچے گا تو انہیں شروع سے آخر تک زمین میں دھنسا دیا جائے گا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ شروع سے آخر تک کیونکر دھنسایا جائے گا جبکہ وہیں بازار بھی ہونگے اور وہ لوگ بھی جو ان لشکریوں میں سے نہیں ہونگے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں شروع سے آخر تک دھنسا دیا جائے گا پھر اپنی نیتوں کے مطابق ان کا حشر ہوگا۔

تشریح:۔ سیدہ عائشہ کے سوال کا مقصد یہ تھا جو لوگ کعبہ پر چڑھائی کی نیت سے آئیں گے وہ تو مجرم تھے مگر باقی لوگ جو بازار میں خرید و فروخت کرنے والے اور دوسرے وہ لوگ جو اس گروہ میں شامل نہ تھے ان کو کیوں دھنسایا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اول و آخر سب کو دھنسا دیا جائے گا مطلب جواب یہ ہے کہ جب سیلاب آتا ہے تو اچھے اور برے کی تفریق کے بغیر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے البتہ ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے ظالم فاسق و فاجر کی مصاحبت سے بچنا چاہئے نہ معلوم گناہوں کی وجہ سے کب ان پر عذاب آ جائے

اور اس کی لپیٹ میں نیک و صالح بھی آجائیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ سے ہر آن ڈرنا چاہیے اس کی حکمتیں وہی جانتا ہے عاجزی انکساری ہی اللہ کو پسند ہے اپنے نیک اعمال پر غرور و تکبر نہیں کرنا چاہیے وہ قادر قدیر خدا ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے چاہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔

؎ مدینے وچ بیٹھا او دنیا نوں ویکھے
سنے جوڑے عرشاں تے چڑھ جان والا

باب: قتل الخنزیر وقال جابر حرم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بیع الخنزیر سمع ابا هریرة یقول قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد۔حدیث (41) (بخاری)

باب سؤر کا مار ڈالنا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سور کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ زمانہ آنے والا ہے جب ابن مریم علیہ السلام تم میں ایک عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے اتریں گے وہ صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے، سوروں کو مار ڈالیں گے اس وقت مال و دولت کی اتنی فراوانی ہو گی کہ کوئی لینے والا نہیں ہو گا۔

تشریح:۔

۱:۔ وہ زمانہ آنے والا ہے جب ابن مریم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے

۲:۔ ایک عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے اتریں گے

۳:۔ وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے ۴:۔ جزیہ کو ختم کر دیں گے

۵:۔ سوروں کو مار ڈالیں گے

۶:۔ مال ودولت کی اتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی لینے والا نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے حضور ﷺ کے چھ علم غیب ثابت ہوئے ہیں۔

باب: اذا وكل رجلا فترك الوكيل شئيا فاجازه الموكل فهو جآئز وان اقرضه الى اجل مسمى جاز

وقال عثمان بن الهيثم ابو عمر وثناعوف عن محمد بن سيرين عن ابي هريرة قال وكلني رسول الله ﷺ بحفظ زكوة رمضان فاتاني آت فجعل يحثومن الطعام فاخذته و قلت والله لا رفعنك الى رسول الله ﷺ فقال دعني فاني محتاج وعلي عيال ولي حاجة شديدة قال فخليت عنه فاصبحت فقال النبي ﷺ ياباهريرة ما فعل اسيرك البارحة قال قلت يارسول الله شكى حاجه شديدة وعيالا فرحمته فخليت سبيله قال اما انه قد كذبك وسيعود فعرفت انه سيعود لقول رسول الله ﷺ انه سيعود فرصدته فجعل يحثومن الطعام فاخذته فقلت لا رفعنك الى رسول الله ﷺ قال دعني فاني محتاج وعلي عيال لا اعود فرحمته فخليت سبيله فاصبحت فقال

لی رسول اللہ ﷺ یا ابا هريرة ما فعل اسيرك قلت يارسول الله شكى

حاجة شديدة و عيالا فرحمته فخليت سبيله قال انه قد كذبك و سيعود

فرصدته الثالثة فجعل يحثومن الطعام فاخذته فقلت لا رفعنك الى رسول

الله ﷺ و هذا آخر ثلث بها قلت ما هو قال اذا اويت الى فراشك فاقرأاية

الكرسي الله لا اله الا هوالحي القيوم حتى تختم الآية فانك لن يزال عليك

من الله حافظ ولا يقربك شيطان حتى تصبح فخليت سبيله فاصبحت فقال

لی رسول الله ﷺ ما فعل اسيرك البارحة فقلت يارسول الله زعم انه

يعلمني كلمات ينفعني الله بها فخليت سبيله قال ما هي قال قال لي اذا

اويت الى فراشك فاقرأ آية الكرسي من اولها حتى تختم الاية الله لآ اله الا

هو الحي القيوم وقال لي لن يزال عليك من الله حافظ ولا يقربك شيطان

حتى تصبح و كانوا احرص شئی على الخير فقال النبي ﷺ اما انه قد

صدقك وهو كذوب تعلم من تخاطب مذ ثلاث ليال يا اباهريرة قال لا

قال ذاك شيطان۔

حدیث (42) (بخاری کتاب الوکالۃ)

جب کسی شخص کو وکیل مقرر کیا اور وکیل نے کوئی شے چھوڑ دی اور موکل نے

اس کو جائز رکھا تو جائز ہے۔

اور وکیل مدت مقررہ تک قرض دے تو جائز ہے اور عثمان بن ہیثم ابوعمرو نے کہا

ہم سے عوف نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابو ہریرہ سے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی

اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے فطرانہ کی نگہداشت کا وکیل بنایا میرے

پاس ایک شخص آیا اور غلہ سے لپ بھرنا شروع کی تو میں نے اس کو پکڑ لیا میں نے کہا

بخدا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اس نے کہا میں غریب ہوں میرے اوپر بال بچہ کا بوجھ ہے اور مجھے ضرورت ہے ابو ہریرہ نے کہا میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی مجھے رحم آ گیا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو اس نے جھوٹ بولا ہے وہ عنقریب پھر آئیگا پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مجھے یقین ہوا کہ وہ پھر آئیگا میں نے اس کا انتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور غلہ سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں محتاج ہوں میرے اوپر بال بچوں کا بوجھ ہے میں پھر نہیں آؤنگا مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابو ہریرہ تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو اس نے جھوٹ بولا ہے وہ پھر آئیگا میں نے تیسری بار اس کا انتظار کیا وہ آیا اور غلہ سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا تو کہتا ہے کہ پھر نہیں آئیگا پھر آ جاتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تجھے چند کلمات بتاتا ہوں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دیگا میں نے کہا وہ کیا ہیں اس نے کہا جب تو اپنے بستر پر آئے تو آیت الکرسی پڑھو (اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم) حتیٰ کہ آیت ختم کرے تو اللہ کی طرف سے فرشتہ تیری حفاظت کرے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئیگا میں نے اس کو

چھوڑ دیا صبح ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات بتائے گا جنکے ذریعے اللہ تعالی مجھے نفع دیگا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا اس نے مجھے کہا جب تو اپنے بستر پر آئے تو اول سے آیت الکرسی پڑھو حتی کہ اسے ختم کرو (اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم) اور کہا اللہ کی طرف سے فرشتہ تیری حفاظت کریگا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہ آئیگا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر کے بڑے حریص تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا خبردار رہو اس نے بات سچی کہی ہے اور وہ بڑا جھوٹا ہے اے ابوہریرہ جانتے ہو کہ جس سے تم تین دن گفتگو کر رہے ہو وہ کون ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

تشریح:۔ تین دن مسلسل سرکار ﷺ کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمانا کہ رات کے چور کا کیا ہوا اور یہ فرمانا کہ وہ پھر آئیگا گزشتہ کا علم اور آئندہ کا علم اپنے غلام کی خبر اور آنے والے کا علم کہ وہ شیطان ہے یہ تمام حضور ﷺ کے علوم غیبیہ سے ہیں

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا

کراء الارض بالذھب والفضة وقال ابن عباس ان امثل ما انتم صانعون ان تستاجروا الارض البیضاء من السنة

حدثنی عبداللہ ابن محمد حدثنا ابو عامر ثنا فلیح عن ھلال بن علی عن عطاء بن یسار عن ابی ھریرة ان النبی ﷺ کان یوما یحدث و عندہ رجل من اھل البادیة ان رجلا من اھل الجنة استاذن ربه فی زرع فقال له الست

فیما شئت قال بلی ولکن احب ان ازرع قال فبذر فبادر الطرف نباته واستوائه واستحصاده فکان امثال الجبال فیقول اللہ تعالی دونک یا ابن ادم فانہ لا یشبعک شئی فقال الاعرابی واللہ لا تجدہ الاقرشیا او انصاریا فانھم اصحاب زرع واما نحن فلسنا باصحاب زرع فضحک النبی ﷺ۔ حدیث (43)(بخاری)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن یہ وعظ فرما رہے تھے جبکہ ایک دیہاتی آپ کے پاس بیٹھا تھا کہ جنتیوں میں سے ایک شخص اپنے رب سے کاشتکاری کی اجازت طلب کریگا تو اللہ تعالی اسے فرمائے گا کیا تو موجودہ حالت پر خوش نہیں؟ وہ کہے گا کیوں نہیں (خوش ہوں) لیکن مجھے کھیتی باڑی سے محبت ہے فرمایا وہ بیج بوئے گا تو اس کے دیکھنے سے پہلے بیج اگ آئے گا اور سیدھا ہو جائے گا اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گا اور پہاڑ کی طرح انبار لگ جائے گا اور اللہ تعالی فرمائے گا اے آدم کے بیٹے یہ لے لے تجھے کوئی شے سیر نہیں کر سکتی اس دیہاتی نے کہا بخدا! وہ شخص قریشی ہوگا یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ کھیتی باڑی کرنے والے ہیں ہم تو کھیتی باڑی نہیں کرتے تو نبی کریم ﷺ ہنس پڑے۔

تشریح:۔ اس حدیث میں حضور ﷺ کا قیامت کے بارے میں علم غیب ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مال کی کثرت اور دنیاوی مال ومتاع میں رجحان انسان کی جبلت میں داخل ہے لیکن اللہ تعالی نے جنتیوں کو اس سے مستغنی کر دیا ہے اور وہ دنیاوی محنت ومشقت سے بے نیاز ہو نگے۔ (واللہ ورسولہ اعلم)

باب: اثم من منع ابن السبیل من المآء

موسی بن اسماعیل ثنا عبد الواحد بن زیاد عن الاعمش قال سمعت

ابا صالح یقول سمعت اباھریرۃ یقول قال رسول اللہ ﷺ ثلثۃ لا ینظر اللہ الیھم یوم القیمۃ ولا یز کیھم ولھم عذاب الیم رجل کان لہ فضل مآء فی الطریق فمنعہ من ابن السبیل ورجل بایع اماما لا یبایعہ الالدنیا فان اعطاہ منھا رضی وان لم یعطہ منھا سخط ورجل اقام سلعتہ بعد العصر فقال واللہ الذی لا الہ غیرہ لقد اعطیت بھا کذا او کذا فصدقہ رجل ثم قرأ ھذہ الایۃ ان الذین یشترون بعھداللہ وایمانھم ثمنا قلیلا۔ حدیث(44)

(بخاری کتاب المساقات)

باب: جس نے مسافر کو پانی دینا منع کیا:۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی تین شخصوں کو قیامت میں نظر کرم سے نہ دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کریگا اور ان کو سخت عذاب ہوگا ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں زائد پانی ہو اور وہ مسافروں کو نہ دے دوسرا وہ شخص جو امام کی بیعت صرف دنیا حاصل کرنے کے لیے کرے اگر وہ اس کو دنیا میں سے کچھ دے تو راضی رہتا ہے اگر نہ دے تو ناراض ہو جاتا ہے تیسرا وہ شخص جو عصر کے بعد اپنا سامان بازار میں رکھتا ہے اور کہتا ہے اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں مجھے اس سامان کے عوض اتنا اتنا مال دیا جاتا ہے تو خریدار نے اس کی بات مان لی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی " بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے سبب تھوڑی قیمت لیتے ہیں۔"

تشریح:۔ اگر یہ سوال ہو کہ جن لوگوں کو اللہ تعالی نظر کرم سے نہ دیکھے گا وہ

صرف تین اشخاص نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کی تخصیص اس سے زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی یا پہلے سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ مخلوق پر شفقت نہیں کرتا اور تیسرے سے اللہ کے حکم کی عدم تعظیم کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا دونوں جہتوں کو جامع ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب: حسن التقاضی

حدثنا مسلم ثنا شعبة عن عبدالملك بن عمير عن ربعي عن حذيفة قال سمعت النبی ﷺ يقول ما رجل فقيل له ما كنت تقول قال كنت ابايع الناس فاتجوز عن الموسر واخفف عن المعسر فغفرله قال ابو مسعود سمعته من النبی ﷺ ۔ (بخاری)

باب: قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص مر گیا تو اسے پوچھا تو کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا میں خرید وفروخت کا لوگوں سے معاملہ کرتا تھا اور مال دار پر آسانی کرتا تھا اور غریب کو معاف کردیتا تھا تو اسے بخشا گیا ابو مسعود نے کہا میں نے یہ نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ اس حدیث کی شرح حدیث نمبر ۳۸ کے تحت گزر چکی ہے

باب: مایذکر فی الاشخاص والخصومة بین المسلم والیھودی

حدثنا يحي بن قزعة ثنا ابراهيم بن سعد عن ابن شهاب عن ابی سلمة وعبدالرحمن الاعرج عن ابی هريرة قال استب رجلان رجل من

المسلمين ورجل من اليهود فقال المسلم والذی اصطفی محمدا علی العلمین وقال اليهودی والذی اصطفی موسى علی العلمين فرفع المسلم يده عند ذلك فلطم وجه اليهودی فذهب الی النبی ﷺ فاخبره بما كان من امره وامر المسلم فدعا النبی ﷺ المسلم فساله عن ذلك فاخبره فقال النبی ﷺ لا تخيرونی علی موسى فان الناس يصعون يوم القيمة فاصعق معهم فاكون اول من يفيق فاذا موسى باطش جانب العرش فلا ادری كان فيمن صعق فافاق قبلی او كان ممن استثنى الله

حدیث (45)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو شخص جھگڑ پڑے ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا مسلمان نے کہا قسم اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو ساری دنیا پر فضیلت دی ہے یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو دنیا پر فضیلت دی ہے۔ یہ سن کر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے چہرہ پر طمانچہ مارا یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور اپنا اور مسلمان کا سارا واقعہ بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے مسلمان کو بلایا اور اس کے متعلق اس سے پوچھا تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے موسیٰ "علیہ السلام" پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے روز سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بیہوش ہو جاؤں گا اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا جبکہ موسیٰ "علیہ السلام" عرش کا کنارا پکڑے ہونگے مجھے معلوم نہیں کہ وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں سے ہونگے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بے ہوشی سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث میں حضور ﷺ کا قیامت کے بارے میں علم غیب ثابت

ہے قیامت کے دن کیا ہوگا؟ سب کا بیہوش ہونا اور پھر سب سے پہلے کون ہوش میں آئے گا؟ موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارا پکڑے ہونگے۔ قیامت غیب ہے اور قیامت کے روز کے معاملات غیب ہیں کہ قیامت کو کیا ہوگا ان سب امور کی خبریں دینا یہ حضور پاک ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: کسر الصلیب وقتل الخنزیر

حدثنا علی بن عبداللہ ثنا سفین ثنا الزھری اخبرنی سعید ابن المسیب سمع اباھریرۃ عن رسول اللہ ﷺ قال لا تقوم الساعۃ حتی ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد۔ (بخاری کتاب المظالم والقصاص) حدیث (46)

صلیب توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم میں ابن مریم حاکم اور منصف بن کر اتریں گے اور صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ ختم کردیں گے اور مال عام ہوجائے گا حتی کہ اس کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ اس حدیث کی شرح حدیث نمبر ۴۱ کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: لا یشھد علی شھادۃ جور اذا اشھد

حدثنا ادم ثنا شعبۃ ثنا ابو جمرۃ قال سمعت زھدم بن مضرب قال سمعت عمران بن حصین قال قال النبی ﷺ خیر کم قرنی ثم الذی

يلونهم ثم الذين يلونهم قال عمران لا ادری اذکر النبی ﷺ بعد قرنين او ثلثة قال النبی ﷺ ان بعدکم قوما يخونون ولا يؤتمنون ويشهدون وينذرون ولايفون ويظهر فيهم السمن۔ حدیث (47)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے عمران نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بعد میں دو یا تین قرن (زمانہ) کو ذکر کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے بعد لوگ ہونگے جو خیانت کریں گے اور ان کو امین نہ بنایا جائے گا (وہ امین نہ ہونگے) وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان کو گواہ نہ بنایا جائے گا وہ نذریں مانیں گے اور پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

تشریح:۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا تمہارے بعد لوگ ہونگے جو خیانت کریں گے ۲:۔ ان کو امین نہ بنایا جائے گا (وہ امین نہ ہونگے) ۳:۔ وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان کو گواہ نہ بنایا جائے گا ۴:۔ وہ نذر مانیں گے اور پوری نہیں کریں گے ۵:۔ ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔ اس حدیث سے حضور ﷺ کے پانچ علم غیب ثابت ہوئے۔

باب: الوصية بالثلث

حدثنا محمد بن عبدالرحيم ثنا زكريا بن عدی ثنا مروان عن هاشم بن هاشم عن عامر بن سعد عن ابيه قال مرضت فعادنی النبی ﷺ

فقلت یارسول اللہ ادع اللہ یردنی علی عقبی قال لعل اللہ یرفعك وینفع بك ناسا قلت ارید ان اوصی وانما لی ابنة فقلت اوصی بالنصف قال النصف کثیر قلت فالثلث قال الثلث کثیر او کبیر قال فاوصی الناس بالثلث فجاز ذلك لهم۔ حدیث(48) (بخاری کتاب الوصایا)

عامر بن سعد رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں بیمار ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی تو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کریں کہ وہ میری ایڑی کے بل مجھے واپس نہ کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تمہاری عمر لمبی کریگا اور تمہارے ذریعہ بعض لوگوں کو نفع پہنچے گا میں نے عرض کیا میرا ارادہ وصیت کرنے کا ہے اور میری ایک ہی بیٹی ہے کیا میں آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا نصف مال زیادہ ہے میں نے عرض کی تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا تہائی بھی زیادہ یا بڑا ہے۔ انہوں نے کہا لوگوں نے تہائی مال کی وصیت کی اور یہ ان کے لیے جائز تھا۔

تشریح:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی سے فرمایا یقیناً اللہ تمہاری عمر لمبی کرے گا اور تمہارے ذریعے بعض لوگوں کو نفع پہنچے گا! اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کس کی کتنی عمر ہے اور کون کس کو نفع دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان امور کی خبر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے بتانے سے ان امور کی خبر ہے۔

باب: الدعا بالجهاد والشهادة للرجال والنساء وقال عمر اللهم ارزقنی شهادة فی بلد رسولك۔

حدثنا عبداللہ ابن یوسف عن مالك عن اسحاق بن عبداللہ بن ابی

طلحة عن انس بن مالك انه سمعته يقول كان رسول الله ﷺ يدخل على
ام حرام بنت ملحان فتطعمه و كانت ام حرام تحت عبادة بن الصامت
فدخل عليها رسول الله ﷺ ثم استيقظ اهو يضحك قالت فقلت ما
يضحكك يا رسول الله قال ناس من امتى عرضوا على غزاة فى سبيل الله
يركبون ثبج هذاالبحر ملوكا على الاسرة او مثل الملوك على الاسرة شك
اسحق قالت فقلت يارسول الله ادع الله ان يجعلنى منهم فدعا لها
رسول الله ﷺ ثم وضع رأسه ثم استيقظ وهو يضحك فقلت مايضحكك
يارسول الله قال ناس من امتى عرضوا على غزاة فى سبيل الله كما قال فى
الاولى قالت فقلت يارسول الله ادع الله ان يجعلنى منهم قال انت من
الاولين فركبت البحر فى زمان معاويه ابن ابى سفيان فصرعت عن دابتها
حمن خرجت من البحر فهلكت۔ حدیث(49) (بخاری کتاب الجہاد)

باب: مردوں اورعورتوں کے لیے جہاداورشہادت کی دعا کرنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر
میں شہادت نصیب کر۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن
مالک کو یہ کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس
تشریف لے جاتے تھے وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھی اورام حرام حضرت عبادہ بن
صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے (ایک روز) جناب رسول اللہ ﷺ ان کے گھر

تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور آپ کے سر مبارک کو آرام پہنچانے لگیں اور جناب رسول اللہ ﷺ سو گئے پھر بیدار ہوئے جبکہ آپ ہنس رہے تھے ام حرام کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو کس نے ہنسایا؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس حال میں پیش . وے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں کہ وہ اس سمندر کے درمیان بادشاہوں کے تختوں پر سوار ہیں یا وہ تختوں پر بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہیں اسحاق نے یہ شک سے بیان کیا ہے۔ام حرام نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالی سے دعا کریں کہ مجھے ان لوگوں میں کرے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی پھر سر رکھا اور سو گئے پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو کس نے ہنسایا ہے؟ آپ نے فرمایا میری امت میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ میرے سامنے پیش ہوئے جیسے پہلی دفعہ فرمایا تھا ام حرام نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں کرے آپ ﷺ نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں شامل ہو چکی ہو۔ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں سمندر پر سوار ہوئیں اور جس وقت سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں (شہید ہو گئیں)

تشریح:۔ یہ سب معجزات ہیں کہ آپ کے بعد آپ کی برکت سے آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو غلبہ اور سرفرازی حاصل ہوگی اور وہ سمندروں میں سفر کر کے جہاد کریں گے۔ اور ام حرام رضی اللہ عنہا اس زمانہ تک زندہ رہیں گی اور وہ ان لوگوں میں سے ہونگی جو سمندر کا سفر کر کے جہاد کریں گے اور اللہ کے فضل وکرم سے ایسا ہی ہوا جو آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

باب: من اتاه سھم غرب فقتله

حدثنا محمد ابن عبداللّٰه ثنا حسين بن محمد الواحمد ثنا شيبان عن قتادة ثنا انس بن مالك ان ام الربيع بنت البرآء اهي ام حارثة بن سراقة اتت النبي ﷺ فقالت يانبي اللّٰه الا تحدثني عن حارثة و كان قتل يوم بدر اصابه سهم غرب فان كان في الجنة صبرت وان كان غير ذلك اجتهدت عليه في البكآء قال يا ام حارثة انها جنان في الجنة وان ابنك اصاب الفردوس الاعلى۔ حديث(50)

باب: جس کو نا معلوم تیر لگا اور اس کو قتل کر دیا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام ربیع بنت براء اور وہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا نبی اللہ! کیا آپ مجھے حارثہ کی خبر نہیں دیتے جبکہ وہ بدر کے روز شہید ہو گئے تھے ان کو نا معلوم تیر لگا (جو جان لیوا ثابت ہوا) اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کرتی ہوں اور اگر اس کے برعکس ہے تو میں اس پر رونے کی کوشش کروں گی۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا اے ام حارثہ ایک جنت کی بات کرتی ہو اور کئی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا اعلی جنت میں ہے۔

تشریح:۔ ”سید عالم ﷺ نے فرمایا اے ام حارثہ ایک جنت کی بات کرتی ہو کئی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا اعلی جنت میں ہے “۔ جنت ایک غیب چیز ہے اور جنت کے مقام اس سے بھی پوشیدہ چیز ہے ان تمام پوشیدہ چیزوں کی خبر دینا علم غیب ہے۔

باب: مسح الغبار عن الراس فی سبیل اللہ

حدثنا ابراھیم بن موسی نا عبدالوھاب ثنا خالد عن عکرمة ان ابن عباس قال له ولعلی بن عبداللہ ائتیا ابا سعید فاسمعا من حدیثه فاتیناه وھو واخوه فی حآئط لھما یسقیانه فلما رانا جآء فاحتبی و جلس فقال کنا ننقل لبن المسجد لبنة لبنة و کان عمار ینقل لبنتین لبنتین فمر به النبی ﷺ و مسح عن راسه الغبار فقال ویح عمار تقتله الفئة الباغیة یدعوھم الی اللہ ویدعونه الی النار۔ حدیث (51) (بخاری کتاب الجہاد)

باب: لوگوں سے اللہ کی راہ میں غبار جھاڑنا

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس نے ان کو اور علی بن عبداللہ کو کہا کہ تم دونوں ابوسعید کے پاس جاؤ اور اس سے حدیث سنو ہم ابوسعید کے پاس گئے جبکہ وہ اور ان کا بھائی اپنے باغ کو پانی پلا رہے تھے۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو ہمارے پاس آ گئے اور گٹ مار کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ ہم مسجد نبوی کی ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے جبکہ عامر بن یاسر دو، دو اینٹیں لا رہے تھے اس کے پاس سے نبی کریم ﷺ گزرے اور اس کے سر سے غبار پونچھا اور فرمایا افسوس کہ عمار کو باغی لوگ قتل کریں گے عمار ان کو اللہ کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو آگ کی طرف بلائیں گے۔

تشریح:۔ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ''عمار کو باغی لوگ قتل کریں گے'' حضرت عمار بن یاسر کو باغی لوگوں نے اذیتیں دے دے کر شہید کر دیا۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے کہ آپ پہلے ہی آنے والے حالات کی خبر دے دیتے ہیں۔

باب: ظل الملائکۃ علی الشہید

قال ابوھریرۃ عن النبی ﷺ اعلم بمن یجاھد فی سبیلہ اللہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ حدثنا قتیبۃ ثنا یعقوب بن عبدالرحمن عن ابی حازم عن سھل بن سعد الساعدی ان رسول اللہ ﷺ التقی ھو والمشرکون فاقتتلوا فلما مال رسول اللہ ﷺ الی عسکرہ ومال الاخرون الی عسکرھو وفی اصحاب رسول اللہ ﷺ رجل لا یدع لھم شآذۃ ولا فآذۃ الا اتبعھا یضربھا سیفہ فقال ما اجزأ منا الیوم احد کما اجزأ فلان فقال رسول اللہ ﷺ اما انہ من اھل النار فقال رجل من القوم انا صاحبہ فخرج معہ کلما وقف وقف معہ واذااسرع اسرع معہ قال فجرح الرجل جرحا شدیدا فاستعجل الموت فوضع نصل سیفہ بالارض وذبابہ بین ثدییہ ثم تحامل علی سیفہ فقتل نفسہ فخرج الرجل الی رسول اللہ ﷺ فقال اشھد انک رسول اللہ قال وماذاک قال الرجل الذی ذکرت انفا انہ من اھل النار فاعظم الناس ذلک فقلت انا لکم بہ فخرجت فی طلبہ ثم جرح جرحا شدیدا فاستعجل الموت فوضع نصل سیفہ فی الارض وذبابہ بین ثدییہ ثم تحامل علیہ فقتل نفسہ فقال رسول اللہ ﷺ عند ذلک ان الرجل لیعمل بعمل اھل الجنۃ فیما یبدو للناس وھو من اھل النار وان الرجل لیعمل عمل اھل النار فیما یبدو للناس وھو من اھل الجنۃ۔

حدیث (52) (بخاری کتاب الجہاد)

یہ نہ کہے کہ فلاں شخص شہید ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا مقابلہ ہوا اور جنگ ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف مائل ہوئے اور وہ اپنے لشکر کی طرف واپس ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ایک شخص تھا جو کفار کے کسی تنہا شخص کو نہ چھوڑتا مگر اس کا پیچھا کرتا اور اس کو تلوار سے مار دیتا۔ سہل نے کہا آج ہم سے کسی شخص نے کفایت نہیں کی جو فلاں شخص نے کی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو وہ شخص دوزخیوں میں سے ہے (یہ سن کر) لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کے ساتھ رہتا ہوں چنانچہ وہ اس کے ساتھ نکلا جب وہ ٹھہرتا تو یہ بھی ٹھہر جاتا جب وہ تیز دوڑتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز دوڑتا سہل نے کہا وہ شخص سخت زخمی ہو گیا اور مرنے میں جلدی کی تو اپنی تلوار کی مٹھی زمین پر اور اس کی نوک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھی اور اس پر جھک پڑا اور اپنے آپ کو قتل کر دیا (خودکشی کر لی) وہ شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا جس شخص کا آپ نے ابھی ذکر کیا تھا وہ دوزخیوں میں سے ہے اور لوگوں نے اس کو بہت گراں خیال کیا تھا تو میں نے ان سے کہا تھا میں تمہیں یہ واضح کرتا ہوں چنانچہ میں اس کی تلاش میں نکلا (اس کے ساتھ رہا) پھر وہ سخت زخمی ہو گیا اور مرنے میں جلدی کی اور اپنی تلوار کی مٹھی زمین پر اور اس

کی نوک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھی پھر اس پر گر پڑا اور اپنے آپ کو ہلاک کر دیا (خودکشی کر لی) اس وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص لوگوں کی نگاہ میں جنتیوں کے سے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کوئی شخص لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے تشریح :۔ جناب رسول اللہ ﷺ نور نبوت سے جانتے تھے کہ یہ شخص مومن نہیں یا یہ خودکشی کو حلال سمجھ کر مرتد ہو جائے گا یا اس کا معنی یہ ہے کہ یہ ان گناہگاروں میں سے ہے جو دوزخ میں داخل ہونگے پھر باہر نکل آئیں گے۔ اس حدیث میں نبوت اور حضور ﷺ کے علم غیب کی واضح دلیل ہے۔

باب: ما قیل فی درع النبی ﷺ والقمیص فی الحرب

وقال النبي ﷺ اما خالد فقد احتبس ادراعه في سبيل الله حدثنا محمد بن المثنى ثنا عبدالوهاب ثنا خالد عن عكرمة عن ابن عباس قال قال النبي ﷺ وهو في قبة يوم بدر اللهم اني انشدك عهدك ووعدك اللهم ان شئت لم تعبد بعد اليوم فاخذ ابوبكر بيده فقال حسبك يارسول الله فقد الححت على ربك وهو في الدرع فخرج وهو يقول سيهزم الجمع ويولون الدبر بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر وقال وهيب ثنا خالد يوم بدر۔ حدیث (53) (بخاری)

لڑائی میں نبی کریم ﷺ کی زرہ اور قمیص کا بیان

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خالد نے اپنی زرہیں اللہ کی راہ میں روک رکھی ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنھما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ قبہ میں تشریف فرما تھے اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدہ کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے (تو مومنوں کو ہلاک کر دے یہ سن کر) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست اقدس پکڑا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو اللہ کافی ہے آپ نے اللہ تعالی سے دعا میں بہت مبالغہ فرمایا ہے آپ اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے پس آپ باہر نکلے جبکہ یہ فرما رہے تھے عنقریب کفار شکست خوردہ ہوں گے اور پیچھا دے کر بھاگ جائیں گے بلکہ قیامت ان کا وعدہ ہے اور قیامت بہت سخت اور تلخ ہے۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کفار کو شکست ہوگی اور وہ پیچھا دے کر بھاگ جائیں گے اور ایسا ہی ہوا یہ حضور نبی کریم ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: قتال الیھود

حدثنا اسحق بن محمد الفروی ثنا مالك عن نافع ون عبدالله بن عمر ان رسول الله ﷺ قال تقاتلون الیهود حتی یختبی احدهم ورأ الحجر فیقول یا عبدالله هذا یهودی ورآئی فاقتله حدیث(54) (بخاری)

باب: یہودیوں سے جنگ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم یہودیوں سے جنگ کرو گے حتی کہ کوئی یہودی پتھر کے پیچھے چھپا ہوگا تو وہ کہے گا اے اللہ کے بندے یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کر دو۔

تشریح:۔ یہ جنگ اس وقت ہوگی جب سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ کیونکہ وہ ہماری شریعت پر عامل ہونگے اور مسلمان ان کے ساتھ ہونگے جبکہ یہودی دجال کا ساتھ دے رہے ہونگے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے کہ آپ نے مستقبل میں ہونے والے حالات کی پہلے ہی خبر دے دی کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اور اس وقت جامد اشیاء باتیں کریں گی اور مسلمانوں کو یہودیوں کی خبریں دیں گی اور ان کے قتل پر خوش ہونگی۔

باب: قتال الترک

حدثنا ابوالنعمان ثنا جریر بن حازم قال سمعت الحسن یقول ثنا عمرو بن تغلب قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من اشراط الساعة ان تقاتلوا قوما ینتعلون نعال الشعر وان من اشراط الساعة ان تقاتلوا قوما عراض الوجوه کأن وجوههم المجان۔ حدیث (55) (بخاری کتاب الجهاد)

باب: ترکوں سے جنگ

عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے جو بالوں والے جوتے پہنتے ہیں اور قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم چوڑے چہرے والے لوگوں سے جنگ کرو گے گویا کہ ان کے چہرے چوڑی ڈھالیں ہیں۔

تشریح:۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر کا وقوع ہوا ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کا کچھ واقع ۶۱۷ ہجری میں ہو چکا ہے جبکہ ترکوں کا ایک عظیم لشکر

نکلا اور انہوں نے ماوراء النہر کے لوگوں کو قتل کیا پھر خراسان کے تمام شہروں کے لوگوں کو قتل کیا پھر خراسان کے تمام شہروں کے لوگوں کو قتل کیا صرف وہی لوگ بچے تھے جو پہاڑوں کی غاروں اور سرنگوں میں چھپ گئے تھے۔ انہوں نے اسلامی شہروں میں کہرام مچایا حتی کہ قہستان کے علاقوں میں جا پہنچے اور ری، قزوین، ابہر، زنجان، اردبیل اور آذربیجان کے علاقے خراب کیے ان شہروں کا انہوں نے خون خرابہ کیا اور ان کی عورتوں کو اپنے لیے مباح سمجھا اور ان کی اولاد کو قتل کیا پھر وہ عراق کے بہت بڑے شہر اصفہان پہنچے اور بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور مساجد کے ستونوں کے ساتھ اپنے گھوڑے باندے۔ بیہقی نے بریدہ سے روائت کی کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا میری امت کو ایک قوم تین بار ہانکے گی جن کے چہرے چوڑے ہونگے گویا کہ وہ ڈھالیں ہونگی یہاں تک کہ ان کو جزیرہ عرب میں پہنچا دیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ! وہ کون ہونگے آپ ﷺ نے فرمایا وہ ترک ہیں اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے وہ اپنے گھوڑے مساجد کے ستونوں کے ساتھ باندھیں گے۔

باب: دعوة الیھود والنصاری وعلی ما یقاتلون علیہ وما کتب النبی ﷺ الی کسری وقیصر والدعوة قبل القتال

حدثنا عبداللہ بن یوسف ثنا اللیث حدثنی عقیل عن ابن شھاب اخبرنی عبید اللہ ابن عتبة ان عبداللہ بن عباس اخبرہ ان رسول اللہ ﷺ بعث بکتابہ الی کسری فامرہ ان یدفعہ الی عظیم البحرین فدفعہ عظیم البحرین الی کسری فلما قرأہ کسری خرقہ فحسبت ان سعید ابن المسیب قال فدعا علیھم

النبی ﷺ ان یمزقوا کل ممزق ۔ حدیث (56) (بخاری کتاب الجہاد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کو خط بھیجا اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ عظیم البحرین کو پہنچا دے اور عظیم البحرین اس کو کسریٰ تک پہنچا دے گا جب کسریٰ نے خط پڑھا تو اس کو پھاڑ دیا میرا خیال ہے کہ سعید بن میسب نے کہا آپ ﷺ نے کسریٰ کے لیے بددعا کی کہ وہ بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔

تشریح:۔ واقدی نے ذکر کیا کہ کسریٰ کا بیٹا شیرویہ اس پر مسلط ہوا اور سات ہجری میں اس کو قتل کر دیا اور ہر طرف سے ملک ان کے قبضہ سے نکلنا شروع ہوا اور آپ کی دعا سے حکومت زوال کا شکار ہوئی ابن سعد نے کہا جب کسریٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کا خط پھاڑا تو یمن میں اپنے حاکم باذان کو خط لکھا کہ دو طاقتور آدمی حجاز میں بھیجے جہاں سے اس کو خط موصول ہوا ہے اور وہ وہاں کے پورے حالات سے آگاہ کریں چنانچہ باذان نے اپنے وزیر کے ساتھ ایک اور شخص بھیجا اور ان کو خط بھی دیا وہ مدینہ منورہ پہنچے اور باذان کا خط سید عالم ﷺ کو پیش کیا آپ نے تبسم کرتے ہوئے ان کو اسلام کی دعوت دی جبکہ وہ دونوں کانپ رہے تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ باذان کو جا کر کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بادشاہ کسریٰ کو آج رات سات گھنٹے گزرنے کے بعد قتل کر دیا ہے یہ سات ہجری میں جمادی الاولیٰ کی دس تاریخ کو منگل کی رات تھی اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا جس نے اس کو قتل کر دیا۔ زہری نے کہا کہ کسریٰ نے باذان کو خط لکھا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ قریش میں

ایک شخص کہتا ہے کہ وہ نبی ہے وہاں جاؤ اور اس سے توبہ کراؤ اگر وہ توبہ کرلے تو فبہا ورنہ اس کا سر میرے پاس لاؤ باذان نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا تو آپ نے اس کو جواب لکھا کہ میرے اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ فلاں مہینہ میں کسریٰ کو قتل کر دیا جائے گا۔ جب باذان نے خط پڑھا تو کہنے لگا اگر آپ نبی ہیں تو عنقریب آپ کا ارشاد پورا ہوگا چنانچہ اس تاریخ کو کسریٰ قتل ہو گیا جو سرور کائنات ﷺ نے فرمائی تھی۔ زہری نے کہا اس کے بعد باذان اور اس کے ساتھی سب مسلمان ہو گئے۔

باب: دعاء النبی ﷺ الی الاسلام والنبوۃ وان لا یتخذ بعضھم بعضا اربابا من دون اللہ

حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ ثنا عبدالعزیز بن ابی حازم عن ابیہ عن سھل بن سعد سمع النبی ﷺ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ رجلا یفتح علی یدیہ فقاموا یرجان لذلک ایھم یعطی فغدوا وکلھم یرجو ان یعطی فقال این علی فقیل یشتکی عینیہ فامر فدعی لہ فبصق فی عینیہ فبرأ مکانہ حتی کانہ لم یکن بہ شئی فقال نقاتلھم حتی یکونوا مثلنا فقال علی رسلک حتی تنزل بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم بما یجب علیھم فواللہ لان یھدی بک رجل واحد خیر لک من حمر النعم۔ حدیث (57)

(بخاری کتاب الجہاد)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خیبر کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھوں اللہ

تعالی خیبر فتح کریگا لوگ اس کی امید کرتے ہوئے کھڑے ہوئے کہ کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کو آئے ہر ایک کو یہ امید تھی کہ اس کو جھنڈا دیا جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا علی کہاں ہے؟ عرض کیا گیا ان کو آنکھوں میں درد کی شکایت ہے آپ نے حکم دیا تو ان کو بلایا گیا آپ نے ان کی آنکھوں پر لعاب لگائی تو وہ اسی وقت تندرست ہو گئے گویا کہ ان کو درد تھا ہی نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان سے جنگ کریں گے حتی کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا آہستگی کر دحتی کہ جب تم ان کے علاقہ میں جاؤ تو ان کو اسلام کی دعوت دو اور جو کچھ ان پر واجب ہے ان کو بتاؤ اللہ کی قسم! تمہارے سبب ایک شخص ہدایت پا جائے تو وہ تمہارے لیے سو سرخ اونٹوں سے اچھا ہوگا۔

تشریح:۔ محمد بن اسحاق نے عمرو بن اکوع سے روایت کی کہ سید عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بھیجا انھوں نے جنگ کی اور اس کو فتح کیے بغیر لوٹ آئے حالانکہ انہوں نے بڑی کوشش کی تھی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو وہ بہت کوشش کرنے کے باوجود قلعہ فتح کیے بغیر واپس آ گئے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دونگا کہ اس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے وہ کبھی میدان جنگ سے خالی واپس نہ آئے گا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا جبکہ ان کی آنکھوں میں درد کی شکایت تھی آپ نے ان کی آنکھوں مین لعاب لگایا تو وہ فوراً تندرست ہو گئے گویا کہ کبھی درد ہی نہ ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ جھنڈا لو اور خیبر میں جاؤ اللہ تعالی تمہارے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تیزی سے نکلے

جبکہ میں آپ کے پیچھے تھا حتی کہ قلعہ کی ایک طرف پتھروں کے پاس جھنڈا گاڑ دیا قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی بولا تم کون ہو کہا میں علی بن ابی طالب ہوں یہودی نے کہا تم غالب آ جاؤ گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قلعہ فتح کر کے واپس آئے یہ خیبر کا پہلا قلعہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا وہاں محمود بن سلمہ شہید ہوئے جبکہ ان پر قلعہ کے اوپر سے چکی پھینکی گئی جس نے ان کو قتل کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں سورہ لقمان کی آخری آئت میں جو مذکور ہے کہ پانچ اشیاء کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں وہ ذاتی علم پر محمول ہے کہ بذات خود ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان پانچ میں کل کے کسب کا بھی علم ہے کہ اس کو خدا ہی جانتا ہے حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سارے صحابہ کو بیانگ دہل فرمایا میں کل ایک شخص کو جھنڈا دوں گا اور وہ خیبر فتح کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن یہ خبر اللہ تعالی کے علم عطا کرنے سے تھی تو آئت کا معنی یہ ہوا کہ اللہ کے بتائے بغیر ان پانچوں کو کوئی نہیں جانتا ہے اس معنی کی طرف آئت کے آخری لفظ میں اشارہ ہے کہ "انه علیم خبیر" ملا جیون رحمہ اللہ تعالی نے تفسیرات احمدیہ میں اس کا معنی یہ بیان کیا کہ اللہ تعالی جاننے والا اور خبر دینے والا ہے۔ یعنی اللہ ان پانچوں کو جانتا ہے اور اپنے خاص بندوں کو بھی خبردار کرتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب: الجاسوس والتجسس الت وقول اللہ تعالی لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء

حدثنا علی بن عبداللہ ثنا سفین قال عمرو بن دینار سمعته منه مرتین اخبرنی حسن بن محمد اخبرنی عبیداللہ بن ابی رافع قال سمعت علیا یقول بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا والزبیر والمقداد بن الاسود وقال

انطلقوا حتى تأتوا روضة خاخ فان بها ظعينة و معها كتاب فخذوه منها فانطلقنا تعادى بنا خيلنا حتى انتهينا الى الروضة فاذا نحن بالظعينة فقلنا اخرجي الكتاب فقالت مامعي من كتاب فقلنا لتخرجن الكتاب اولتلقين الثياب فاخرجته من عقاصها فاتينا به رسول الله ﷺ فاذا فيه من حاطب بن ابى بلتعة الى اناس من المشركين من اهل مكة يخبرهم ببعض امر رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ يا حاطب ما هذا قال يارسول الله (ﷺ) لاتعجل على انى كنت امرأ ملعقافى قريش ولم اكن من انفسها و كان من معك من المهاجرين لهم قرابات بمكة يحمون بها اهليهم واموالهم فاحببت اذ فاتنى ذلك من النسب فيهم ان اتخذ عندهم يدايحمون بها قرابتي وما فعلت كفرا ولا ارتداد ولا رضا بالكفر بعد الاسلام فقال رسول الله ﷺ قد صدقكم قال عمر يارسول الله دعني اضرب عنق هذا المنافق قال انه قد شهد بدرا وما يدريك لعل الله ان يكون قد اطلع على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم فقال سفين واى اسناد هذا۔

حدیث (58) (بخاری کتاب الجہاد)

جاسوس کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

لوگو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ عبیداللہ بن ابی رافع نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور زبیر و مقداد بن اسود کو بھیجا اور فرمایا تم چلے جاؤ حتی کہ روضہ خاخ پہنچو وہاں

ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے وہ اس سے لے آؤ ہم چل دیئے ہمارے
گھوڑے دوڑے جا رہے تھے یہاں تک کہ ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے تو کیا دیکھتے ہیں
کہ وہاں ایک عورت ہے ہم نے کہا وہ خط نکالو اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہم
نے کہا خط نکال یا تیرے کپڑے اتار دیں گے چنانچہ اس نے اپنے سر کے جوڑے
سے خط نکالا۔ ہم وہ لیکر جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے کیا دیکھتے ہیں اس میں
لکھا ہے کہ یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے مشرکوں کی طرف ہے۔ وہ ان
کو جناب رسول اللہ ﷺ کے حالات کی خبر دے رہے تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا اے حاطب! یہ کیا بات ہے حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر جلدی نہ
کریں میں قریش میں باہر سے آ کر رہ رہا ہوں ان کے خاندان سے نہیں ہوں اور آپ
کیساتھ جو مہاجرین ہیں ان سب کی مکہ مکرمہ میں رشتہ داریاں ہیں جن کے سبب وہ
ان کے اموال و اولاد اور ان کے اموال کی حفاظت کرتے ہیں میں نے یہ اچھا سمجھا کہ
اگر ان میں میری نسب نہیں ہے تو میں ان پر کوئی احسان دھروں جس کے سبب وہ
میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں گے میں نے یہ کفر کے سبب نہیں کیا اور نہ ہی
میں دین اسلام سے پھرا ہوں اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر کے ساتھ رضامندی سے کیا
ہے (یہ سن کر) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے تم سے سچ کہا ہے عمر فاروق
نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ مجھے چھوڑیئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ
ﷺ نے فرمایا یہ شخص جنگ بدر میں حاضر تھا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے بدر والوں کو
دیکھ کر فرمایا (اے جنگ بدر میں حاضر ہونے والو) جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا
ہے۔ سفیان نے کہا یہ اسناد اچھا ہے۔

تشریح:۔ خط چھپ کر لکھا گیا اور چھپ کر ہی عورت کو دیا گیا نہ ہی خط کا کسی کو علم تھا نہ عورت کا مگر حضور ﷺ نے بتایا کہ خط عورت کے پاس ہے اور فلاں مقام پر ملے گی اور ایسا ہی ہوا حضور ﷺ کو خط لکھنے والے کا، خط لے جانے والی کا، کس جگہ پر عورت ملے گی سب کا علم ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ کا کھلا ہوا علم غیب ہے۔

باب: الحرب خدعة

حدثنا عبداللہ بن محمد ثنا عبدالرزاق انا معمر عن همام عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال هلك كسرى ثم لا يكون كسرى بعده و قيصر يهلكن ثم لا يكون قيصر بعده ولتقسمن كنوزهما في سبيل الله وسمى الحرب الخدعة۔ حدیث (59) (بخاری کتاب الجہاد)

باب: لڑائی دھوکہ ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہو گیا پھر اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہو جائے گا پھر اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کرو گے اور لڑائی کا نام دھوکا رکھا۔

تشریح:۔ سید عالم ﷺ کے زمانہ شریف میں کسری ہلاک ہو چکا تھا اور قیصر اس وقت زندہ تھا اس لیے فرمایا قیصر ہلاک ہوگا اور ان کے بعد اگرچہ قیصر و کسری ہوئے ہیں لیکن جو دبدبہ اور غلبہ پہلے تھا وہ ختم ہو گیا اور وہ صرف نام کے قیصر و کسری رہ گئے۔ روم کے بادشاہ کو قیصر اور عراق کے بادشاہ کو کسری کہا جاتا تھا۔ یہ سید عالم ﷺ کا معجزہ اور علم غیب ہے کہ آپ نے قیصر و کسری کے خزانے منقسم ہونے کی خبر دی چنانچہ

مسلمانوں نے ان کے ملکوں کو فتح کیا اور اللہ کی راہ میں ان کے خزانے تقسیم کیے۔

باب: من تامر فی الحرب من غیر امرۃ اذا خاف العدو

حدثنا یعقوب بن ابراھیم ثنا ابن علیة عن ایوب عن حمید بن ھلال عن انس بن مالك قال خطب رسول اللہ ﷺ فقال اخذ الرایة زید فاصیب ثم اخذھا جعفر فاصیب ثم اخذھا عبداللہ بن رواحة فاصیب ثم اخذھا خالد بن الولید من غیر امراۃ ففتح علیه و کا یسرنی اوقال مایسرھم انھم عندنا قال وان عینیه لتذرفان۔ حدیث(60)(کتاب الجہاد بخاری)

باب: جو شخص جنگ میں امیر بنائے بغیر امیر بن جائے جبکہ دشمن سے خطرہ ہو

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا جھنڈا زید نے پکڑا اور وہ شہید ہوگیا پھر اس کو جعفر نے پکڑا اور وہ بھی شہید ہوگیا پھر عبداللہ بن رواحہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہوگیا پھر اس کو خالد بن ولید نے پکڑ لیا حالانکہ امیر نہ بنایا گیا تھا ان کے ہاتھ پر فتح ہوگی" مجھے اس کی خوشی نہیں یا یہ فرمایا کی ان کو اس کی خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس رہتے انس نے کہا آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں"

تشریح:۔ سرورکائنات ﷺ مدینہ منورہ شریف میں تشریف رکھتے ہوئے تمام واقعات کا مشاہدہ فرما رہے تھے جب زید بن حارثہ شہید ہوئے اور جھنڈا جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے پکڑا تو آپ نے فرمایا اب زید قتل ہو گئے اور جعفر نے جھنڈا پکڑ لیا ہے

جب وہ بھی شہید ہو گئے تو فرمایا اب عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑ لیا ہے جب وہ بھی شہید ہو گئے تو فرمایا اب خالد بن ولید امیر مقرر ہو گئے ہیں حالانکہ امام الوقت نے ان کو امیر مقرر نہیں کیا تھا اب گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے اور تنور حرب خوب گرم ہو گیا ہے۔ خالد کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی (الحمدللہ) ایک روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ان کو یہ خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہوتے کیونکہ جس حال میں وہ ہیں وہ ان حالات سے اچھے ہیں جن میں ہمارے پاس تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے اس لئے خود بخود جھنڈا پکڑ لیا تھا کہ مسلمانوں کا دشمن سے مقابلہ ہو رہا تھا اگر جھنڈا کو کوئی بھی نہ اٹھاتا اور دشمن غالب آجاتا تو مسلمانوں کی قوت کو نا قابل تلافی دھچکا لگتا جو کسی صورت میں مستحسن نہ تھا۔

باب: الغلول

حدثنا مسدد ثنا یحیی عن ابی حیان ثنی ابوزرعة ثنی ابوھریرة قال قام فینا النبی ﷺ فذکر الغلول معظمة وعظم امرہ قال لا الفین احد کم یوم القیمة علی رقبته شاة لھا ثغاء علی رقبته فرس له حمحمة یقول یارسول اغثنی فاقول لا املك لك شیاء قد ابلغتك وعلی رقبته بعیر له رغاء یقول یارسول اللہ اغثنی فاقول لا املك لك شیاء قد ابلغتك وعلی رقبته صامت فیقول یارسول اللہ اغثنی فاقول لا املك لك شیاء قد ابلغتك وعلی رقبته رقاع تخفق فیقول یارسول اللہ اغثنی فاقول لا املك لك شیاء قد ابلغتك وقال ایوب السختیانی عن ابی حیان فرس له حمحمة۔ حدیث (61) (بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا اور خیانت کا ذکر کیا اور اس کو بھاری گناہ ظاہر کیا اور اسکو بڑا جرم قرار دیا آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں جس کی گردن پر بکری ہو جو آواز دیتی ہو اس کی گردن پر گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو اور وہ کہے یارسول اللہ! میری امداد فرمائیں تو میں کہوں گا میں تیرے لیے کسی شے کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا اور اس کی گردن پر اونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو اور وہ کہے گا یارسول اللہ! میری امداد کیجیے تو میں کہوں گا میں تیرے لیے کسی شے کا مالک نہیں ہوں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا اور اس کی گردن پر سونا چاندی ہو وہ کہے گا یارسول اللہ! میری امداد فرمائیں تو میں کہوں گا میں تیرے لیے کسی شے کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا یا اس کی گردن پر ٹکڑے حرکت کر رہے ہوں وہ کہے گا یارسول اللہ! میری امداد فرمائیں تو میں کہوں گا میں تیرے لیے کسی شے کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا ایوب نے حیان سے "فرس له حمحمة" روائت کی ہے

تشریح:۔ اس حدیث میں رسول پاک ﷺ نے قیامت کے دن کے احوال بیان فرمائے ہیں۔ خیانت کرنے والوں کی سزا کا ان کے حال کا ذکر فرمایا اور گناہگار قیامت کے دن رسول پاک ﷺ سے مدد مانگیں گے اور کہیں گے "اغثنی یارسول اللہ" قیامت کے دن رسول پاک ﷺ سے مدد مانگنی جائز ہے تو دنیا میں بدرجہ اولی جائز ہے اور یہ کہ رسول پاک ﷺ کو "یارسول اللہ" کہنا جائز ہے۔ لوگوں کی فریاد کے جواب میں سید عالم ﷺ فرمائیں گے میں تیرے لیے مغفرت کا مالک نہیں میں نے تجھے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا اس کے بعد تیرے لیے کوئی عذر قابل قبول نہیں یہ انتہا زجر و تغلیظ ہے

ورنہ آپ ﷺ گنہگاروں کے لیے صاحب شفاعت ہیں۔ آپ ان کی شفاعت کے مالک ہیں۔ یہ حدیث اس آیت کریمہ "من یات بما غل یوم القیامۃ" کی تفسیر ہے۔ یعنی دنیا میں جو خیانت کی ہو گی قیامت میں ساری مخلوق کے سامنے اس کو اپنے مونڈھوں پر اٹھا کر لائے گا اور سید عالم ﷺ بطور زجر وتشدید اس کو مذکور الفاظ سنائیں گے۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ آپ ﷺ قیامت میں کوئی امداد نہ کریں گے اور نہ ہی اس کا آپ کو اختیار ہے فہم وفراست سے بعید ہے۔ کیا سید عالم ﷺ نے نہیں فرمایا کہ جب تک کلمہ گو لوگوں میں سے ایک بھی دوزخ میں ہو گا میں آرام سے نہیں بیٹھوں گا دوزخ میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن نے روک رکھا ہو۔ یعنی غیر مومن لوگ ہی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

باب: القلیل من الغلول ولم یذکر

عبداللہ بن عمرو عن النبی ﷺ انہ حرق متاعہ وھذا اصح حدثنا علی بن عبداللہ ثنا سفین عن عمرو عن سالم بن ابی الجعد عن عبداللہ بن عمرو قال کان علی ثقل النبی ﷺ رجل یقال لہ کرکرۃ فمات فقال رسول اللہ ﷺ ھو فی النار فذھبوا ینظرون الیہ فوجدوا عباءۃ قد غلھا قال ابو عبداللہ وقال ابن سلام کرکرۃ۔ حدیث(62) (بخاری کتاب الجہاد)

باب: تھوڑی سی خیانت کرنا عبداللہ بن عمر نے نبی کریم ﷺ سے ذکر نہیں کیا کہ آپ نے خائن کا سامان جلوا دیا ہو اور یہ صحیح تر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ کے ساز وسامان پر ایک شخص مقرر تھا اس کو کرکرہ کہا جاتا تھا وہ مر گیا تو

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ آگ میں جل رہا ہے پھر لوگوں نے اس کا اسباب دیکھنا شروع کیا تو اس میں عباء دیکھی جو اس نے خیانت کی تھی۔ امام بخاری نے کہا ابن سلام نے کہا کرکرہ کے کاف پر فتح ہے اسی طرح لکھا جاتا ہے۔

تشریح:۔ رسول پاک ﷺ کو مرنے والے کے انجام کی خبر ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اسے عذاب کس گناہ کی وجہ سے ہو رہا ہے وہ دوزخ میں کس مقام پر ہے یہ حضور سید عالم ﷺ کا علم غیب شریف ہے۔

باب: ماجاء فی بیوت ازواج النبی ﷺ

حدثنا موسی بن اسمعیل ثنا جویریة عن نافع عن عبداللہ قال قام النبی ﷺ خطیبا فاشار نحو مسکن عائشة فقال هنا الفتنة ثلاثا من حیث یطلع قرن الشیطان ۔ حدیث(63) (بخاری کتاب الجہاد)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف اشارہ کر کے تین بار فرمایا ادھر سے فتنہ ہوگا جبکہ ادھر سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

تشریح:۔ وہاں پر زلزلے اور فتنے ہونگے اور وہاں سے شیطانی جماعت برآمد ہوگی اور صدیوں بعد وہ غیبی خبر حقانیت و واقعیت کا نمونہ بن کر ہر صاحب بصیرت اور صاحب بصارت کو عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا درس دے رہی ہے کیونکہ یہ سفاک اور ظالم تو صدیوں بعد پیدا ہوئے لیکن سید عالم ﷺ اس خطے سے ہی اسقدر بیزار اور متنفر تھے کہ اس کو بھی دعا سے نوازنا گوارا نہ فرمایا۔ نیز ان کا محروم ازلی ہونا بھی اس سے

ظاہر ہے ورنہ دعائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ ان کا مقدر سنوار دیتا اور ان مظالم اور چیرہ دستیوں سے بچ بھی سکتے تھے لیکن یہ روسیاہی اور شقاوت و بدبختی ان کا مقدر بن چکی تھی اور تقدیر مبرم قرار پا چکی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ازل میں کسی تغیر و تبدیلی کی دعا و التجا مناسب نہ سمجھی۔ مگر ہم ہند و پاک کے اس مدعیان سنیت پر حیران ہیں کہ وہ اپنے دعوائے سنیت کے برعکس اہل سنت کے قاتلوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مقدس میں مبغوض ترین لوگوں اور صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت کرام علیہم اجمعین کے گستاخوں اور بعد از وصال بھی ان پر ظلم و زیادتی سے باز نہ آنے والے خارجیوں کی راہ پر چلنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں۔ اور اہل سنت کو کافر و مشرک ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور کیوں لگا رہے ہیں کیا وہ یہاں پر بھی نجد و حجاز والا خارجیت کا ڈرامہ رچانا چاہتے اور مظلوم سنیوں کے ناحق خون سے اپنے ہاتھ رنگنا چاہیں؟ اہل السنّت کا تو جو مقدر ہے وہی ان کو ملے گا اور جو ازلی فیصلے ان کے مستقبل کے متعلق صادر ہو چکے ہیں وہ وارد ہو کر رہیں گے مگر یہ علماء حضرات اتنا تو کریں کہ نفاق کا پردہ اتار کر سامنے آئیں اور اپنی خارجیت چھپانے کی منافقانہ پالیسی سے تو باز رہیں۔

نجدیوں کے ساتھ بھی منافقت

علماء دیوبند اپنی اس پالیسی میں جس تذبذب کا شکار ہیں ان کی تحریرات سے عیاں ہے۔ علماء دیوبند کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوہی، شیخ نجد محمد بن عبدالوہاب کی شان میں یوں رطب اللسان ہیں۔

سوال:۔محمد بن عبدالوہاب حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اوران کے مال و آبرو کواور تمام لوگوں کوشرک کی طرف منسوب کرتا تھا،اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھااس کے بارے میں تمہاری کیارائے ہے؟

الجواب:۔محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اوران کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی،شافعی،مالکی،حنبلی کا ہے۔

(فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص ۱۱۲)

سوال:۔عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے؟

جواب:۔محمد بن عبدالوہاب کولوگ وہابی کہتے ہیں،وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔بدعت اور شرک سے روکتا تھا،مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ (فتاوی رشیدیہ حصہ سوم ص ۷۹)

اس کے برعکس المہند جو علماء دیوبند کے اجتماعی عقیدہ پر مشتمل ہے اس میں اپنا عقیدہ اور نظریہ اس طرح تحریر کیا ہے اور علماء حرمین کو مطمئن کرنے کے لیے لکھا کہ ہمارا اس کے متعلق وہی عقیدہ ہے جو صاحب درمختار اور علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار میں تحریر فرمایا ہے۔

سوال ۔محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا،مسلمانوں کے خون اوران کے مال وآبروکواور تمام لوگوں کومنسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا،اس کے کے متعلق تمہاری کیارائے ہے؟

جواب :۔ ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے کہ خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی اس تاویل سے کہ امام کو کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔ ان کا حکم باغیوں کا ہے اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہوں وہ مشرک ہیں اور اس بنا پر انہوں نے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔

(المہند مترجم ص ۴۶)

اور علامہ حسین احمد صاحب دیوبندی شہاب ثاقب میں لکھتے ہیں :۔

صاحبو محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا ، اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل السنّت والجماعت سے قتل و قتال کیا ، ان کو بالجبر اپنے خیالات باطلہ کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و

باغی، خونخوار اور فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا نہ قوم یہود سے ہے اور نہ نصاری سے، نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ غرضیکہ وجوہات مذکورہ کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلی درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیئے، وہ لوگ یہود ونصاری سے اس قدر رنج اور عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۴۲)

محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار مشرک و کافر گر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا، ان کے اموال چھیننا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (شہاب ثاقب) نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک عقیدہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اس زمانہ تک ہے جبتک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ یہ ایک خاص مسئلہ ہے جس میں وہابیہ نے علماء حرمین کی مخالفت کی ہے اور بارہا جدال ونزاع کی نوبت آئی۔ اس مسئلہ میں اور آئندہ مسئلہ کی وجہ سے وہاں وہابی سنی سے متمیز ہوتا ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۴۵)

زیارت رسول مقبول ﷺ وحضوری آستانہ شریف وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور اور ممنوع جانتا ہے۔ لاتشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد" ان کا مستدل ہے۔ بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوۃ وسلام ذات اقدس نبوی ﷺ کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ (ص ۴۵، ۴۶)

ہمارے اکابر شفاعت رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت مانتے ہیں بخلاف وہابیہ کے کہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑنت کرتے ہیں اور قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۴۷)

شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات مانتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حق اب ہم پر نہیں ہے اور نہ کوئی احسان اور نہ کوئی فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اس کی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات کے ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (ص ۴۷)

وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ، ذکر و فکر، ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ وفناء و بقاء و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول ولغو اور بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں۔ (ص ۵۹)

وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالت جانتے ہیں اور آئمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں وہابیہ الفاظ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ گروہ مسائل میں اہل سنت و جماعت کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد اگرچہ بوقت اظہار دعوی حنبلی ہونے کا اقرار کرتے

ہیں لیکن عملدرآمدان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل کے مذہب پر نہیں۔

الخ۔ (ص ۶۳)

قول باری تعالیٰ علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری

اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔

مسئلہ ندائے رسول اللہ ﷺ میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ وہابیہ نجدیہ یہ بھی

اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ اور وہ شرک

ہے اور یہ وجہ بھی ان کے نزدیک سبب مخالفت کی ہے۔ (ص ۶۴، ۶۵)

وہابیہ خبیثہ کثرت صلوۃ وسلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل

الخیرات وقصیدہ بردہ شریف اور قصیدہ ہمزیہ وغیرہ کے پڑھنے کو اور اس کے استعمال

کرنے اور ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں

شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں مثلاً:۔

یا اکرم الخلق مالی من الوزیه ، سواك عند حلول الحادث العمم

یعنی افضل الخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بروقت نزول حوادث

وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم و اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور

کائنات خاتم النبیین علیہ السلام کو خالی مانتے ہیں۔

وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات ﷺ کو قبیح اور بدعت کہتے ہیں اور علی

ہذا القیاس اذکار اولیاء کو بھی برا سمجھتے ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۶۷)

صاحبان آپ حضرات کے ملاحظہ کے واسطے یہ چند امور ذکر کیے ہیں جنہیں

وہابیہ نے علماء حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے اور اس وجہ سے جبکہ

انہوں نے غلبہ کر کے حرمین شریفین پر حاکم ہو گئے تھے ہزاروں کو تہ تیغ کر کے شہید کیا اور ہزاروں کو سخت ایذائیں پہنچائیں۔ بارہا ان سے مباحثے ہوئے ان سب امور میں ہمارے اکابر ان کے سخت مخالف ہیں ۔ پس توہب اور وہابیت کا الزام لگانا ان پر سخت افترا اور بہتان بندی ہے۔ (۶۷،۶۸)

حالانکہ عقائد وہابیہ اور ان اکابر (علماء دیوبند) کے معتقدات واعمال میں زمین وآسمان بلکہ اس سے بھی زائد کا فرق ہے۔ (ص ۴۳)

ناظرین وقارئین حضرات مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی فتاوی رشیدیہ سے منقول دونوں عبارتیں بھی غور سے پڑھیں اور المہند اور شہاب ثاقب سے منقول عبارات بھی اور خود فیصلہ فرماویں کہ علماء دیوبند کا دراصل نظریہ اور عقیدہ کیا ہے اور ان میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ اور کیا المہند میں اجتماعی عقائد بیان کرتے وقت ان علماء دیوبند کو علامہ رشید احمد کا نظریہ وعقیدہ محمد بن عبدالوہاب اور اس کے متبعین کے متعلق معلوم نہیں تھا اور مدنی صاحب کو بھی شہاب ثاقب لکھتے وقت اس کی خبر نہیں تھی؟ اگر تھی اور یقیناً تھی تو کذب اور غلط بیانی ظاہر ونمایاں ہے اور اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے فرمان کی واقعیت اور حقانیت ثابت ہوگئی اور اگر ان کے عقیدہ کی خبر نہیں تھی تو ان کی جہالت و بے خبری کے ساتھ ساتھ جواب سے عاجزی اور بے بسی ثابت ہوگئی یا پھر مولوی رشید احمد صاحب کا علماء دیوبند سے خارج ہونا اور وہابیہ نجدیہ میں سے ہونا لازم آئیگا حالانکہ وہ علماء دیوبند کے نزدیک امام ربانی بھی ہیں بلکہ وہ صدیق فاروق ہیں بلکہ بانی اسلام کے ثانی بھی ہیں۔ العیاذ باللہ تعالی بلکہ سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود سیاسی چال چلی کہ وہابیہ نجدیہ غالب رہیں تو کہہ دیں گے ہم تمہارے ساتھی اور

ہمنوا وہم عقیدہ ہیں اور فتاوی رشیدیہ سے شیخ گنگوہی کے ارشادات ان کو دکھلا دیں گے اور اگر اہلِ سنت غالب آ گئے تو انہیں المہند اور شہاب ثاقب دکھلا دیں گے اور ہر فریق سے اپنا مفاد حاصل کر لیں گے

؎ باغباں بھی خوش رہے اور راضی رہے صیاد بھی۔

قابل غور امر یہ ہے کہ نجدیوں نے بھی اہل حرمین شریفین پر شرک اور بدعت کے فتوے لگا کر ہی ان کے ساتھ ظلم و عدوان اور ایذا رسانی اور قتل و مغب اور حرب و قتال کو مباح ٹھہرایا اور انہیں عقائد اور اعمال کو علماء دیوبند شرک اور بدعت سے تعبیر کر رہے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا اصلی پروگرام کیا ہے اور کس منصوبہ بندی کے تحت یہ کاروائی کی جا رہی ہے

؎ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلیے۔

علماء دیوبند کہنے کو تو نجدی علماء کے عقائد اور اپنے عقائد کے درمیان زمین آسمان بلکہ اس سے بھی زیادہ کا فرق ثابت کر رہے ہیں مگر علماء حجاز بالعموم اور علماء حرمین شریفین نے بالخصوص کیا تسلیم کر لیا تھا کہ واقعی ہم مشرک اور بدعتی ہیں یا انہوں نے اپنے شرک و بدعات سیئہ سے منزہ و مبرا ہونے کے جو وجوہ بیان کیے تھے کیا علماء نجد نے وہ تسلیم کر لیے تھے جس طرح علماء حرمین وحجاز کی تمام تر سعی و کوشش علماء نجد کے سامنے بیکار اور بے نتیجہ ثابت ہوئی اسی طرح ہماری تمام تر سعی اور کوشش بے سود اور بے ثمر ثابت ہو رہی ہے اور تمام دیوبندی عالم ہمارے جوابات اور دلائل و براہین سننے کو تیار نہیں ہیں تو آخر یہ فیصلہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ نجدیوں نے جن امور کو شرک اور بدعت کہا وہ تو شرک اور بدعت نہیں تھے مگر علماء دیوبند جن کو شرک اور بدعت کہہ رہے ہے

ہیں واقعی شرک اور بدعت ہیں یا علماء حجاز وحرمین شریفین نے اپنے شرک وبدعت سے مبرا ومنزہ ہونے پر جو دلائل دیئے تھے وہ تو برحق تھے اور جو دلائل و براہین اور توجیہات وتاویلات ہم پیش کر رہے ہیں وہ باطل وناحق ہیں

لہذا یہ حقیقت تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ علماء دیوبند نجدیوں کے ہی نقش قدم پر چل رہے ہیں اور وہی مدعا ومقصد حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں جو نجدیوں کا تھا وہ بظاہر حنبلی کہلاتے تھے اور یہ حنفی کہلاتے ہیں۔ حقیقی حنبلی بھی اہل سنت ہی ہیں اور حقیقی حنفی بھی مگر اس طرح ان کا دعوائے حنبلیت وسنیت محض دکھاوے کے لیے تھا ان علماء دیوبند کا دعوائے حنفیت وسنیت بھی محض دکھاوے کے لیے ہے۔

واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

باب قول اللہ تعالی فأن للہ خمسه یعنی للرسول قسم ذلك حدثنا حبان بن موسی انا عبداللہ عن یونس عن الزھری عن حمید بن عبدالرحمن انه سمع معاویة یقول قال رسول اللہ ﷺ من یرداللہ به خیرا یفقھه فی الدین واللہ المعطی وانا القاسم ولاتزال ھذہ الامة ظاھرین علی من خالفھم حتی یاتی امراللہ وھم ظاھرون۔ حدیث(64) (بخاری کتاب الجہاد)

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالی اچھا ارادہ کرے اس کو دین میں سمجھ عنایت کرتا ہے۔ اللہ تعالی ہر شے کا عطا کرنے والا ہے اور میں قاسم ہوں۔ یہ امت ہمیشہ ان لوگوں پر غالب رہے گی جو ان کے مخالف ہوں گے۔ حتی کہ اللہ کا حکم آنے تک غالب رہے گی۔ (قیامت تک)

تشریح:۔ نبی غیب دان ﷺ نے آنے والے حالات کی خبر دی کہ امت مسلمہ ہر اس قوم پر غالب رہے گی جو ان کے مخالف ہونگے یہ آج ایک حقیقت مسلمہ بن کر سامنے آچکی ہے مسلمان چاہے عالمی لیول کے مطابق کمزور ہیں مگر دوسری قومیں ان سے خوفزدہ ہیں اور ان کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں مگر نبی غیب دان ﷺ کے فرمان حق کے مطابق انشاء اللہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکیں گی۔

باب: قول النبی ﷺ احلت لکم الغنائم وقال اللہ عزوجل وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا فعجل لکم ھذہ الایۃ فھی للعامۃ حتی یبینہ الرسول ﷺ

حدثنا مسدد ثنا خالد ثنا حصین عن عامر عن عروۃ البارقی عن النبی ﷺ قال الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الاجر والمغنم الی یوم القیمۃ

حدیث (65) (بخاری کتاب الجہاد)

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد تمہارے ہی لیے مال غنیمت حلال کر دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالی کا ارشاد: اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنکو تم حاصل کرو گے اور یہ تم کو بہت جلد دے دی ہیں اور یہ سب لوگوں کے لیے ہیں جنکو جناب رسول اللہ ﷺ نے بیان کر دیا ہے۔

عروہ بارقی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر و برکت اور اجر و غنیمت رکھ دی گئی ہے۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ نے آنے والے وقت میں ہونے والی فتوحات کی خبر

دی کہ مسلمان فتح حاصل کریں گے اوران کو مال غنیمت حاصل ہوگا اس سے پہلے والی امتوں پر مال غنیمت حلال نہیں تھا یہ صرف امت محمدیہ کی ہی صفت ہے اور جہاد کے جاری رہنے کے بارے میں بتایا پہلے جہاد گھوڑوں پر ہوتا تھا جب تک جہاد جاری رہے گا مسلمانوں پر اللہ کی برکتیں نازل ہوں گی۔

باب: الجزیۃ والموادعۃ مع اھل الذمۃ والحرب

حدثنا ابوالیمان انا شعیب عن الزھری ثنی عروۃ بن الزبیر عن المسور بن مخرمۃ انہ اخبرہ ان عمروبن عوف الانصاری وھو حلیف لبنی عامر ابن لؤی و کان شھد بدرا اخبرہ ان رسول اللہ ﷺ بعث ابا عبیدۃ بن الجراح الی البحرین یاتی بجزیتھا و کان رسول اللہ ﷺ ھو صالح اھل البحرین و امر علیھم العلآء بن الحضرمی فقدم ابوعبیدۃ بمال من البحرین فسمعت الانصار بقدوم ابی عبیدۃ فوافت صلوۃ "صبح مع النبی ﷺ فلما صلی بھم الفجر انصرف فتعرضوا لہ فتبسم رسول اللہ ﷺ حین راھم وقال اظنکم قد سمعتم ان ابا عبیدۃ قد جآء بشئی قالوا اجل یارسول اللہ قال فابشروا واملوا ما یسرکم فواللہ لا الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلککم کما اھلکتھم۔ حدیث(66) (بخاری کتاب الجہاد)

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ان سے عمرو بن عوف انصاری نے بیان کیا اور وہ بنی عامر بن لوی کے حلیف ہیں اور بدر میں حاضر ہوئے تھے انہوں

نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح کو بحرین جزیہ لینے بھیجا جبکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اہل بحرین سے صلح کی تھی اوران پر علاء بن حضرمی کو امیر بنایا تھا ابوعبیدہ بحرین سے مال لائے تو انصار نے ابوعبیدہ کے آنے کی خبر سنی تو انہوں نے صبح کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی جب آپ ان کو نماز پڑھا چکے تو وہ آپ کے سامنے آئے جب ان کو جناب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے یہ سنا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لائے ہیں انہوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ! آپ نے فرمایا تم کو خوشخبری ہو اور اس کی امید کرو جو تم کو خوش کریگا بخدا! مجھے تم پر فقر کا ڈر نہیں لیکن مجھے خوف اس بات کا ہے کہ تمہارے لیے دنیا اس طرح وسیع کر دی جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں کے لیے وسیع کر دی گئی تم اس کی رغبت کرو گے جیسے انہوں نے رغبت کی وہ تم کو ہلاک کر دیگی جیسے ان کو ہلاک کیا۔

تشریح:۔ یہ سید عالم ﷺ کا علم غیب اور معجزہ ہے کہ آپ نے فتوحات مستقبلہ کی وقت سے پہلے خبر دی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی رغبت کبھی ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔

باب: ما اقطع النبی ﷺ من البحرین وما من مال البحرین والجزیۃ ولمن یقسم الفئی والجزیۃ

حدثنا احمد بن یونس ثنا زهير عن يحيى بن سعيد قال سمعت انسا قال دعا النبي ﷺ الانصار ليكتب لهم بالبحرين فقالوا لا والله حتى تكتب لاخواننا من قريش بمثلها فقال ذلك لهم ماشآء الله على ذلك يقولون نه قال فانكم سترون بعدى اثرة فاصبروا حتى تلقوني على الحوض۔ حدیث (67)

باب: جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین میں جاگیریں دیں اور جو بحرین کے مال و دولت اور جزیہ سے دینے کا وعدہ کیا اور فئی اور جزیہ کن لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔

یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا کہ ان کے لیے بحرین میں جاگیریں لکھ دیں تو انہوں نے کہا کہ بخدا! یہ نہیں ہو سکتا حتی کہ آپ ہمارے بھائی قریش کے لیے اس قدر لکھیں آپ نے فرمایا ان کے لیے بھی ماشاء اللہ ہوگا۔ انصار آپ سے یہ کہتے رہے تو آپ نے فرمایا تم عنقریب میرے بعد اپنے پر لوگوں کو ترجیح دیکھو گے صبر کرو حتی کہ مجھ سے ملاقات کرو۔

تشریح:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خبر دی کہ میرے بعد تم پر دوسرے لوگوں کو اہمیت دی جائے گی ایسے حکمران ہونگے جو صحابہ کرام کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بڑے عہدوں پر فائز کریں گے اور صحابہ کو اہمیت نہ دیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایسا زمانہ آئے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آکر ملو۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔

باب: اذا غدر المشرکون بالمسلمین هل یعفی عنهم

حدثنا عبداللہ بن یوسف ثنا اللیث ثنی سعید ن المقبری عن ابی هریرة قال لما فتحت خیبر اهدیت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم شاة فیها سم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجمعوا الی من کان ههنا من یهود فجمعوا له فقال انی سائلکم عن شئی فهل انتم صادقی عنه فقالوا نعم فقال لهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ابو کم قالوا فلان فقال

كذبتم بل ابو كم فلان قالوا صدقت قال فهل انتم صادقي عن شئي ان سائلت عنه فقالوا نعم يااباالقاسم وان كذبنا عرفت كذبنا كما عرفته في ابينا فقال لهم من اهل النار قالوا نكون فيها يسيرا ثم تخلفونا فيها فقال النبي۔ﷺ اخسؤا فيها والله لا نخلفكم فيها ابدا ثم قال انتم صادقي عن شئي سألتكم عنه فقالوا نعم قال يا ابا القاسم قال هل جعلتم في هذا الشاة سما فقالوا نعم قال ما جملكم علي ذلك قالوا اردنا ان كنت كاذبا نستريح منك وان كنت نبيا لم يضرك۔ حدیث(68)

باب: جب مشرک لوگ مسلمانوں سے دھوکا کریں تو کیا انہیں معاف کردیا جائے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب خیبر فتح ہوا تو نبی کریم ﷺ کو بکری کا گوشت ہدیہ بھیجا گیا جس میں زہر ملایا گیا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو یہودی یہاں ہیں ان سب کو اکٹھا کرو چنانچہ سب یہودی جمع کیے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تم سے ایک شے پوچھتا ہوں کیا تم سچ بولو گے انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے ان سے فرمایا تمہارا باپ کون ہے انہوں نے کہا فلاں شخص آپ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو تمہارا باپ فلاں ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے آپ نے فرمایا کیا تم سچ بولو گے اگر میں تم سے کچھ پوچھوں؟ انہوں نے کہا جی اباالقاسم! اگر ہم نے جھوٹ بولا تو ہمارا جھوٹ پہچان لیں گے جیسے ہمارے باپ کے متعلق پہچانا۔ آپ نے ان سے فرمایا دوزخی کون ہیں؟ انہوں نے کہا ہم تھوڑا سا عرصہ دوزخ میں رہیں گے پھر اس میں

ہمارے بعد تم جاؤ گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی اس میں ذلیل وخوار ہو کر رہو گے بخدا! ہم تمہارے بعد ہرگز دوزخ میں نہیں جائیں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تم سے کوئی سوال پوچھوں تو میرے سامنے سچ بولو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! یا ابا القاسم!! آپ نے فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا اس پر تم کو کس نے آمادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا خیال یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم کو آپ کی طرف سے آرام ہوگا اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو ضرر نہیں دیگا۔

تشریح:۔ کس کا باپ کون ہے یہ اتنا پوشیدہ امر ہے جو سوائے ماں کے کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ باپ بھی نہیں جانتا کہ اس کا بیٹا کہلانے والا کس کے نطفے سے ہے (واللہ اعلم الغیب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے انتہائی پوشیدہ امر کی خبر دینا علم غیب ہی تو ہے یہودیوں کا یہ کہنا کہ اگر ہم جھوٹ بھی بولیں گے تو آپ جان لیں گے۔ یہودی بھی یہ جانتے ہیں جو نبی ہوتا ہے اس کے پاس علم غیب ہوتا ہے منکرین عطائے علم غیب کا عقیدہ یہودیوں سے بھی برا ہے۔

باب: ما یحذر من الغدر

وقول اللہ تعالی وان یریدوا ان یخدعوك فان حسبك اللہ حدثنا الحمیدی ثنا الولید بن مسلم ثنا عبداللہ بن العلاء بن زبد قال سمعت بسر بن عبیداللہ انہ سمع ابا ادریس قال سمعت عوف بن مالك قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوة تبوك وھو فی قبة من ادم فقال اعدد ستابین یدی

الساعة موتي ثم فتح بيت المقدس ثم موتان ياخذ فيكم كقعاص الغنم ثم استفاضة المال حتي يعطي الرجل مائة دينار فيظل ساخطا ثم فتنة لا يبقي بيت من العرب الا دخلته ثم هدنة تكون بينكم و بين بني الاصفر فيغدرون فياتونكم تحت ثمانين نماية تحت كل غاية اثنا عشر الفا۔

حدیث(69) (کتاب الجہاد بخاری)

باب: غدر (عہد شکنی) سے بچنا

اللہ تعالی کا ارشاد: اگر وہ آپ سے دھوکہ کرنا چاہیں تو آپ کو صرف اللہ کافی ہے ابو ادریس خولانی نے کہا میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ چیزیں شمار کرو ۱:۔ میری وفات ۲:۔ بیت المقدس کی فتح ۳:۔ عام وبا ہوگی جو بکریوں کی ناک کی بیماری کی طرح تم میں پھیل جائے گی (طاعون) ۴:۔ مال کا عام ہوجانا حتی کہ کسی شخص کو سو دینار عطیہ دیا جائے تو وہ خوش نہ ہوگا ۵:۔ پھر بہت بڑا فتنہ ہوگا وہ عربوں کے گھروں میں داخل ہوجائے گا ۶:۔ پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی اور وہ عہد شکنی کریں گے اور وہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے اسی جھنڈے لئے ہوئے آئیں گے اور ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار فوجی ہونگے۔

تشریح:۔ قیامت کے قرب میں یہ چھ علامات ظاہر ہونگی "قعاص" بکریوں کی ناک کی بیماری ہے جس سے ان کے ناک سے پانی بہنے لگتا ہے اور وہ اچانک مر جاتی ہیں ان چھ علامات میں سے پانچ ظاہر ہو چکی ہیں ایک جناب رسول اللہ ﷺ کی

وفات دوم بیت المقدس کا فتح ہونا سوم موتان سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں طاعون کی بیماری پڑی جسے طاعون عمواس کہا جاتا ہے اس بیماری سے تین روز میں ستر ہزار انسان مرے تھے چہارم دولت کا عام ہو جانا یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا جبکہ فتوحات کثیرہ سے بہت مال مسلمانوں کے ہاتھ لگا پنجم فتنہ جیسا کہ صحابہ کرام کے مشاجرات جن میں ہزاروں صحابہ شہید ہوئے اور چھٹی علامت ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالی ہرقل کی اولاد سے روم میں ایک بادشاہ پیدا کرے گا جس کا نام ''صمارہ'' ہوگا! جب مسلمانوں کا مشرکوں پر غلبہ ہوگا تو وہ حضرت مہدی علیہ السلام سے صلح کرے گا اور صلح کی مدت سات سال ہوگی۔ حضرت مہدی علیہ السلام رومیوں پر جزیہ مقرر کریں گے اور کسی ذمی کا احترام باقی نہ رہے گا اور ذلیل وخوار اور رسوا ہونگے ان کی صلیب کو توڑ دیا جائے گا پھر مسلمان دمشق جائیں گے اور کچھ وقت اسی طرح گزرے گا اچانک ایک رومی متوجہ ہوگا اور رومیوں کے لڑکے اور لڑکیوں کو قید و بند میں مسجون پائے گا وہ صلیب کو اٹھا کر بلند آواز سے کہے گا جو صلیب کی عبادت کرنے والا ہے وہ اس کی مدد کرے ایک مسلمان کھڑا ہوگا وہ صلیب کو توڑ دے گا اور کہے گا اللہ تعالی ہی غالب ہے اس وقت رومی عہد شکنی کریں گے اور صلح ختم ہو جائے گی پھر روم کے بادشاہ خفیہ جمع ہونگے اور مسلمانوں کے ملک پر حملہ کریں گے جبکہ مسلمان ان کی طرف سے غافل ہوں گے اور وہ صلح ہی خیال کیے ہونگے کیونکہ عہد شکنی رومیوں کی طرف سے ہوگی وہ بارہ جھنڈے لیکر انطاکیہ پہنچیں گے جبکہ ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔ اس وقت سیدنا مہدی علیہ السلام شام، حجاز، کوفہ، بصرہ اور عراق کی طرف پیغام

بھیجیں گے اور ان سے مدد طلب کریں گے' ُرق والے تو یہ جواب دیں گے کہ ہمارے دشمن خراسان سے حملہ آور ہوئے ہیں ہم ں دھندے میں مشغول ہونے کے باعث مدد نہیں دے سکتے جبکہ کوفہ اور بصرہ سے کچھ مدد ملے گی وہ ان کو ہمراہ لیکر دمشق پہنچیں گے حالانکہ رومیوں نے وہاں چالیس روز کی اقامت میں بہت بڑا فتنہ فساد کیا ہوگا اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوگا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صبر دے گا اور وہ ان کے مقابلے میں نکلیں گے اور ان سے گھسان کی جنگ ہوگی۔ بے شمار مسلمان شہید ہونگے اور یہ ہولناک منظر ہوگا جس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس وقت عرب قبائل میں سے چار قبائل سلیم، فہد، غسان اور طی مرتد ہو کر رومیوں سے مل جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو استقلال اور نصرت و اعانت عطا کرے گا اور کافروں پر اپنا قہر و غضب نازل کرے گا اس وقت کے مسلمان تمام مخلوق سے بہتر ہونگے اور وہ اللہ کے مخلص بندے ہونگے ان میں کوئی منافق نہ ہوگا پھر مسلمان روم کے علاقے میں داخل ہونگے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند ہونگے تو ان کے قلعوں کی دیواریں گرنے لگیں گی اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا اظہار فرمائے گا اور مسلمان کافروں پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور بے شمار اموال غنیمت ان کے ہاتھ لگے گا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت چالیس سال رہے گی اس کے بعد وہ اچانک فوت ہو جائیں گے (عینی)

باب: اثم من عاھد ثم غدر

عن ابی ھریرۃ قال کیف انتم اذا لم تجتبؤا دینارا و لا درھما فقیل

له و كيف ترى ذلك كائنا يا اباهريرة قال اى والذى نفس ابى هريرة بيده عن قول الصادق المصدوق قالوا عم ذلك قال تنتهك ذمة الله و ذمة رسوله فيشد الله قلوب اهل الذمة فيمنعون ما فی ايديهم۔

حدیث (70)

اسحاق بن سعید نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی انہوں نے کہا تمہارا حال کیسا ہوگا جب تم دینار و درہم جزیہ نہ لو گے ان سے کہا گیا اے ابا ہریرہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہے (کہ لوگ ہمکو جزیہ نہ دیں گے) ابو ہریرہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے صادق مصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لوگوں نے کہا ایسا کیوں ہوگا انہوں نے کہا اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول کے ذمہ کی بے حرمتی کی جائے گی تو اللہ تعالی ذمیوں کے دل سخت کر دیگا اور وہ اپنے ہاتھوں میں جزیہ وغیرہ روک لیں گے۔

تشریح:۔ یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ جو لوگ مسلمانوں کو جزیہ اور خراج ادا کرتے ہونگے وہ روک لیں گے اس کا سبب یہ ہوگا کہ مسلمان احکام شرعیہ میں کاہلی کریں گے اور خدا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کا احترام نہ کیا جائے گا تو اللہ تعالی جزیہ اور خراج ادا کرنے والے کافروں کے دل سخت کر دے گا اور وہ خراج ادا کرنا بند کر دیں گے اسی طرح مسلمانوں کی اقتصادی حالت کمزور ہو جائے گی کسی شخص کے سوال کے جواب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یہ اس ذات ستودہ صفات اور سچ بولنے والی ذات مکرمہ نے بتایا ہے جن کو جبرائیل علیہ السلام سچی خبریں دیتے ہیں۔ واللہ تعالی و رسولہ الاعلی اعلم!

باب: قول النبی ﷺ للحسن بن علی ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین وقولہ فاصلحوا بینھما۔

حدثنا عبداللہ بن محمد ثنا سفین عن ابی موسی قال سمعت الحسن یقول استقبل واللہ الحسن بن علی معاویۃ بکتائب امثال الجبال فقال عمروبن العاص انی لاری کتائب لا تولی حتی تقتل اقرانھا فقال لہ معاویۃ وکان واللہ خیر الرجلین ای عمر وان قتل ھؤلآء ھؤلآء وھؤلآء ھؤلآء من لی بامور الناس من لی بنسأئھم من لی بضیعتھم فبعث الیہ رجلین من قریش من بنی عبدشمس عبدالرحمن بن سمرۃ وعبداللہ بن عامر فقال اذھبا الی ھذا الرجل فاعرضا علیہ وقولا لہ واطلبا الیہ فاتیاہ فدخلا علیہ فتکلما وقالا لہ وطلبا الیہ فقال لھما الحسن بن علی انا بنو عبدالمطلب قد اصبنا من ھذا المال وان ھذہ الامۃ قد عاثت فی دمآئھا قالا فانہ یعرض علیک کذا او کذا او یطلب الیک ویسألک قال فمن لی بھذا قالا نحن لک بہ فما سألھما شیئا الا قالا نحن لک بہ فصالحہ قال الحسن ولقد سمعت ابا بکرۃ یقول رأیت رسول اللہ ﷺ علی المنبر والحسن بن علی الی جنبی وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین قال ابوعبداللہ قال لی علی بن عبداللہ انما صح عندنا سماع الحسن من ابی بکرۃ بھذا الحدیث۔ حدیث (71) (کتاب الصلح)

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق ارشاد کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دیگا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "ان کے درمیان صلح کرا دو"

ابو موسی اسرائیل بن موسی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سنا خدا کی قسم حسن بن علی رضی اللہ عنہما امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پہاڑوں کی طرح لشکر لیکر آئے ہیں تو عمرو بن عاص نے کہا میں لشکروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ واپس نہ جائیں گے حتی کہ اپنے مخالفوں کو قتل کر دیں گے اور امیر معاویہ نے جو دو مردوں (معاویہ اور عمرو بن عاص) سے بہتر تھے۔ عمرو بن عاص سے کہا اے عمرو اگر انہوں نے ان کو قتل کر دیا تو لوگوں کے امور کی نگرانی کون کریگا؟ ان کی عورتوں کی کفالت کون کریگا؟ اور ان کے بچوں کی اور بوڑھوں کی حفاظت کون کریگا پھر قریش کے قبیلہ بنی عبد شمس سے دو مرد عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو بھیجا اور کہا اس مرد کے پاس جاؤ اور صلح پیش کرو اور ان سے بات کرو اور ان کو صلح کی طرف بلاؤ چنانچہ وہ دونوں امام حسن کے پاس گئے اور ان سے بات چیت کی اور صلح کرنا چاہی ان سے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں ہم نے بہت مال خرچ کیا ہے اور یہ لوگوں کے خونوں میں فتنہ انگیزی کرتے ہیں ان دونوں نے کہا وہ آپ کے سامنے صلح پیش کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ صلح چاہتے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا ضامن کون ہوگا ان دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں اور اس کی ذمہ داری لیتے ہیں امام حسن نے ان سے جس شے کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا ہم

اس کی ذمہ داری لیتے ہیں چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور فرمایا میں نے ابوبکرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر دیکھا جبکہ حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے اور آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف توجہ کر کے فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دیگا مجھے علی بن عبداللہ نے کہا حسن بصری کا ابوبکر سے سماع اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

تشریح:۔ اس مقام میں تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے چالیس ہجری کے رمضان المبارک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا اور اسی سال اسی رمضان المبارک میں ان کے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی کہ آپ کے بعد وہ خلیفہ ہیں تو وہ اس معاملہ میں کئی روز متفکر رہے پھر انہوں نے لوگوں میں اختلاف پایا بعض لوگ ان کی طرف میلان رکھتے تھے اور بعض لوگ امیر معاویہ کی طرف داری کرتے تھے اور معاملہ درست ہوتا نہ دیکھا تو انہوں نے مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے خونوں کے بچاؤ اور ان کی حفاظت میں نظر ڈالی تو وہ اس نتیجہ کو پہنچے کہ امت میں اختلاف سے بہتر یہ ہے کہ وہ خلافت امیر معاویہ کے حوالہ کر دیں چنانچہ انہوں نے اکتالیس ہجری کے ربیع الاول میں خلافت امیر معاویہ کے حوالے کر دی انہوں نے تقریباً چھ ماہ تک خلافت کے امور سرانجام دیے اور خلافت سے دست بردار ہو کر مسلمانوں میں یگانگت، اتحاد، اتفاق کی صورت ظاہر کر کے لوگوں کے خونوں کی حفاظت کی اسی لیے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دیگا! چنانچہ ایسا ہی ہوا!

اس میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ انہوں نے زہد و تقوی کی بنا پر ملک اور دنیا اور اس کی رونق کو ٹھکرا دیا۔ حالانکہ چالیس ہزار افراد نے ان کی موت پر بیعت کی تھی کہ ان کی اقتداء میں وہ مریں گے! اور مسلمان کا مسلمان کو تاویل کر کے قتل کرنا جائز ہے اور جس حدیث میں ہے کہ قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں بطور وعید فرمایا ہے معلوم ہوا کہ قوم کا سردار وہ ہوتا ہے جس سے لوگ نفع اٹھائیں کیونکہ سید عالم ﷺ نے سیاست کو لوگوں میں اصلاح کے ساتھ معلق کیا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

امام حسن رضی اللہ عنہ سردار ہیں

سرکار ﷺ کا علم غیب شریف

دو عظیم جماعتیں کہنا یعنی دونوں جماعتیں مسلمانوں کی ہونگی۔

امیر معاویہ اور ان کی جماعت کے متعلق غلط الفاظ بولنے والے غور فرمائیں کہ جنکو سرکار ﷺ عظیم فرمار ہے یہ ان کو کیا کہہ رہے ہیں۔

باب: هل يستاسر الرجل ومن لم يستاسر ومن ركع ركعتين عند القتل

حدثنا ابواليمان انا شعيب عن الزهري اخبرني عمرو بن ابي سفيان بن اسيد بن جارية الثقفي وهو حليف لبني زهرة وكان من اصحاب ابي هريرة قال بعث رسول الله ﷺ عشرة رهط سرية عينا وامر عليهم عاصم بن ثابت الانصاري جد عاصم بن عمر الخطاب فانطلقوا حتى اذا كانوا بالهداة وهو بين عسفان و مكة ذكر والحي من هذيل يقال لهم بنو لحيان

فنفروالهم قريبا من مائتي رجل كلهم رام فاقتصوا اثارهم حتي وجدوا
ماكلهم تمرا تزودوه من المدينة فقالوا هذا تمريثرب فاقتصوا اثارهم فلما
راهم عاصم واصحابه لجاؤا الي فد فدواحاط بهم القوم فقالا لهم انزلوا
فاعطونا بايدكم ولكم العهد والميثاق لانقتل منكم احدا فقال عاصم بن
ثابت امير السرية اما انا فوالله لاانزل اليوم في ذمة كافر اللهم اخبر عنا
نبيك فرموهم بالنبل. فقتلوا عاصما في سبعة فنزل اليهم ثلثة نفربا لعهد
والميثاق منهم خبيب الانصاري وابن الدثنة ورجل اخر فلما استمكنوا
منهم اطلقوا اوتار قسيهم فاوثقوهم فقال الرجل الثالث هذا اول الغدر والله
لا اصحبكم ان في هؤلآء لا سوة يريد القتلے فجرروه وعالجوه علي ان
يصحبهم فأبى فقتلوه فانطلقوا بخبيب وابن الدثنة حتي باعوهما بمكة بعد
وقيعه بدر فابتاع خبيبا بنو الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف و كان
خبيب هو قتل الحارث بن عامر يوم بدر فلبث خبيب عندهم اسيرا
فاخبرني عبيدالله بن عياض ان بنت الحارث اخبرته انهم حين اجتمعوا
استعار منها موسي يستجد بها فاعارته فاخذا بنا لي وانا غافلة حتي اتاه قالت
فوجدته مجلسه علي فخذه والموسي بيده ففزعت فزعة عرفها خبيب في
وجهي فقال اتخثين ان اقتله ما كنت لافعل ذلك والله ما رأيت اسيرا قط
خيرا من خبيب فوالله لقد وجدته يوما ياكل من قطف عنب في يده وانه
لموثق في الحديد وما بمكة من ثمر و كانت تقول انه لرزق من الله رزقه
خبيبا فلما خرجوا من الحرم ليقتلوه في الحل قال لهم خبيب ذروني اركع

ركعتين فتركوه فركع ركعتين ثم قال لو لا ان تظنوا ان مابي جزع لطولتها اللهم احصهم عددا وقال ـــ ولست ابالي حين اقتل مسلما ـ على اي شق كان لله مصرعي و ذلك في ذات الاله و ان يشأ ـ يبارك على اوصال شلو ممزع فقتله ابن الحارث فكان خبيب هو سن الركعتين لكل امرىء مسلم قتل صبرا فاستجاب الله لعاصم بن ثابت يوم اصيب فاخبر النبي ﷺ اصحابه خبرهم و ما اصيبوا و بعث ناس من كفار قريش الى عاصم حين حدثوا انه قتل ليؤتوا بشئي منه يعرف و كان قد قتل رجلا من عظمآئهم يوم بدر فبعث على عاصم مثل الظلة من الدبر محمته من رسولهم فلم يقدروا على ان يقطعوا من لحمه شيئا حدیث(72) (کتاب الجہاد)

باب: کیا کوئی شخص اپنے آپ کو گرفتار کرادے اور جو گرفتاری نہ دے؟ اور جس نے قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھی!

عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے کہا اور وہ بن زہرہ کے حلیف اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کا گروہ جاسوس بنا کر بھیجا اور عاصم بن ثابت انصاری کو جو عاصم بن عمر کا دادا ہے ان کا سردار مقرر کیا وہ چلتے رہے حتی کہ جب مقام ہداہ میں پہنچے اور وہ عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ہذیل کے ایک قبیلہ جس کو بنولحیان کہا جاتا ہے سے ان کا ذکر کیا گیا تو وہ تقریباً دوسو آدمی جو تمام تیرانداز تھے ان کے پیچھے ان کے قدموں کے نشانات پر چلے حتی کہ انہوں نے ان کی کھائی ہوئی کھجوریں جو وہ مدینہ سے لائے تھے پالیں اور

کہنے لگے یہ یثرب (مدینہ منورہ) کی کھجوریں ہیں وہ ان کے نشانات پر چلتے رہے جب ان کو عاصم اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا تو انہوں نے اونچے ٹیلے پر پناہ لی انھوں نے ان کا گھیراؤ کرلیا اوران سے کہا تم نیچے اتر آؤ اور ہم کو اپنے ہاتھ دو ہم تم سے عہد اور مضبوط وعدہ کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے اس گروہ کے سردار عاصم بن ثابت نے کہا بخدا میں آج کافر کے ذمہ اور عہد پر نہیں اتروں گا۔ اے اللہ! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری خبر پہنچادے ان لوگوں نے انہیں تیر مارے اور عاصم کو سات میں قتل کردیا اور ان کے عہد اور وعدہ کے مطابق ان سے تین آدمی حضرت خبیب انصاری، زید بن دثنہ اور تیسرا آدمی طارق بن عبداللہ نیچے اتر آئے جب وہ ان پر پوری طرح قادر ہو گئے تو انہوں نے ان کی کمانوں کی رسیاں کھول دیں اور ان کو رسیوں سے باندھ دیا۔ تیسرے شخص طارق بن عبداللہ نے کہا بخدا یہ پہلا غدر ہے میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا بے شک میں اپنے ساتھیوں کی پیروی کروں گا یعنی جو قتل ہو گئے ہیں انہوں نے اس کو کھینچا گھسیٹا اور اس کو مجبور کیا کہ ان کا ساتھی بنے لیکن اس نے انکار کردیا تو انہوں نے اس کو قتل کردیا اور وہ خبیب اور زید بن دثنہ کو ساتھ لے گئے حتی کہ ان کو مکہ مکرمہ میں فروخت کردیا یہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے خبیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا اور خبیب نے بدر کی جنگ میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا حضرت خبیب ان کے پاس کچھ مدت قیدی رہے (راوی نے کہا) مجھے عبیداللہ بن عیاض نے بتایا کہ حارث کی بیٹی نے ان سے بیان کیا کہ جب حارث کے بیٹوں نے خبیب کو قتل کرنے پر اتفاق کیا تو اس نے اس سے استرا مانگا تاکہ زیر ناف بال اتاریں۔ حارث کی بیٹی نے اس کو استرا دے دیا خبیب نے میرا بیٹا

پکڑلیا جبکہ میری غفلت کی حالت میں وہ اس کے پاس چلا گیا تھا میں نے خبیب کو دیکھا کہ اس نے اس کو گود میں بٹھایا ہے اور استرا خبیب کے ہاتھ میں ہے میں سخت گھبرائی جس کو خبیب نے میرے چہرے سے پہچانا اور کہنے لگا کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کردونگا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ بخدا میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا خدا کی قسم میں نے ایک دن اس کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں انگور ہیں جو وہ کھا رہا ہے حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اس وقت مکہ میں کوئی پھل نہ تھا وہ کہتی تھی کہ وہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اللہ نے خبیب کو دیا تھا جب اس کو قتل کرنے کے لیے حرم سے حل میں لے گئے تو ان سے خبیب نے کہا مجھے چھوڑ دو میں دو رکعت نماز پڑھ لوں انہوں نے چھوڑ دیا تو خبیب نے دو رکعتیں پڑھیں پھر کہا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں قتل سے گھبرایا ہوں تو میں نماز لمبی کرتا۔ پھر کہا اے اللہ! ان کافروں کو گن گن کر مار۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں۔۔۔ جس پہلو پر بھی اللہ کی راہ میں پچھاڑا جاؤں یہ اللہ کی رضا کے لیے ہے اور اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے عضو کے ٹکڑوں میں برکت ڈال دے۔ پھر حضرت خبیب کو حارث کے بیٹے عقبہ نے قتل کر دیا۔ خبیب نے ہی ہر اس مرد کے لیے دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ نکالا جس کو قید کر کے قتل کیا جائے اللہ تعالیٰ نے عاصم بن ثابت کی وہ دعا جس دن وہ شہید کیے گئے تھے قبول کی اور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو ان کا اور جو کچھ ان کے ساتھ ہوا پہنچا دیا کفار قریش کو جس وقت یہ خبر پہنچی کہ عاصم بن ثابت کو قتل کر دیا گیا ہے تو انہوں نے چند لوگ عاصم بن ثابت کی طرف بھیجے تاکہ وہ عاصم کے جسم کا کوئی ٹکڑا کاٹ لائیں جس سے اس کا قتل ہونا پہچانا جائے کیونکہ عاصم

بن ثابت نے بدر کی لڑائی میں کفار قریش کے سرداروں میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا تو حضرت عاصم پر اندھیرے بادل کی طرح شہد کی مکھیوں کا لشکر بھیج دیا گیا اس نے عاصم کی حفاظت کی اور وہ ان کے گوشت سے کچھ بھی کاٹنے پر قادر نہ ہوئے۔

تشریح:۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں شہید کیا گیا سرکار ﷺ کو مدینہ میں اس کا علم دیا گیا۔ یہ آپ کا علم غیب ہے

باب: صفۃ الشمس والقمر بحسبان

حدثنا محمد بن یوسف ثنا سفین عن الاعمش عن ابراھیم التیمی عن ابیہ عن ابی ذر قال قال النبی ﷺ لابی ذر حین غربت الشمس اتدری این تذھب قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانھا تذھب حتی تسجد تحت العرش فتستأذن فیؤذن لھا ویوشك ان تسجد فلا یقبل منھا وتستأذن فلایؤذن لھا یقال لھا ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربھا فذلك قولہ تعالٰی والشمس تجری لمستقر لھا ذلك تقدیر العزیز العلیم۔

حدیث (73) (کتاب بدء الخلق بخاری)

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے ابوذر سے فرمایا جبکہ سورج غروب ہوا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں (کہ یہ کدھر جاتا ہے) آپ نے فرمایا یہ جاتا ہے حتی کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اللہ سے اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ عنقریب یہ جا کر سجدہ کریگا اور قبول نہ ہوگا اور طلوع ہونے کی اجازت طلب کریگا اور اس کو اجازت نہ دی

جائیگی۔ جبکہ اس سے کہا جائے گا جہاں سے آئے ہو ادھر چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کریگا۔ اسی لیے اللہ کا ارشاد ہے: ''اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا ہے۔ یہ عزیز علیم کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔''

تشریح:۔ سید عالم ﷺ نے حضرت ابوذر سے استفہام اس لیے فرمایا تھا کہ ان کو حقیقت حال سے خبردار فرمائیں سورج کی اگرچہ پیشانی نہیں لیکن اس کو ساجد کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو کہ غروب کے وقت اس کا حال ساجد سا ہوتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج چلتا ہے اور اہل ہیئت کی باتوں کا اعتبار نہیں کہ سورج آسمان میں نصب ہے اور آسمان حرکت کرتا ہے۔ دراصل تمام آسمان اور زمینیں عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالی نے سورج کے سجدہ کے لیے جو بھی جگہ مقرر کی ہے وہ عرش کے نیچے ہے لہذا یہ کہنا صحیح ہے کہ اس نے عرش کے نیچے سجدہ کیا۔ بعض ملاحدہ کا سجود شمس کا انکار کرنا جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے منافی ہے۔ کیونکہ صحیح روایات مرفوعہ کا مدلول یہی ہے کہ سورج سجدہ کرتا ہے اور اللہ کی قدرت سے بعید نہیں کہ تمام حیوانات اور جمادات اس کو سجدہ کریں۔ قرآن کریم میں ہے ''یسجد لہ مافی السموات ومافی الارض'' عموم ما میں ہر ذی روح اور غیر ذی روح داخل ہے اور سورج تحت عرش سجدہ کرنے کے بعد مشرق سے طلوع کی اجازت چاہتا ہے اور اس کو حسب عادت اجازت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب قیامت کا دن قریب ہوگا تو وہ حسب عادت اجازت طلب کرے گا تو اس کو مشرق سے طلوع کی اجازت نہ ملے گی اور کہا جائے گا کہ جدھر سے آئے ہو ادھر واپس ہو جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ سورج اپنے مستقر تک چلتا رہے گا اس کا مستقر وہ مدت ہے جس سے یہ آگے نہیں بڑھ

سکتا۔ بعض علماء کہتے ہیں دنیا کے اختتام کے وقت اس کا چلنا رک جائے گا سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے جس کا ہم ادراک نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کا مشاہدہ کرتے ہیں البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیبی ارشاد پر ہمارا ایمان ہے نہ تو اس کو ہم جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

باب: اذا قال احدکم امین والملائکة فی السماء امین فوافقت احدهما الاخری غفرله ما تقدم من ذنبه

حدثنا عبدالله بن یوسف انا ابن وهب اخبرنی یونس عن ابن شهاب ثنی عروة ان عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثته انها قالت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم هل اتی علیك یوم کان اشد علیك من یوم احد قال لقد لقیت من قومك ما لقیت و کان اشد ما لقیت منهم یوم العقبة اذ عرضت نفسی علی ابن عبدیا لیل بن عبد کلال فلم یجبنی الی ما اردت فانطلقت وانا مهموم علی وجهی فلم استفق الا وانا بقرن الثعالب فرفعت راسی فاذا انا بسحابة قد اظلتنی فنظرت فاذا فیها جبرئیل فنادانی فقال ان الله قد سمع قول قومك لك وما ردوا علیك وقد بعث الله الیك ملك الجبال لتامره بما شئت فیهم فنادانی ملك الجبال فسلم علی ثم قال یا محمد فقال ذلك فما شئت ان شئت ان اطبق علیهم الاخشبین قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ارجو ان یخرج الله عزوجل من اصلابهم من یعبدالله عزوجل وحده لا یشرك به شیئا

حدیث (78) (کتاب بدء الخلق بخاری)

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ) کیا آپ پر احد کے دن سے سخت دن بھی کبھی آیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری قوم سے سخت تکالیف کا سامنا کیا اور لوگوں سے سخت تکلیف جو میں نے پائی وہ عقبہ کے دن تھی جبکہ میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل ابن عبد کلال پر پیش کیا اس نے میری خواہش کے مطابق جواب نہ دیا میں غمناک ہو کر سیدھا چلا۔ ابھی مجھے افاقہ نہ ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میں قرن ثعالب میں ہوں میں نے اپنا سر اٹھایا تو مجھے ایک بادل سا نظر آیا جو مجھے سایہ کیے ہوئے تھا اور اس میں جبرائیل (علیہ السلام) تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا کلام سنا ہے جو کچھ انہوں نے آپ کو جواب دیا ہے اور آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے۔ آپ ان کے متعلق جو چاہیں فرشتہ کو حکم دیں تو اچانک مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور مجھے سلام عرض کیا پھر کہا اے محمد ''ﷺ'' جس کے متعلق آپ چاہیں (میں کرنے کو تیار ہوں) اگر آپ چاہیں تو ان کافروں پر دو پہاڑ ابو قبیس اور ثور ڈال دیتا ہوں (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے وہ لوگ نکالے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔

تشریح:۔ یہ نبی غیب دان کا علم غیب ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ ان نافرمانوں اور گستاخوں کی پشتوں سے پاک اور اللہ کی بندگی کرنے والے پیدا ہونگے یہ غیب ہی کی تو خبریں ہیں۔

باب: ذکر الملائکۃ

حدثنا محمد بن سلام ثنا مخلد انا ابن جریج اخبرنی موسی بن عقبۃ عن نافع قال قال ابوھریرۃ عن النبی ﷺ و تابعہ ابو عاصم عن ابن جریج اخبرنی موسی بن عقبۃ عن نافع عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال اذا احب اللہ العبد نادی جبرئیل فی اھل السمآء ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السمآء ثم یوضع لہ القبول فی الارض حدیث(74) (کتاب بدء الخلق بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی اور ابن جریج سے روائت کر کے ابو عاصم نے ان کی متابعت کی۔ انہوں نے کہا مجھے موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے انہوں نے ابو ہریرہ سے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو ندا فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین میں اتاری جاتی ہے (لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں)

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ غیب ہے۔ اللہ کس سے محبت فرماتا ہے اور کس سے نفرت فرماتا ہے یہ تمام غیب ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کا جبرائیل کو بندے کی محبت کا اعلان کرانے کے لیے کہنا یہ بھی غیب ہے ان سب غیبی باتوں کی خبر دینا یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

حدثنا محمد بن بشار ثنا ابی عدی عن شعبۃ عن حبیب بن ابی ثابت عن زید بن وھب عن ابی ذر قال قال النبی ﷺ قال لی جبرئیل من مات من امتك لا یشرك با اللہ شئیا دخل الجنۃ اولم یدخل النار قال وان

زنی وان سرق قال وان۔ حدیث (75)

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے کہا آپ کی امت میں سے جو کوئی شخص فوت ہو جائے حالانکہ اس نے اللہ کا کسی کو شریک نہ کیا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا یا (فرمایا) دوزخ میں داخل نہ ہو گا آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اگرچہ وہ چوری کرے تو جبرائیل نے کہا اگرچہ زنا اور چوری کرے!

تشریح:۔ یعنی جو شخص توحید پر مر جائے وہ بہر حال جنت میں جائے گا اگرچہ اس سے پہلے اس کو عذاب دیا جائے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔ جن احادیث میں گنہگار مسلمانوں کا دوزخ میں جانا مذکور ہے وہ اس حدیث کے منافی نہیں کیونکہ گنہگار مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: ما جآء فی صفة الجنة وانها مخلوقة

حدثنا احمد بن یونس ثنا اللیث بن سعد عن نافع عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اذا مات احدکم فانہ یعرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی فان کان من اھل الجنۃ فمن اھل الجنۃ وان کان من اھل النار فمن اھل النار۔ حدیث (76)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کا ٹھکانہ صبح و شام اس کو دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہو تو جنت اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ دکھائی جاتی ہے

تشریح:۔ یہ معاملات قبر میں پیش آئیں گے قبر میں کون جنتی ہے کون جہنمی ہے اور ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے یہ تمام غیب کے امور ہیں اور ان امور کی خبر دینا علم غیب ہے۔

باب: ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة

حدثنا ابوالولید ثنا سلم بن زریر ثنا ابورجآء عن عمران ابن حصین عن النبی ﷺ قال اطلعت فی الجنة فرأیت اکثر اھلھا الفقرآء واطلعت فی النار فرأیت اکثر اھلھا النسآء۔ حدیث (77)

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں نظر کی تو اکثر جنتی فقراء تھے اور میں نے دوزخ میں نظر کی تو اکثر دوزخی عورتیں دیکھیں۔

تشریح:۔ مہلب نے کہا عورتیں دوزخ میں اس لیے زیادہ ہونگی کہ یہ اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں علامہ قرطبی نے کہا عورتین جنت میں اس لیے کم ہوں گی کہ ان میں نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ زیادہ عورتیں جلدی بے دین لوگوں کے دھوکہ میں آجاتی ہیں جوان کی خواہش کرتے ہیں اور اگر کوئی ان کو آخرت کی توجہ دلائے تو اس طرف کان تک نہیں دھرتیں اور دنیاوی زیب وزینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور فقراء اس لیے جنت میں زیادہ ہوں گے کہ ان کو اتنا مال میسر نہیں ہوتا جس کے سبب وہ بداعمالیوں کی طرف مائل ہوسکیں کیونکہ غالبا کثرت اموال معاص کا وسیلہ بنتے ہیں اور سید عالم ﷺ نے فقر کے فتنہ کے شر سے پناہ چاہی ہے کیونکہ اس کا شر کفر تک پہنچا دیتا ہے اور اگر فقر شر سے خالی ہو تو اس کی بہت فضیلت ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''الفقر فخری'' اسی طرح غناء وامارت کے فتنہ کے شر سے آپ نے پناہ چاہی ہے اس کے فتنہ کا شر انسان کا قلب سخت کر دیتی ہے اور جور واستبداد پر آمادہ کرتی ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت میں کوئی بھی کنوارہ

نہ ہوگا ہر ایک جنتی کی کم از کم دو بیویاں ہونگی تو وہ جنت میں کم کیسے ہوں گی اور دوزخ میں ان کی کثرت کیسے ہوگی؟ اس کے دو جواب ہیں

ا:۔ سرور کائنات ﷺ کی شفاعت سے پہلے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہونگی اور ہر شخص کے لیے دو بیویاں ہونے کی تقدیر پر وہ جنت میں زیادہ ہونگی

۲:۔ ہر ایک جنتی کی دو بیویاں حورعین سے ہونگی اور وہ یقینا جنت میں ہونگی بات اس میں ہے کہ دنیاوی عورتیں اکثر دوزخ میں ہونگی کیونکہ وہی دنیاوی زینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور وہی فساق کے دھوکے میں جلدی آجاتی ہیں اور وہی اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں جنت کی عورتیں تو شوہروں سے محبت کرتی ہیں۔ ان کا ناشکری کرنا غیر متصور ہے۔

باب: ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة

حدثنا حجاج بن منهال ثنا همام قال سمعت ابا عمران الجونی یحدث عن ابی بکر بن عبدالله بن قیس الاشعری عن ابیه ان النبی ﷺ قال النحیمة درة مجوفة طولها فی السمآء ثلثون میلا فی کل زاویة منها للمؤمن من اهل لایراهم الاخرون وقال ابوعبدالصمد و الحارث بن عبید عن ابی عمران ستون میلا۔ حدیث(79)

ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اشعری اپنے والد عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (جنت میں) خیمہ ہے جو اندر سے خالی موتی ہے آسمان کی طرف اس کی بلندی تیس میل ہے اس کے ہر کونہ میں مومن کی بیویاں ہیں جن کو

دوسرے لوگ نہیں دیکھیں گے ابو عبدالصمد اور حارث بن عبید نے ابو عمران سے روائت میں کہا کہ (اس موتی کی اونچائی) ساٹھ میل ہے۔

تشریح:۔ جنت غیب ہے اس کے محلات غیب ہیں اور غیب چیزوں کی کیفیات سے آگاہ کرنا یہ حضور نبی کریم ﷺ کا علم غیب ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عبداللہ انا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اول زمرة تلج الجنة صورتهم على صورة القمر ليلة البدر لا يبصقون فيها ولا يمتخطون و لا يتغوطون انيتهم فيها الذهب وامشاطهم من الذهب والفضة و مجامرهم الالوة ورشحهم المسك لكل واحد منهم زوجتان يرى مخ سوقهما من وراء اللحم من الحسن لا اختلاف بينهم ولا تباغض قلوبهم قلب واحد يسبحون الله بكرة وعشيا۔ حدیث (80)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہونگے وہ اس میں نہ تھوکیں گے نہ سنکیں گے اور نہ ہی بول و براز کریں گے اس میں ان کے برتن سونے کے ہونگے ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی ہونگی اور ان کی انگیٹھیاں عود سے سلگتی رہیں گی، ان کا پسینہ مشک ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ خوبصورتی کے باعث ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا ان میں اختلاف نہ ہوگا اور نہ ہی ان میں بغض ہوگا ان کے دل ایک جیسے ہوں گے۔ وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح کریں گے۔

تشریح:۔ قیامت کے معاملات پوشیدہ ہیں اور جنت میں جو پہلی جماعت داخل ہوگی اس کی کیفیات کیا ہونگی اور وہ جنت میں کیا کریں گے یہ تمام امور غیب ہیں جن کی خبر نبی غیب دان ﷺ نے دی ہے۔

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی ثنا فضیل بن سلیمن عن ابی حازم عن سهل بن سعد عن النبی ﷺ قال لیدخلن الجنة من امتی سبعون الفا او سبعمائة الف لا یدخل اولهم حتی یدخل اخرهم وجوههم علی صورة القمر لیلة البدر۔ حدیث (81)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھ لوگ جنت میں داخل ہونگے کہ ان میں سے پہلا شخص داخل نہ ہوگا حتی کہ ان کا آخری شخص داخل ہو (اکٹھے داخل ہونگے) ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کے طرح چمکتے ہونگے۔

تشریح:۔ مسلم نے عمران بن حصین سے مرفوع روایت کی کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے داخل ہونگے اور ترمذی میں ابو امامہ سے مرفوع روائت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں داخل کرے گا جن کا حساب نہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان کو عذاب دیا جائے گا اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے۔ بایں ہمہ اللہ تعالی تین لپ بھر کر جنت میں داخل کرے گا۔ ایک روائت میں چار لاکھ کا ذکر ہے۔ بہر کیف ان اعداد سے کثرت مراد ہے۔

باب: ما جآء فی صفة الجنة و انها مخلوقة۔

حدثنا روح بن عبدالمؤمن ثنا یزید ابن زریع ثنا سعید عن قتادة ثنا انس بن مالك عن النبی ﷺ قال ان فی الجنة شجرة یسیر الراكب فی ظلها مائة عام لا یقطعها۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں سو سال چلتا رہے تو بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔

تشریح:۔ اس حدیث میں ظل سے مراد راحت اور نعمت ہے کیونکہ جنت میں متعارف سایہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ سورج کی گرمی سے بچاتا ہے اور جنت میں سورج نہ ہو گا۔ جنت تو صرف نور ہی نور ہے اس میں گرمی اور سردی نہیں بلکہ وہاں سرور ہی سرور ہے اور بے شمار نعمتیں ہیں۔ جنت غیب ہے اس کے درخت غیب ہیں اس کی ہیئت کیسی ہے یہ تمام غیب ہیں ان امور کی خبر دینا حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: صفة ابلیس وجنوده

حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالك عن عبدالله بن دینار عن عبدالله بن عمر قال رایت رسول الله ﷺ یشیر الی المشرق فقال ها ان الفتنة ههنا ها ان الفتنة ههنا من حیث یطلع قرن الشیطان۔ حدیث (83) (کتاب بدء الخلق بخاری)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا خبردار! فتنہ یہاں ہے فتنہ یہاں ہے

جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا!

حدثنا ابو الیمان انا شعیب عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرة قال قال النبی ﷺ کل بنی ادم یطعن الشیطان فی جنبه با صبعیه حین یولد غیر عیسی بن مریم ذهب یطعن فطعن فی الحجاب۔ حدیث (84)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر آدمی کے پیدا ہوتے وقت شیطان اس کے پہلوؤں میں اپنی انگلی سے ٹھوکے مارتا ہے سوا عیسی بن مریم "علیہما السلام" کے وہ ان کو ٹھوکا مارنے گیا اور پردہ میں ہی ٹھوکا مار دیا۔

تشریح:۔ جب حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے اور شیطان نے ان کو ٹھوکا مارنا چاہا تو اس کا ہاتھ ان تک نہ پہنچ سکا تو اس نے حجاب میں ہی ٹھوکا مار دیا۔ حجاب سے مراد وہ جھلی ہے جس میں بچہ ہوتا ہے یا وہ کپڑا جس میں اسے لپیٹا جاتا ہے۔ اس حدیث میں سیدنا عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ کی بہت بڑی فضیلت ہے شیطان نے مریم علیہا السلام سے چارہ جوئی کی تھی لیکن اللہ تعالی نے ان کی والدہ "حنہ بنت فاقوذ بن ماثان" کی برکت سے شیطان کو ان تک پہنچنے نہ دیا۔ کیونکہ مریم کی والدہ نے کہا تھا وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم" عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں وہب بن منبہ سے روائت ذکر کی کہ جب عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے تو سارے شیطان ابلیس لعین کے پاس آ کر کہنے لگے کہ تمام بت اوندھے منہ گر گئے ہیں۔ ابلیس نے کہا کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے تم یہاں ٹھہرو میں کھوج نکالتا ہوں۔ شیطان چشم زدن میں ساری زمین پر پھر گیا اس کو کوئی شے نہ ملی پھر سمندروں میں گھوما وہ کوئی شے معلوم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ پھر وہ بھاگا تو ایک مقام میں حضرت عیسی علیہ السلام کو پایا کہ

آپ تولد فرما چکے ہیں اوران کوفرشتوں نے ڈھانپا ہوا ہے۔ ابلیس شیطانوں کی طرف لوٹا اور کہنے لگا آج رات ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ کوئی بھی عورت حاملہ ہو یا وہ بچہ کوجنم دے تو میں وہاں موجود ہوتا ہوں لیکن اس خاتون کا مجھے پتہ نہیں چلا اور وہ اس شہر میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے بتوں کی پوجا سے ناامید ہو گئے۔ لیکن قاضی نے اشارۃً کہا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس فضیلت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں قرطبی نے کہا یہ مجاہد کا قول ہے۔ (عینی) صاحب مظہری نے کہا یہ امر مسلم اور صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا فرمائی جب ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ اے اللہ! میں فاطمہ کو تیرے ذریعہ اور اس کی اولاد کو راندے ہوئے شیطان سے پناہ دیتا ہوں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا زیادہ مقبول ہے۔ لہذا بعض روایات میں جو دعا کا حصر مریم اور عیسیٰ علیہ السلام میں ہے وہ اضافی حصر ہے حقیقی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دینا کہ شیطان ان پر قابو نہ پا سکا یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔

باب: خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال

حدثنا قتیبة ثنا اللیث عن جعفر بن ربیعة عن الاعرج عن ابی ھریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا سمعتم صیاح الدیکة فسئلوا اللہ من فضله فانھا رأت ملکا واذا سمعتم نھیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان فانھا رأت شیطانا۔ حدیث (85) (کتاب بدء الخلق بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مرغ کی آواز

سنو تو اللہ تعالی سے اس کے فضل کی دعا کرو کیونکہ اس نے فرشتہ کو دیکھا ہے۔ اور گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالی کے ذریعہ شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

تشریح:۔ مرغ کی اذان کے وقت اللہ تعالی کے فضل و کرم طلب کرنے کی دعا کا حکم اس لیے فرمایا کہ اس کی اذان کے وقت جب دعا کرے گا تو فرشتے امین کہیں گے اس کی مغفرت کی دعا کریں گے اور اس کے اخلاص اور انکساری کے گواہ بن جائیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے پاس دعا کرنی چاہیے کیونکہ جب دعاؤں میں موافقت ہو جائے تو اللہ دعا قبول فرماتا ہے صحیح ابن حبان میں ہے مرغ کو گالی نہ دو یہ نماز کے لیے پکارتا ہے، مرغ میں خصوصیت ہے جو دوسرے جانوروں میں نہیں پائی جاتی اس کو رات کے وقت کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ رات چھوٹی ہو یا بڑی اس کی اذان میں خطا نہیں ہوتی اور وہ فجر سے پہلے اور بعد بدستور اذانیں کہتا ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ نے مرغ کو ادراک دیا ہے اسی طرح گدھے کو بھی ادراک حاصل ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گدھا جب آواز نکالتا ہے تو وہ شیطان کو دیکھتا ہے یا اس کے سامنے شیطان کی صورت ہوتی ہے۔ لہذا تم اللہ کا ذکر کرو اور مجھ پر درود پڑھو۔ داؤدی نے یہاں ایک فائدہ ذکر کیا ہے کہ مرغ سے پانچ چیزیں سیکھنی چاہییں اچھی آواز، آخر رات بیداری، سخاوت، غیرت اور کثرت نکاح (عینی) یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: خلق ادم و ذریتہ

حدثنا ابن سلام ثنا الفزاری عن حمید عن انس قال بلغ عبداللہ

بن سلام مقدم رسول الله ﷺ المدینة فاتاہ فقال انی سائلك عن ثلث لا یعلمهن الا نبی قال ما اول اشراط الساعة وما اول طعام یاکله اهل الجنة ومن ای شئی ینزع الولد الی ابیه و من ای شئی ینزع الی اخواله فقال رسول الله ﷺ خبرنی بهن انفا جبرئیل علیه السلام قال فقال عبدالله ذاك عدو الیهود من الملآئکة فقال رسول الله ﷺ اما اول اشراط الساعة فنار تحشر الناس من المشرق الی المغرب واما اول طعام یاکله اهل الجنة فزیادة کبد حوت واما السبه له واذا سبقت کان الشبه لها قال اشهد انك رسول الله ثم قال یارسول الله ان الیهود قوم بهت ان علموا باسلامی قبل ان تسألهم بهتونی عندك فجآءت الیهود ودخل عبدالله البیت فقال رسول الله ﷺ ای رجل فیکم عبدالله ابن سلام قالوا اعلمنا وابن اعلمنا واخیرنا وابن اخیرنا فقال رسول الله ﷺ افرأیتم ان اسلم عبدالله قالوا اعاذہ الله من ذلك فخرج عبدالله الیهم فقال اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله فقالوا شرنا وابن شرنا ووقعوا فیه۔

حدیث (86)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا عبداللہ بن سلام کو جناب رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کی خبر ملی تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میں آپ سے تین سوالات عرض کرنا چاہتا ہوں ان کو صرف نبی ہی جانتے ہیں۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ پہلا طعام جو جنتی جنت میں کھائیں گے وہ کیا ہوگا؟ اور بچہ کس لئے اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کس لئے اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام

نے ان کی خبر دی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا وہ فرشتہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی اور جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا جو وہ کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا اور بچہ میں مشابہت اس لیے ہوتی ہے کہ مرد جب عورت سے جماع کرے اور اس کا نطفہ عورت کے نطفہ سے پہلے رحم میں چلا جائے تو بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور عورت کا نطفہ سبقت کر جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ! یہودی بہت بہتان باندھنے والے لوگ ہیں اگر ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہو گیا تو پہلے اس کے کہ آپ ان سے پوچھیں وہ آپ کے پاس مجھ پر بہتان باندھیں گے اتنے میں یہودی آ گئے اور عبداللہ بن سلام کمرہ میں چلے گئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بتاؤ تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے انہوں نے کہا وہ ہمارے سب سے بڑے عالم اور عالم کے بیٹے ہیں اور ہم سب سے نیک اور سب سے نیک کے بیٹے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے (تو تمہارا کیا خیال ہوگا) انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اس کو اسلام سے پناہ دے اتنے میں عبداللہ بن سلام نے ان کے سامنے آ کر کہا ''اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله'' تو یہودی کہنے لگے یہ ہم سب سے بڑا شرارتی ہے اور سب سے بڑے شرارتی کا بیٹا ہے اور ان کو برا بھلا کہنے لگے۔

تشریح:۔ جناب عبداللہ بن سلام کا خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا ''تین سوال کرنا چاہتا ہوں جنکو صرف نبی ہی جانتے ہیں'' سے معلوم ہوا کہ نبیوں کو علم غیب ہوتا ہے اور حضور ﷺ کا ان کو فرمانا کہ قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے۔ جو نشانی کو جانتا

ہے وہ قیامت کے بارے بھی یقیناً جانتا ہی ہے اور جنتیوں کے پہلے کھانے کے بارے میں بتانا کہ وہ کیا کھائیں گے یعنی حضور ﷺ جنتیوں اور ان کے کھانوں کے بارے بھی جانتے ہیں اور یہ بتانا کہ بچہ کی مشابہت والدین اور ماموؤں پر کیوں ہوتی ہے حضور ﷺ ہر پوشیدہ اور ظاہر بات کو جانتے ہیں یہ حضور ﷺ کا علم غیب شریف ہے۔

باب: قول اللہ عزوجل والی عاد اخاھم ھودا

حدثنا محمد بن عرعرة ثنا شعبة عن الحكم عن مجاهد عن ابن عباس عن النبي ﷺ قال نصرت بالصبا واهلكت عاد بالدبور وقال ابن كثير عن سفين عن ابيه عن ابي نعم عن ابي سعيد بعث علي الى النبي ﷺ بذهيبة فقسمها بين اربعة الاقرع بن حابس الحنظلي ثم المجاشعي وعيينة بدر الفزاعي وزيد الطائي ثم احد بني نبهان وعلقمة بن علاثة العامري ثم احد بني كلاب فغضبت قريش والانصار فقالوا يعطي صناديد اهل نجد ويدعنا قال انما اتالفهم فاقبل رجل غائر العينين، مشرف الوجنتين ناتي الجبين كث اللحية محلوق فقال اتق الله يامحمد فقال من يطيع الله اذا عصيت ايأمنني الله على اهل الارض فلا تأمنوني فسأله رجل قتله احسبه خالد بن الوليد فمنعه فلما ولي قال ان من ضنضئي هذا او في عقب هذا قوما يقرؤن القران لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية يقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان لئن انا ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد۔ حدیث (87)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

میری مدد باد صبا سے کی گئی اور قوم عاد کو پچھم کی ہوا سے ہلاک کر دیا گیا۔ محمد بن کثیر نے سفیان ثوری، ان کے والد سعید بن مسروق بن حبیب ثوری کوفی ابن ابی نعم کے ذریعہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو سونے کا ٹکڑا بھیجا (جو مٹی سے جدا نہیں کیا گیا تھا) تو آپ ﷺ نے وہ چار آدمیوں اقرع بن حابس، حنظلی مجاشعی عینیہ بن بدر فزاری، زید طائی جو بعد میں بنی نبہان میں شامل ہو گئے تھے اور علقمہ بن علاثہ عامری جو بعد میں بنو کلاب سے مل گئے تھے میں تقسیم کر دیا تو قریش اور انصار غصہ سے بھر گئے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ نجدی سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر دیتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں انہیں تالیف قلوب کے لیے دیتا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص سامنے آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں، رخسار ابھرے ہوئے، ماتھا اونچا، داڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا محمد! "ﷺ" اللہ سے ڈر! آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی تو اور کون اس کی تابعداری کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے ہو۔ ایک شخص نے جو میرے خیال میں خالد بن ولید تھے، نے اسے قتل کر دینے کی اجازت مانگی تو آپ نے اس کو منع کر دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نسل میں یا فرمایا اس کے بعد ایسے لوگ ہونگے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔ اگر میں ان کو پاتا تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کر دیتا۔"

تشریح:۔ یہ عطایا نبیو یہ دیکھ کر قبیلہ بنو تمیم کا ایک نامراد کریہہ المنظر بد بخت شخص

جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا ہے اور حرقوص بن زہیر کے نام سے موسوم اور ذوالثدیہ اس کا لقب تھا اس نے سامنے آکر کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! عدل کریں۔ اس ناعاقبت اندیش شخص کی اس جسارت مہلکہ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی تو ضرور لاحق ہوئی اسی لیے آپ نے فرمایا تو خسارے میں ہے۔ اگر میں عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا۔ گو حضرت خالد بن ولید یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اس کو قتل کرنے کی آپ سے اجازت چاہی لیکن بعض مصلحت آمیز وجوہ کی بنا پر آپ نے ان کو منع کر دیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ ہوں گے جو نمازیں پڑھیں گے اور قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کی رگوں سے نیچے نہ اترے گا اور دین متین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے تیزی سے نکل جائے تو اس کو خون اور دیگر نجاسات نہیں پہنچتیں جن سے وہ گزرتا ہے ان لوگوں کو بھی دین سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس فتین بے دین کا حلیہ یہ تھا کہ اس کے چہرے کہ دونوں ہڈیاں رخساروں پر ابھری ہوئی تھیں ماتھا اونچا تھا اور آنکھیں سر کے اندر کی طرف کھچی ہوئی تھیں داڑھی بے پناہ بھاری اور سر کے بال استرے سے اتارے ہوئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ازار کو بہت اونچا اٹھایا ہوا تھا گویا کہ وہ ایسا کریہہ المنظر تھا کہ اگر کسی اکیلے بچے کو مل جائے تو وہ دیکھ کر خوف زدہ ہو جائے۔ کامل مبرد میں روائت ہے کہ اس شخص کی خلقت مکروہ تھی اور سیاہ رنگ تھا اس کی اور اس کے ساتھیوں کی شرانگیز خبر ہوگی۔ آجکل کے موجودہ نجدیوں کی بھی یہی نشانیاں ہیں نمازیں کثرت سے پڑھتے ہیں اور روزے بھی کثرت سے رکھتے ہیں تہجدیں پڑھتے ہیں مگر ان کے دین کا بھی یہی حال ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

باب: وقول اللہ عزوجل ویسئلونک عن ذی القرنین

حدثنا اسحق بن نصر ثنا ابو اسامة عن الاعمش ثنا ابو صالح عن ابی سعید ن الخدری عن النبی ﷺ قال یقول اللہ تبارك و تعالی یاادم فیقول لبیك و سعدیك والخیر فی یدیك فیقول اخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسعمائة و تسعة و تسعین فعندہ یشیب الصغیر و تضع کل ذات حمل حملها و تری الناس سکاری وما هم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید قالوا یا رسول اللہ واینا ذاك الواحد قال ابشروا فان منکم رجلا ومن یاجوج و ماجوج الفا ثم قال والذی نفسی بیدہ ارجو ان تکونوا ربع اهل الجنة فکبرنا فقال ارجو ان تکونوا ثلث اهل الجنة فکبرنا فقال ارجو ان تکونوا نصف اهل الجنة فکبرنا قال ما انتم فی الناس الا کالشعرة السوداء فی جلد ثور ابیض او کشعرة بیضاء فی جلد ثور اسود۔ حدیث (88)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالی فرمائے گا اے آدم! وہ عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور باریابی میں ہوں اور ہر بھلائی تیرے دست قدرت میں ہے اللہ تعالی فرمائے گا دوزخ میں بھیجے جانے والوں کو نکالو تو وہ عرض کریں گے دوزخ میں بھیجے جانے والے کتنے لوگ ہیں اللہ تعالی فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنے حمل وضع کر دیں گی اور تو لوگوں کو بے ہوش دیکھے گا وہ بے ہوش نہیں ہونگے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک ہم میں

سے ہوگا؟ آپ نے فرمایا تمہیں خوشی ہونی چاہیئے تم میں سے ایک اور یاجوج ماجوج ہزار ہوگا پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں میں چوتھا حصہ ہوگے ہم نے زور سے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں میں نصف ہوگے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں صرف سفید بیل کے جسم میں سیاہ بال کی طرح ہو یا سیاہ بیل کے جسم میں سفید بال کی مثل ہو۔

تشریح:۔ یعنی جب قیامت میں پروردگار عالم جل مجدہ الکریم کا یہ ارشاد لوگ سنیں گے تو خوف و ہراس اور دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور عورتوں کے حمل گر جائیں گے یعنی سخت خوف ہوگا حتی کہ اگر عورتوں کو حاملہ تصور کیا جائے تو وہ اپنے حمل وضع کر دیں گی عربوں میں محاورہ ہے کہ وہ کہا کرتے ہیں ہمیں اتنی سختی آپہنچی ہے کہ اس سے ہمارے بچے بوڑھے ہو گئے ہیں تو یہ کلام مجاز پر مبنی ہیں۔ بعض علماء نے اس کو حقیقت پر محمول کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دنیا سے نکلنے سے پہلے قیامت کا زلزلہ آئے گا۔ اس میں لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشی کے وقت نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنا مستحب ہے اور نعمتوں کی تحدید اور کثرت پر خوشی کا اظہار کرنا مستحب ہے نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کی بہت کثرت ہوگی ان کی نسبت جنتی بہت تھوڑے ہونگے جیسے بیل کا ایک سفید یا کالا بال دوسرے بالوں کی نسبت نہایت ہی قلیل ہے اور کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنتیوں کی تعداد بھی جانتے ہیں اور دوزخیوں کی تعداد بھی آپ اپنی امت کی گنتی بھی جانتے ہیں تبھی تو فرمایا تم لوگوں میں صرف سفید بیل کے جسم میں سیاہ بال کی طرح ہو یا سیاہ بیل کے جسم میں سفید بال کی مثل ہو۔

(واللہ و رسولہ اعلم)

باب: قول اللہ عزوجل واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا

حدثنا اسمعیل بن عبداللہ حدثنی اخی عبدالحمید عن ابن ابی ذئب عن سعید ن المقبری عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال یلقی ابراھیم اباہ ازر یوم القیمۃ و علی وجہ ازر قترۃ و غبرۃ فیقول لہ ابراھیم الم اقل لك لا تعصنی فیقول ابوہ فالیوم لا اعصیك فیقول ابراھیم یا رب انك وعدتنی ان لا تخزنی یوم یبعثون فای خزی اخزی من ابی الابعد فیقول اللہ انی حرمت الجنۃ علی الکافرین ثم یقال یا ابراھیم ما تحت رجلیك فینظر فاذا ھو بذیخ متلطخ فیوخذ بقوائمہ فیلقی فی النار۔ حدیث (89) (کتاب الانبیاء)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا آذر کو قیامت کے روز ملیں گے جبکہ اس کے چہرہ پر سیاہی اور غبار چھایا ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام اسے فرمائیں گے کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی مت کر تو ان کا چچا آذر کہے گا آج میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا (یہ سن کر) ابراہیم اللہ سے عرض کریں گے اے میرے پروردگار! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جس روز لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو مجھے رسوا نہیں کرے گا تیری رحمت سے دور میرے چچا کی رسوائی سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں کے لیے جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا اے ابراہیم تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے تو بہت بالوں والا نر بجو خون آلود ہے اس کی ٹانگیں پکڑ کر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا!

تشریح:۔ یہ حدیث حضور ﷺ کا کھلا ہوا علم غیب ہے قیامت کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا ان سے کس حال میں ملے گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے کیا فرمائیں گے اور وہ آپ ﷺ کو کیا جواب دیں گے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کیا عرض کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں کیا جواب ارشاد فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کو کس شکل میں بدل دیا جائے گا اور یہ کہ انہیں پھر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ سب باتیں حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: یزفون النسلان فی المشی

حدثنا اسحق بن ابراهيم بن نصر ثنا ابواسامة عن ابی حیان عن ابی زرعة عن ابی هريرة قال اتی النبی ﷺ یوما بلحم فقال ان الله يجمع يوم القيامة الاولين والاخرين فی صعيدواحد فيسمعهم الداعي وينفذهم البصر و تدنوا الشمس منهم فذكر حديث الشفاعة فياتون ابراهيم فيقولون انت نبی الله و خليله من الارض اشفع لنا الی ربك فيقول وذكر كذباته نفسی نفسی اذهبوا الی موسی تابعه انس عن النبی ﷺ حدیث (90)

باب: رفتار میں تیزی کرنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک وسیع میدان میں جمع کریگا تو ان کو پکارنے والا اپنی آواز ان کو سنا سکے گا اور سب کو نظر پہنچے گی اور سورج لوگوں کے قریب ہوگا۔ پھر شفاعت کی حدیث ذکر کی "فرمایا" لوگ ابراہیم علیہ السلام

کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین میں اللہ کے خلیل ہیں اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں تو وہ فرمائیں گے اور اپنے محض صوری کذب ذکر کریں گے میں اپنی ذات کا بچاؤ چاہتا ہوں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ حضرت انس نے نبی کریم ﷺ سے روایت کرنے میں ابو ہریرہ کی متابعت کی۔

تشریح:۔ اس حدیث کی شرح حدیث شفاعت باب من سأل الناس تكثرا کے تحت گزر چکی ہے۔

حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالك عن عمرو بن ابي عمرو مولى المطلب عن انس بن مالك ان رسول الله ﷺ طلع له احد فقال هذا جبل يحبنا و نحبه اللهم ان ابراهيم حرم مكة و اني احرم ما بين لا بيتها و رواه عبدالله بن زيد عن النبي ﷺ حدیث (91)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے جبل احد آیا تو آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرم بناتا ہوں اس کو عبداللہ بن زید نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

تشریح:۔ اس حدیث کی شرح باب حرص التمر کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: ما ذکر عن بنی اسرائیل

حدثنا سعيد بن ابي مريم قال حدثنا ابو غسان قال حدثني زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد ان النبي ﷺ قال لتتبعن سنن

من قبلكم شبرا بشبر وذرا عابذراع حتی لو سلکوا حجر ضب لسلکتموه قلنا یا رسول اللہ الیھود والنصاری قال النبی ﷺ فمن۔ حدیث(92)

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم پہلے لوگوں کی بالشت بالشت اور گز گز پر سخت پیروی کرو گے حتی کہ وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم وہی راہ اختیار کرو گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی مراد یہود و نصاری ہیں تو فرمایا تو اور کون؟

تشریح:۔ یعنی تم یہود و نصاری کی پوری موافقت کرو گے جو گناہ وہ کریں گے وہی تم کرو گے البتہ کفر میں موافقت نہ ہو گی گوہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ ایک تو وہ ذلیل ترین جانور ہے دوسرے اس کا بل تنگ ہوتا ہے اس کے باوجود وہ ان کی پیروی کریں گے اور ان کی راہیں اختیار کریں گے اگر وہ تنگ رذیل مقام میں داخل ہونگے تو ان کی ضرور موافقت کرو گے۔ سرور کائنات ﷺ نے سچ فرمایا آج کے دور میں یہود و نصاری کے لباس اخلاق عادات اور دیگر ان کے اعمال جو شریعت میں حرام ہیں کی سختی سے موافقت کی جاتی ہے۔ حتی کہ ان کی طرح اٹھنا، بیٹھنا اختیار کیا جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ تعالی منہ

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبة عن فرات القزاز قال سمعت ابا حازم قال قاعدت اباهريرة خمس سنين فسمعته يحدث عن النبی ﷺ قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تامرنا يارسول الله قال فوابيعة الاول فالاول اعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم حدیث(93)

فرات قزار نے کہا ں نے کہا میں نے ابو حازم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے امور کا انتظام انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کے بعد آتا اور واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں عنقریب خلفاء بہت ہونگے لوگوں نے کہا آپ کیا حکم فرماتے ہیں فرمایا پہلے کی بیعت پوری کرو پھر اس کے بعد والے کی اور ان کے حقوق پورے کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جن پر حکمران بنایا ہے ان کے متعلق وہ ان سے پوچھے گا۔

تشریح:۔ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام بنی اسرائیل کے امور کی اصلاح کرتے تھے کیونکہ جب وہ فتنہ وفساد کرتے تو اللہ تعالیٰ ان سے فساد زائل کرنے کے لئے نبی بھیجتا تھا وہ ان کے امور درست کرتے تھے اور جس قدر انھوں نے تورات کی تحریف و تغییر کی ہوتی تھی اس کو درست کرتے تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو پہلے نبیوں سا کام کرے النبتہ میرے بعد خلفاء کثرت سے ہونگے تم ان کی اطاعت کرو جب ایک خلیفہ کی بیعت کرلو تو وہی بیعت صحیح ہوگی اگر کوئی دوسرا خلیفہ بن بیٹھے تو اس کی گردن اڑا دو پہلے خلیفہ کی ہی بیعت صحیح ہوگی اس کے ساتھ وفا کرو دوسرے کی بیعت باطل ہے اس کے ساتھ وفا نہ کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ میرے بعد کثرت سے خلفاء ہونگے اور باطل خلیفہ کی گردن اڑا دینا۔ بعد میں آنے والے حالات کی خبر دینا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب شریف ہے۔

حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال انما اجلكم في اجل من خلا من الامم ما بين صلوة العصر الى مغرب الشمس وانما مثلكم و مثل اليهود والنصارى كرجل

استعمل عما لا فقال من یعمل لی الی نصف النھار علی قیراط قیراط فعملت الیھود الی نصف النھار علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من نصف النھار الی صلوة العصر علی قیراط قیراط فعملت النصاری من نصف النھار الی صلوة العصر علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من صلوۃ العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین قال الا فانتم الذی تعملون من صلوۃ العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین الالکم الاجر مرتین فغضب الیھود والنصاری فقالوا نحن اکثر عملا واقل عطاء قال اللہ وھل ظلمتکم من حقکم شیئا قالوا لا قال فانہ فضلی اعطیہ من شئت۔ حدیث (94)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا زمانہ پہلی امتوں کے زمانہ کی نسبت ایسا ہے جیسے نماز عصر اور سورج کے غروب ہونے کے درمیان وقت ہے تمہاری اور یہود و نصاری کی مثال اس شخص کی ہے جس نے چند لوگوں کو کرایہ پر لیا اور کہا تم میں سے کون ہے جو آدھا دن ایک ایک قیراط پر کام کرے تو یہود نے ایک ایک قیراط پر آدھا دن کام کیا پھر اس نے کہا کون ہے جو آدھے دن سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کرے تو نصاری نے آدھے دن سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اس نے کہا کون ہے جو عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرے دیکھو تم وہ لوگ ہو جو عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرتے ہو تمہارے لیے دو گنا اجر ہے یہود و نصاری غصہ سے بھر گئے اور کہنے لگے ہم نے زیادہ کام کیا اور اجر کم ملا تو اللہ تعالی نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں

اللہ نے فرمایا میرا اپنا فضل ہے جسے چاہوں عطاء کروں۔

تشریح:۔ حضور ﷺ تمام امتوں کے عمل کو جانتے ہیں اور اپنی امت کے عمل کو بھی جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ قیامت کے دن ان سب کو کیا اجر دیا جائے گا یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: علامات النبوۃ فی الاسلام

حدثنا ابو الیمان انا شعیب ثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال لا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما نعالھم الشعر و حتی تقاتلوا الترک صغار الاعین حمر الوجوہ ذلف الانوف کان وجوھھم المجآن المطرقۃ و تجدون من خیر الناس اشدھم کراھیۃ لھذا الامر حتی یقع فیہ والناس معادن خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام ولیأتین علی احدکم زمان لان یرانی احب الیہ من ان یکون لہ مثل اھلہ ومالہ۔ حدیث (95)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے جن کی جوتیاں بالوں والی ہیں اور حتی کہ تم ترکوں سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی ہیں چہرے سرخ ہیں اور ناکیں چپٹی ہوئی ہیں گویا کہ ان کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ تم سب سے اچھا شخص وہ دیکھو گے جو اس خلافت سے سخت کراہت کرنے والا ہوگا یہاںتک کہ اس کو مجبور کیا جائے گا لوگ معادن اور کانوں کی طرح ہیں ان میں سے جو زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی اچھے ہیں تم میں سے کسی پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس کا

مجھے دیکھنا اپنے اہل واولا داور مال سے زیادہ محبوب ہوگا!

حدثنا علی بن عبداللہ ثنا سفین قال قال اسمعیل اخبرنی قیس قال اتینا اباھریرۃ فقال صحبت رسول اللہ ﷺ ثلث سنین لم اکن فی سنی احرص علی ان اعی الحدیث متی فیھن سمعتہ یقول وقال ھکذا بیدہ بین یدی الساعۃ تقاتلون قوما نعالھم الشعر وھو ھذا البارز وقال سفین مرۃ وھم اھل البارز

حدیث (96)

قیس نے بیان کیا کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تین سال رہا مجھے ساری عمر حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق پیدا نہ ہوا جتنا ان تین سالوں میں شوق پیدا ہوا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور آپ نے اپنے دست اقدس سے اشارہ فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم ایک قوم سے جنگ کرو گے جن کی جوتیاں بالوں والی ہونگی اور وہ عجمی ہیں جو صحراؤں میں رہتے ہیں۔سفیان نے کہا وہ اہل بارز ہیں۔

تشریح:۔ان دونوں حدیثوں کی شرح حدیث نمبر ۵۸ کے تحت گزر چکی ہے۔

حدثنا محمد بن الحکم انا النضر انا اسرائیل انا سعد الطائی انا محل بن خلیفۃ عن عدی بن حاتم قال بینا انا عند النبی ﷺ اذا اتاہ رجل فشکا الیہ الفاقۃ ثم جآءہ اخر فشکا الیہ قطع السبیل فقال یاعدی ھل رأیت الحیرۃ قلت لم ارھا وقد انبئت عنھا قال فان طالت بک حیوۃ لترین الظعینۃ ترحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لا تخاف احدا الا اللہ قلت فیما بینی و بین نفسی فاین دعار طیء الذین قد سعرو البلاد ولئن طالت

بك حيوة لتفتحن كنوز كسرى قلت كسرى بن هرمز ولئن طالت بك
حيوة لترين الرجل يخرج ملاء كفه من ذهب او فضة يطلب من يقبله منه
فلا يجد احدا يقبله منه وليلقين الله احدكم يوم يلقاه و ليس بينه و بينه
ترجمان يترجم له فليقولن له الم ابعث اليك رسولا فيبلغك فيقول بلى
فيقول الم اعطك مالا وولدا وافضل عليك فيقول بلى فينظر عن يمينه فلا
يرى الا جهنم و ينظر عن يساره فلا يرى الا جهنم قال عدى سمعت
النبي ﷺ يقول اتقو النار ولو بشق تمرة فمن لم يجد شق تمرة فبكلمة طيبة
قال عدى فرأيت الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف الا الله
تعالى و كنت فيمن افتتح كنوز كسرى بن هرمز ولئن طالت بكم حيوة لترون
ما قال النبي ابو القاسم ﷺ يخرج ملا كفه۔ حدیث (97)

عدی بن حاتم نے کہا ایک دفعہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ کے
پاس ایک شخص آیا اور آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر ایک دوسرا شخص آپ کے پاس آیا
اور اس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی! تم نے حیرہ شہر دیکھا
ہے میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا ہے لیکن مجھے اس کی خبر دی گئی ہے آپ
نے فرمایا اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو عورت کو دیکھے گا کہ وہ حیرہ سے چلے گی حتی کہ
کعبہ کا طواف کرے گی اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا میں نے دل میں خیال کیا کہ
طی کے ڈاکو کہاں چلے جائیں گے؟ جنہوں نے تمام شہروں میں آگ لگا رکھی ہے اے
عدی! اگر تیری زندگی طویل ہوئی تو تم کسری کے خزانے فتح کرو گے میں نے عرض کیا
کسری بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا ہرمز کے خزانے فتح کرو گے (اے عدی

)اگر تیری حیاتی دراز ہوئی تو تم کسی شخص کو دیکھو گے کہ وہ سونے یا چاندی کی مٹھی بھر کر نکلے گا اوران لوگوں کو تلاش کرے گا جو اسے قبول کریں لیکن وہ ایسا کوئی شخص نہ پائے گا جو اسے قبول کرے اور یقیناً تم میں سے کوئی ایک اللہ تعالی سے ملے گا جس روز اس سے ملے گا اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا جو اسے ترجمہ سمجھائے اللہ تعالی فرمائے گا کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجا تھا جس نے تمہیں میرا حکم پہنچایا ہو وہ کہے گا کیوں نہیں (رسول تشریف لائے ہیں) اللہ تعالی فرمائے گا کیا میں نے تمہیں مال و دولت نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تجھے فضیلت نہ دی تھی؟

وہ کہے گا کیوں نہیں (سب کچھ دیا تھا) پھر وہ اپنے دائیں نظر کرے گا تو اسے سوا دوزخ کے کچھ نظر نہ آئے گا پھر بائیں دیکھے گا تو سوا دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا عدی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کر کے بچو اور جو کوئی کھجور کا ٹکڑا نہ پائے تو لوگوں سے اچھی بات کہہ کر ہی بچے۔

عدی نے کہا میں نے عورت کو دیکھا کہ وہ حیرہ سے چلتی تھی حتی کہ کعبہ شریف کا طواف کرتی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتی تھی اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے تھے اور اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم وہ دیکھو گے جو نبی کریم ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سونے چاندی کی مٹھی بھر کر نکلے گا۔

تشریح:۔اس حدیث پاک میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مغیبات کی خبر دی ہے۔

ا:۔حیرہ سے عورت چلے گی اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہیں ہوگا (یعنی ڈاکے کا) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲:۔تم کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کرو گے یہ بھی آپ کی خبر پوری ہوئی۔

۳:۔ کسی شخص کو دیکھو گے کہ وہ سونے چاندی کی مٹھی بھر کر نکلے گا لیکن وہ ایسا کوئی شخص نہ پائے گا جو اسے قبول کرے گا۔

۴:۔ یقیناً تم سے کوئی ایک اللہ سے ملے گا اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اللہ کی بارگاہ میں کیا عرض کرے گا پھر وہ اپنے دائیں نظر کرے گا تو سوا دوزخ کے کچھ نظر نہ آئے گا پھر بائیں نظر کرے گا تو دوزخ کے کچھ نظر نہ آئے گا۔

اسی لیے ہر اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو علم ما کان و ما یکون عطا فرمایا۔

حدثنا محمد بن عبدالرحیم ثنا ابو معمر اسمعیل ابن ابراهیم ثنا ابو اسامة ثنا شعبة عن ابی التیاح عن ابی زرعة عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ یهلك الناس هذا الحی من قریش قالوا فما تامرنا قال لو ان الناس اعتزلوهم وقال محمود ثنا ابوداؤد انا شعبة عن ابی التیاح سمعت ابا زرعة ثنا احمد بن محمد المکی ثنا عمرو بن یحی بن سعید الاموی عن جده قال کنت مع مروان و ابی هریرة فسمعت اباهریرة یقول سمعت الصادق المصدوق ﷺ یقول هلك امتی علی یدی غلمة من قریش فقال مروان غلمة قال ابوهریرة ان شئت ان اسمیهم بنی فلاں و بنی فلاں۔ حدیث(98)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کرے گا۔ صحابہ نے کہا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا کاش کہ لوگ ان سے علیحدہ رہتے۔ محمود نے کہا ہمیں ابوداؤد نے خبر دی کہ شعبہ نے ابو التیاح سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے ابوزرعہ سے سنا۔

عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادا سعید اموی سے روایت کی انہوں نے کہا میں مروان اور ابو ہریرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو میں نے ابو ہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے صادق مصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی مروان نے کہا نوجوانوں کے ہاتھوں سے؟ ابو ہریرہ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں ان کے نام ذکر کئے دیتا ہوں وہ فلاں بن فلاں کے بیٹے ہونگے۔

تشریح:۔ اس حدیث میں مغیبات کی خبر ہے جو نبوت کی دلیل ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی اسی طرح ہی ہوا حدیث میں "لو" شرط کے لیے ہے اس کی جزاء محذوف ہے یعنی اگر لوگ ان سے علیحدہ رہیں تو ان کے لیے بہتر ہوگا یہ بھی ممکن ہے کہ "لو" تمنی کے لیے ہو یعنی کاش لوگ ان سے علیحدہ رہتے اس تقدیر پر جزا کی احتیاج نہ ہوگی!

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں کہ کفار و مشرک بھی آپ کی سچائی کے قائل تھے وہ آپ کو سچا ہی کہتے تھے آپ مصدوق ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی تصدیق کرتا ہے اور لوگ بھی آپ کی تصدیق کرتے تھے جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں یہ امت ہلاک ہوگی تو مروان نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ کیا نوجوان اس امت کو ہلاک کریں گے؟ یہ سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں ان کے نام بتا دیتا ہوں۔ اور میں کہتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہونگے ہلاکت سے مراد یہ ہے کہ بنو امیہ کے نوجوان وہ کام کرنے لگیں گے جو لوگوں کی ہلاکت کے اسباب ہونگے۔ اور ان کے باعث ان میں جنگ و جدال ہوگا اور امت

سے مراد اس وقت کے موجود لوگ ہیں یا ان کے قرب وجوار کے لوگ ہیں قیامت تک ہونے والی ساری امت مراد نہیں

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالی نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے نام جانتے تھے۔ کتاب الفتن میں اس روایت پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے کہ عمرو بن یحییٰ نے کہا میں اپنے دادا کے ساتھ بنی مروان کے پاس گیا جبکہ وہ ملک شام پر قابض ہو چکے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان لڑکے تھے جو شام کے مالک تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے تو کہا کرتے تھے اے اللہ! مجھے ساٹھواں سال دیکھنا نصیب نہ ہو اور نہ ہی میں بچوں کی امارت دیکھوں علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ اس کلام میں یہ اشارہ ہے کہ ان نوجوانوں کی ابتداء ساٹھویں سال میں ہوگی اور ہوا بھی ایسا ہی جو ابو ہریرہ نے کہا تھا کیونکہ اس سال یزید بن معاویہ ملک شام میں امیر بن گیا اور یہ چونسٹھ ہجری تک زندہ رہ کر مر گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر بنا اور چند ماہ بعد وہ بھی مر گیا۔ علامہ طیبی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنو امیہ کے نوجوان آپ کے منبر پر ناچتے ہیں اور قرآن کریم کی اس آیت ''وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس'' کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ حکم کی اولاد آپ کے منبر شریف پر باری باری آتے جاتے ہیں جیسے بچے کھیلتے ہیں۔ (قسطلانی)

حدثنا یحی بن موسی ثنا الولید ثنی ابن جابر ثنی بسر بن عبیداللہ الحضرمی ثنی ابو ادریس الخولانی انه سمع حذیفة بن الیمان یقول کان الناس یسألون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر و کنت اسأله عن الشر مخافة ان

يدركني فقلت يارسول الله انا كنا في جاهلية و شر فجآء نا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت و هل بعد ذلك الخير من شر قال نعم دعاة علي ابواب جهنم من اجابهم اليها قذفوه فيها قلت يارسول الله صفهم لنا فقال هم من جلدتنا و يتكلمون بالسنتنا قلت فما تامرني ان ادركني ذلك قال تلزم جماعة المسلمين وامامهم قلت فان لم يكن لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتي يدركك الموت وانت علي ذلك۔

حدیث (99)

بسر بن عبید اللہ حضرمی نے بیان کیا کہ مجھے ابو ادریس خولانی نے بتایا کہ انہوں نے حذیفہ بن یمان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگ جناب رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف کے باعث کہ کہیں وہ مجھے پا نہ لے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے سرفراز کیا۔ کیا اس خیر کے بعد شر آئے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اس شر کے بعد خیر آئے گی آپ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں کچھ کدورتیں ہونگی میں نے عرض کیا وہ کدورتیں کیا ہونگی؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ ہونگے جو میرے طریقے کے خلاف طریقے بنائیں گے تم ان میں اچھی اور بری چیزیں دیکھو گے میں نے عرض کیا، کیا اس بھلائی کے بعد بدی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہونگے جو ان کی بات مانیں گے ان کو وہ دوزخ میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں ان کے وصف بیان فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ ہماری قوم سے ہونگے اور ہماری

زبان میں باتیں کریں گے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر وہ وقت ہم پالیں تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے امام کو لازم پکڑو میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو (تو میں کیا کروں) آپ نے فرمایا تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہو، اگرچہ تمہیں درخت کی جڑ میں پناہ لینی پڑے حتی کہ تمہیں موت پالے اور تم اسی حال میں ہو!

آخر زمانہ میں خوارج پیدا ہونگے جو نوعمر اور بیوقوف ہونگے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی بہت حدیثیں بیان کریں گے اور وہ تحکیم کے معاملہ میں یہ کہیں گے کہ حکم صرف اللہ کا ہے اور ان کی زبانوں پر یہ کلمہ ہوگا "ان الحکم الا للہ" یہ کلمہ تو حق ہے لیکن انہوں نے اس سے باطل ارادہ کیا ہے بظاہر حدیث کا معنیٰ یہی ہے کہ خارجیوں کو قتل کرنا واجب ہے۔

حدثنا عبد اللہ بن محمد انا عبدالرزاق انا معمر عن همام عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال لا تقوم الساعة حتی تقتتل فئتان فتكون بينهما مقتلة عظيمة دعوهما واحد و لا تقوم الساعة حتی يبعث دجالون كذابون قريبا ثلثين كلهم يزعم انه رسول الله۔

حدیث (100)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو گروہ لڑیں گے اور ان میں عظیم جنگ ہوگی اور ان کا دعویٰ واحد ہوگا اور قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تیس کے قریب جھوٹ بولنے والے دجال پیدا ہونگے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کریگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

تشریح:۔ جن دو گروہوں کے درمیان عظیم جنگ ہوگی وہ حضرت علی المرتضی

اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتیں ہیں ان کے درمیان عظیم جنگ ہوئی تھی۔ ابن جوزی نے منتظم میں ابوالحسن نے براء سے روایت کی کہ صفین کی لڑائی میں ستر ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں سے پچیس ہزار اہل عراق سے اور پینتالیس ہزار اہل شام سے قتل ہوئے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے پچیس وہ صحابہ کرام شہید ہوئے جو بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے تھے۔ صفین میں ایک سو دس روز اقامت رہی اور اسی نوے واقعات ہوئے ابن سیف سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا صفین میں نو یا سات ماہ اقامت رہی اور دونوں گروہوں میں ستر بار لڑائی ہوئی۔ زہری نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک قبر میں پچاس آدمی دفن کیے گئے۔ (عینی)

قیامت قائم ہونے سے پہلے تیس کذاب دجال پیدا ہونگے جو نبوت کا دعوی کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان میں سے تین کو ذکر کیا ہے اور وہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مختار ثقفی ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ان تیس میں سے طلیحہ بن خویلد، سجاح تمیمہ، حارث کذاب اور ایک جماعت بنی عباس کی خلافت میں ظاہر ہوئی۔ حدیث میں وہ لوگ مراد نہیں ہیں جنہوں نے مطلقاً نبوت کا دعوی کیا ہے کیونکہ ایسے بے شمار انسان ہیں کیونکہ ان میں بیشتر پاگل اور دیوانے بھی شامل ہیں جو اپنے آپ کو نبی کہتے تھے بلکہ حدیث میں تیس وہ اشخاص ہیں جنہیں دنیاوی سطوت اور شوکت و دبدبہ حاصل تھا انہوں نے شیطان کی تزویر اور تسویل میں بتلا ہو کر نبوت کا دعوی کیا تھا مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور اسود عنسی یمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں ظاہر ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل اسود عنسی کو قتل کر دیا گیا تھا جبکہ مسیلمہ کذاب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے عہد خلافت میں قتل کر دیا گیا۔ طلیحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ظاہر ہوا پھر اس نے توبہ کر لی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمان فوت ہوا۔ سجاح نے بھی توبہ کر لی تھی مختار بن عبداللہ ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے اول وقت میں کوفہ پر غلبہ کر لیا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کیا اور گمان کیا کہ اس کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور تریسٹھ ہجری میں قتل ہو گیا۔ حارث عبدالملک بن مروان کی حکومت میں ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا۔

(عینی) واللہ ورسولہ اعلم

حدثنا محمد بن کثیر انا سفین عن الاعمش عن خیثمۃ عن سوید بن غفلۃ قال قال علی اذا حدثتکم عن رسول اللہ ﷺ فلان اخر من السمآء احب الی من ان اکذب علیہ واذا حدثتکم فیما بینی و بینکم فان الحرب خدعۃ سمعت النبی ﷺ یقول یاتی فی اخر الزمان قوم حدثآء الاسنان سفہآء الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ لا یجاوز ایمانھم حناجرھم فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان قتلھم اجر لمن قتلھم یوم القیمۃ۔ حدیث (101)

سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں تمہارے سامنے جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کروں تو آسمان سے گر پڑنا مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بہتان باندھوں اور جب میں تم سے وہ باتیں کروں جو میرے اور تمہارے درمیان دائر ہیں تو

یقیناً لڑائی دھوکہ ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخر زمانہ میں نوعمر بیوقوف لوگ ہونگے جو ساری مخلوق سے بہتر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کریں گے وہ اسلام سے ایسے نکلے ہونگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ ان کو قتل کردو کیونکہ قیامت کے دن اس شخص کے لیے بڑا ثواب ہے جو انہیں قتل کرے گا۔

اس کی شرح حدیث نمبر ۱۰۱ کے تحت گزر چکی ہے۔

حدثنا محمد بن المثنی ثنا یحی عن اسمعیل ثنا قیس عن خباب بن الارت قال شکونا الی النبی ﷺ وھو متوسد بردۃ له فی ظل الکعبة فقلنا الاتستنصرلنا الاتدعوالله لنا قال کان الرجل فیمن قبلکم یحضرله فی الارض فیجعل فیها فیجآء بالمنشار فیوضع علی رأسه فیشق بأثنین وما یصده عن دینه ویمشط بامشاط الحدید مادون لحمه من عظم او عصب و ما یصده ذلك عن دینه والله لیتمن هذاالامر حتی یسیرالراکب من صنعآء الی حجر موت لا یخاف الا الله او الذئب علی غنمه ولکنکم تستعجلون۔ حدیث(102)

خباب بن ارت نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حضور یہ شکایت عرض کی جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں چادر اوڑھے تشریف فرما تھے ہم نے عرض کیا آپ ہمارے لیے مدد کیوں نہیں طلب کرتے اور اللہ تعالی سے ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے آپ نے فرمایا تم سے پہلے بعض لوگ ایسے تھے کہ ان کے لیے ہماری زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سروں پر رکھا جاتا اور ان کے دو

ٹکڑے کر دیے جاتے پس یہ عذاب ان کو اپنے دین سے نہ روکتا تھا اور لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت کے نیچے اور ہڈیوں یا پٹھوں پر کی جاتی تھیں اور یہ عمل ان کو ان کے دین سے نہ روکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو کامل کرے گا حتی کہ کوئی ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک چلے گا اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا یا اسے بھیڑیے کا بکریوں پر ڈر ہوگا لیکن تم نے تو عجلت کرنا شروع کر دی ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث کی شرح حدیث نمبر ۱۰۱ کے تحت گزر چکی ہے۔

حدثنا علی بن عبداللہ ثنا ازھر بن سعید انا ابن عون انبأنی موسی بن انس عن انس بن مالك ان النبی ﷺ افتقد ثابت بن قیس فقال رجل یا رسول اللہ انا اعلم لك علمہ فاتاہ فوجدہ جالسا فی بیتہ منکسا رأسہ فقال ما شانك فقال شر کان یرفع صوتہ فوق صوت النبی ﷺ فقد حبط عملہ وھو من اھل النار فاتی الرجل فاخبرہ انہ قال کذا و کذا قال موسی بن انس فرجع المرۃ الاخرۃ ببشارۃ عظیمۃ فقال اذھب الیہ فقل لہ انك لست من اھل النار ولکن من اھل الجنۃ۔

حدیث (103)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ثابت بن قیس کو گم پایا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کی خبر لاتا ہوں وہ ان کے پاس گیا اور انہیں اپنے گھر میں اس حال میں پایا کہ وہ سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں کہا بتایئے کیا حال ہے؟ ثابت بن قیس نے کہا برا حال ہے وہ اپنی آواز کو جناب رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کرتا تھا اس کے اعمال برباد ہو گئے ہیں اور وہ دوزخی ہو گیا ہے وہ شخص جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ

ثابت بن قیس نے ایسا ایسا کہا ہے موسیٰ بن انس نے کہا وہ شخص دوبارہ عظیم خوشخبری لیکر لوٹا آپ نے اسے فرمایا کہ ثابت بن قیس کے پاس جاؤ اور اسے کہو تو دوزخی نہیں بلکہ تو جنتی ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ جنتیوں اور دوزخیوں کے احوال پر مطلع ہیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ وہ نیک بخت زندہ رہیں گے اور شہید فوت ہونگے چنانچہ یمامہ کی جنگ میں وہ ثابت قدم رہے حتی کہ شہید ہو گئے یہ حدیث نبوت اور علم غیب کی دلیل ہے۔

حدثنا ابو الیمان انا شعیب عن عبداللہ ابی حسین ثنا نافع بن جبیر عن ابن عباس قال قدم مسیلمة الکذاب علی عهد النبی ﷺ فجعل یقول ان جعل لی محمد الامر من بعده تبعته وقدمها فی بشر کثیر من قومه فاقبل الیه رسول الله ﷺ و معه ثابت بن شماس وفی ید رسول الله ﷺ قطعه جرید حتی وقف علی مسیلمة فی اصحابه فقال لو سألتنی هذه القطة ما اعطیتکها ولن تعدو امر الله فیك ولئن ادبرت لیعصرنك الله وانی لا راك الذی اریت فیك ما رأیت فاخبرنی ابوهریرة ان رسول الله ﷺ قال بینا انا نائم رأیت فی یدی سوارین من ذهب فاهمی شأنهما فاوحی الی فی المنام ان انفخهما فنفختهما فطارا فاولتهما کذابین یخرجان بعدی فکان احدهما العنسی والاخر مسیلمة صاحب الیمامة۔

حدیث (104)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ شریف میں مسیلمہ کذاب آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد خلافت میرے لیے کر دیں تو

میں آپ کی تابعداری کر لیتا ہوں اور وہ اپنی قوم کے بہت لوگ لے کر آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ ثابت بن قیس بن شماس تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں کھجور کی شاخ کا ٹکڑا تھا آپ اپنے اصحاب سمیت مسیلمہ کے پاس ٹھہرے اور فرمایا اگر تو مجھ سے یہ شاخ کا ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دونگا اور اللہ تعالی نے جو تیرے حق میں فیصلہ کر رکھا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر تو نے میری طاعت سے سر پھیرا تو اللہ تعالی تجھے ہلاک کرے گا اور میں تجھے وہی شخص خیال کرتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے ابو ہریرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے مجھے انہوں نے متفکر کر دیا تو مجھے خواب میں وحی آئی کہ آپ انہیں پھونک دیں میں نے انہیں پھونکا تو وہ اڑ گئے میں نے ان کی یہ تاویل کی کہ میرے بعد دو کذاب ظاہر ہونگے ان میں سے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہوگا جو یمامہ کا رہنے والا ہوگا۔

تشریح:۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ کے بعد دو کذاب ظاہر ہونگے جو نبوت کے مدعی ہونگے آپ کے خبر دینے کے مطابق ان کا ظہور ہوا کہ یہ اخبار بالغیب نبوت کی دلیل ہے کیونکہ آپ کے بیان فرمانے کے بعد وہ ظاہر ہوئے ان میں سے ایک اسود عنسی ہے جو آپ کے زمانہ شریف میں قتل ہو گیا اور مسیلمہ کذاب ظاہر ہوا جو آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ظاہر ہوا اور یمامہ کی جنگ میں حبشی کے ہاتھوں قتل ہوا جس نے امیر حمزہ کو قتل کیا تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پیدا ہونگے اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے اظہار نبوت کے بعد

ظاہر ہونگے اور اسود عنسی اگرچہ آپ کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا لیکن آپ کے اظہار نبوت کے بعد ہی ظاہر ہوا تھا لہذا یہ سوال نہ ہوگا کہ مسیلمہ کذاب تو آپ کے بعد ہوا لیکن اسود عنسی آپ کے بعد ظاہر نہیں ہوا بلکہ آپ کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا۔

حدثنا ابو نعيم ثنا زكريا عن فراس عن عامر الشعبي عن مسروق عن عائشة قالت اقبلت فاطمة تمشي كان مشيتها مثي النبي ﷺ فقال النبي ﷺ مرحبا بابنتي ثم اجلسا عن يمينه او عن شماله ثم اسرالیها حديثا فبكت فقلت لها لم تبكين ثم اسراليها حديثا فضحكت فقلت مارايت كاليوم فرحا اقرب من حزن فسألتها عما قال فقالت ما كنت لافشي سر رسول الله ﷺ حتى قبض النبي ﷺ فسألتها عما قال فقالت اسر الى ان جبرنيل كان يعارضني القران كل سنة مرة وانه عارضني العام مرتين ولا اراه الا حضرا جلي وانك اول اهل بيتي لحاقابي فبكيت فقال اماترضين ان تكوني سيدة نسآء اهل الجنۃ او نسآء المؤمنين فضحكت لذالك۔ حدیث (105)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام چلتی ہوئی تشریف لائیں گویا کہ ان کی چال نبی کریم ﷺ کی چال جیسی تھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹی مرحبا! پھر انہیں دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھالیا پھر ان سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ رو پڑیں میں نے ان سے کہا آپ کیوں روتی ہو آپ ﷺ نے پھر ان سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ ہنس پڑیں میں نے کہا میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا جس میں خوشی غم سے بہت قریب ہو میں نے فاطمہ علیہا السلام سے حضور کی گفتگو کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا میں جناب رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کروں گی حتی

کہ نبی کریم ﷺ وفات پا گئے تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا مجھ سے پوشیدہ گفتگو یہ فرمائی تھی کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال دو بار قرآن کا دور کیا ہے میں اسے یہی خیال کرتا ہوں کہ میری وفات قریب آ گئی ہے اور تم میرے گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو میں رونے لگی پھر آپ نے فرمایا کیا خوش نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو اس وجہ سے میں ہنس پڑی۔

تشریح :۔ اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کے معجزے اور علم غیب کی دلیل ہیں ایک یہ کہ آپ نے سیدہ کو خبر دی کہ آپ کی وفات قریب آ گئی ہے دوسرے یہ کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علوم خمسہ کا علم عطا فرمایا ہے آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ کب وفات پائیں گے اور یہ کہ آپ کے خاندان میں سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا آپ کو سب سے پہلے ملیں گی اور یہ کہ وفات کے بعد انبیاء و اولیاء زندہ ہوتے ہیں جبھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے سب سے پہلے ملو گی آپ جناب سیدہ خاتون جنت بھی اس بات سے خوش ہو گئیں اور حضور نبی کریم ﷺ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی وفات کو بھی جانتے ہیں یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

حدثنا عمرو بن عباس ثنا ابن مهدی ثنا سفین عن محمد بن المنکدر عن جابر قال قال النبی ﷺ هل لکم من انماط قلت وانی تکون لنا الانماط قال اما انه ستکون لکم الانماط فانا اقول لها یعنی امرأته اخری عنی انماطك فتقول الم یقل النبی ﷺ انها ستکون لکم الانماط فادعها حدیث (106)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس صوف کے بچھونے ہیں میں نے عرض کیا ہمارے پاس صوف کے بچھونے کہاں! آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس یہ ہونگے میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنے یہ بچھونے ہٹالو تو وہ کہتی ہے کیا نبی کریم ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ عنقریب تمہارے پاس صوف کے بچھونے ہوں گے اس لیے میں نے ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

تشریح:۔ یہ حدیث بھی علم غیب کی دلیل ہے کیونکہ سرور کائنات ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب صحابہ کے لیے بچھانے کے لیے قالین ہونگے چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔

حدثنا احمد بن اسحق ثنا عبید اللہ بن موسی ثنا اسرائیل عن ابی اسحق عن عمرو بن میمون عن عبداللہ بن مسعود قال انطلق سعد بن معاذ معتمرا قال فنزل علی امیة بن خلف ابی صفوان و کان امیة اذا انطلق الی الشام فمر بالمدینة نزل علی سعد فقال امیة لسعد انتظر حتی اذا انتصف النهار و غفل الناس انطلقت فطفت فبینا سعد یطوف اذا ابوجهل فقال من هذا الذی یطوف بالکعبة فقال سعد انا سعد فقال ابوجهل تطوف بالکعبة امنا وقد اویتم محمدا و اصحابه فقال نعم فتلاحیا بینهما فقال امیة لسعد لا ترفع صوتك علی ابی الحکم فانه سید اهل الوادی ثم قال سعد واللہ لئن منعتنی ان اطوف بالبیت لاقطعن متجرك بالشام قال فجعل امیة یقول لسعد لا ترفع صوتك فجعل یمسکه فغضب سعد فقال دعنا عنك فانی سمعت محمدا ﷺ یزعم انه قاتلك قال ایای قال نعم قال واللہ ما

يكذب محمد اذا حدث فرجع الى امرأته فقال اما تعلمين ما قال لي اخي اليثربي قالت وما قال قال زعم انه سمع محمدا يزعم انه قاتلي قالت فوالله ما يكذب محمد قال فلما خرجوا الى بدر و جاء الصريخ قالت له امرأته اما ذكرت ماقال لك اخوك اليثربي قال فاراد ان لا يخرج فقال له ابوجهل انك من اشراف الوادي فسربنا يوما او يومين فسار معهم فقتله الله۔ حدیث(107)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سعد بن معاذ عمرہ کرنے مکہ مکرمہ گئے تو امیہ بن خلف ابی صفوان کے پاس ٹھہرے اور امیہ جب شام جاتا اور مدینہ منورہ سے گزرتا تو حضرت سعد کے پاس ٹھہرا کرتا تھا امیہ نے سعد سے کہا کچھ انتظار کرو حتی کہ جب دو پہر ہو گی اور لوگ غافل ہو جائیں گے تو چلیں اور بیت اللہ کا طواف کر لیں جس وقت حضرت سعد طواف کر رہے تھے اچانک ابوجہل آ گیا اس نے آتے ہی کہا یہ کون ہے جو کعبہ کا طواف کر رہا ہے حضرت سعد نے کہا میں سعد ہوں ابوجہل بولا تو کعبہ کا طواف امن و امان سے کر رہا ہے حالانکہ تم لوگوں نے محمد اور ان کے ساتھیوں کو جگہ دی ہے سعد نے کہا ہاں درست ہے وہ دونوں آپس میں جھگڑ پڑے تو امیہ نے سعد سے کہا ابوالحکم پر آواز بلند نہ کرو وہ وادی کے لوگوں کا سردار ہے حضرت سعد نے کہا بخدا! اگر تو مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے سے منع کرے گا تو میں شام میں تیری تجارت بند کر دوں گا عبداللہ بن مسعود نے کہا امیہ سعد سے کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں روکنے لگا اس پر حضرت سعد غصہ میں آئے اور کہا میرے آگے سے علیحدہ ہو جاؤ میں نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ تجھے قتل کریں گے امیہ نے کہا مجھے؟ سعد نے کہا ہاں! امیہ نے کہا بخدا محمد ''ﷺ'' جب

کوئی بات کریں تو جھوٹ نہیں بولا کرتے ہیں وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا کیا تو جانتی نہیں کہ میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کیا کہا ہے؟ امیہ نے کہا کہ سعد نے کہا ہے کہ اس نے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے اس کی بیوی نے کہا بخدا محمد جھوٹ نہیں بولتے ہیں عبداللہ نے کہا جب وہ بدر کی طرف نکلے اور منادی کی آواز بلند ہوئی تو امیہ کی بیوی نے کہا کیا تجھے وہ یاد نہیں جو تیرے یثربی بھائی نے کہا تھا عبداللہ نے کہا امیہ نے یہ ارادہ کرلیا کہ وہ بدر کی طرف نہیں نکلے گا تو ابوجہل نے اسے کہا تو اس وادی کے سرداروں میں سے ہے ایک دو دن ہمارے ساتھ چلو پس وہ ان کے ساتھ چلا تو اللہ تعالی نے اس کو قتل کر دیا۔

تشریح:۔ یہ حدیث علم غیب کی دلیل ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ بن خلف کے قتل کی خبر دی تو وہ بدر میں قتل ہو گیا اسے قبیلہ بن مارزن کے ایک انصاری نے قتل کیا تھا ابن ہشام نے کہا معاذ بن عفراء، خارجہ بن زید اور خبیب بن اساف سب نے مل کر اسے قتل کیا تھا۔

باب: سوال المشرکین

حدثنا عبداللہ بن الاسود ثنا یحی عن اسمعیل ثنا قیس قال سمعت المغیرۃ بن شعبۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال الناس من امتی ظاھرین حتی یأتیھم امر اللہ وھم ظاھرون۔ حدیث (108)

قیس نے بیان کیا میں کے مغیرہ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے حتی کہ قیامت آجائے گی اور وہ

غالب رہیں گے۔

تشریح:۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قیامت تک کون سی جماعت غالب رہے گی ۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ اہل علم نہیں تو نامعلوم وہ کون ہوں گے؟ قاضی عیاض نے کہا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کی مراد یہ ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کی جمیعت ہوگی اور جو لوگ اہل حق کے مذہب پر ہونگے ۔ اس حدیث میں معجزہ ظاہر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ شریف سے لیکر اب تک یہ وصف باقی ہے اور اللہ کا امر آنے تک باقی رہے گی لہذا یہ حدیث علم غیب کی دلیل ہے۔

باب: فضائل اصحاب النبی ﷺ

حدثنا اسحاق بن راهویه ثنا النضر انا شعبة عن ابی جمرة سمعت زهدم بن مضرب سمعت عمران ابن حصین قال قال رسول الله ﷺ خير امتي قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم قال فلا ادری اذکر بعد قرنه مرتين او ثلاثا ثم ان بعدكم قوما يشهدون ولايستشهدون ويخونون ولايؤتمنون و ينذرون ولايفون و يظهر فيهم السمن۔ حدیث(109)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سب سے پہلے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر ان کا جوان سے متصل ہونگے پھر ان کا جوان کے بعد متصل ہونگے ۔ عمران نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ جناب سرور کائنات ﷺ نے اپنے زمانہ شریف کے بعد دو زمانے ذکر کئے یا تین زمانے ذکر کیئے ۔ پھر تمہارے بعد ایسے لوگ ہونگے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان کی گواہی طلب نہیں کی

جائے گی۔ وہ خیانت کریں گے اور انہیں امین نہیں بنایا جائے گا وہ نذریں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے۔ ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا!

تشریح:۔ اس حدیث کی شرح حدیث نمبر ۴۸ کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: فضائل ابی بکر بعد النبی ﷺ

حدثنا محمد بن مسکین ابوالحسن ثنی یحی بن حسان ثنا سلیمن عن شریك بن ابی نمر عن سعید ابن المسیب اخبرتی ابو موسی الاشعری انه توضأ فی بیته ثم خرج فقلت لالزمن رسول الله ﷺ ولاکونن معه یومی هذا قال فجآء المسجد فسأل عن النبی ﷺ فقالوا خرج ووجه ههنا فخرت علی اثرة اسأل عنه حتی قضی رسول الله ﷺ حاجته فتوضأ فقمت الیه فاذا هو جالس علی بئر اریس وتوسط قفها و کشف عن ساقیه ولا دلاهما فی البئر فسلمت علیه ثم انصرفت فجلست عندالباب فقلت لاکونن بواب رسول الله ﷺ الیوم فجاء ابوبکر فدفع الباب فقلت من هذا فقال ابوبکر فقلت علی رسلك ثم ذهبت فقلت یارسول الله هذا ابوبکر یستأذن فقال ائذن له وبشره بالجنة فاقبلت حتی قلت لابی بکر ادخل ورسول الله ﷺ یبشرك بالجنة فدخل ابوبکر فجلس عن یمین رسول الله ﷺ معه فی القف ودلی رجلیه فی البئر کما صنع النبی ﷺ و کشف عن ساقیه ثم رجعت فجلست وقد ترکت اخی یتوضأ ویلحقنی فقلت ان یرد الله بفلان یرید اخاه خیرا یأت به فاذاانسان یحرك الباب فقلت من هذا فقال عمر بن

الخطاب فقلت علی رسلك ثم جئت الی رسول الله ﷺ فسلمت علیه فقلت

هذا عمر بن الخطاب یستأذن فقال ائذن له و بشره بالجنة فجئت وقلت

ادخل وبشرك رسول الله ﷺ فی القف عن یساره ودلی رجلیه فی البئر ثم

رجعت فجلست فقلت ان یرد الله بفلان خیرا یأت به فجآء انسان یحرك الباب

فقلت من هذا عثمان بن عفان فقلت علی رسلك وجئت الی النبی ﷺ فقال

ائذن له وبشره بالجنة علی بلوی تصیبه فجئته فقلت له ادخل و بشرك رسول

الله ﷺ بالجنة علی بلوی تصیبك فدخل فوجد القف قد ملی فجلس وجاهه من

الشق الاخر قال شریك قال سعید بن المسیب فاولتها قبورهم ۔ حدیث(110)

سعید بن میتب سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے گھر میں وضو کر کے باہر نکلے اور دل میں خیال کیا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہوں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا وہ مسجد میں آئے اور نبی کریم ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں میں آپ کے قدموں کے نشان پر چلتا رہا اور آپ کے متعلق لوگوں سے پوچھتا رہا حتی کہ میں چاہ اریس پر جا پہنچا اور دروازہ پر بیٹھ گیا اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا حتی کہ جناب رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے آپ نے وضو فرمایا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ چاہ اریس پر بیٹھے ہوئے اس کے چبوترے کے درمیان تشریف فرما تھے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا کر انہیں کنوئیں میں لٹکا رکھا تھا میں سلام عرض کر کے واپس آ کر دروازہ پر بیٹھ گیا

اور دل میں خیال کیا کہ آج جناب رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا اچانک

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کون ہے؟ انہوں نے کہا میں ابوبکر ہوں میں نے کہا ذرا ٹھہریئے پھر میں حضور کی خدمت میں چلا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکر اجازت طلب کرتے ہیں آپ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور ساتھ ہی انہیں جنت کی خوشخبری بھی دے دو میں آیا اور ابوبکر سے کہا اندر آیئے اور جناب رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں چنانچہ وہ اندر آئے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چبوترے پر دائیں طرف بیٹھ گئے اور کنوئیں میں اپنے پاؤں لٹکا دیئے جیسے نبی کریم ﷺ نے کیا تھا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیا پھر میں واپس چلا گیا اور دروازہ پر بیٹھ گیا میں اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور وہ میرے پیچھے آنے والا تھا میں نے دل میں کہا اگر فلاں کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرے ان کی مراد اپنا بھائی تھا تو اسے یہاں لے آئے اچانک کوئی دروازے کو حرکت دے رہا ہے میں نے کہا کون ہو؟ اس نے کہا عمر بن خطاب ہوں میں نے کہا ذرا ٹھہریں پھر میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اور عرض کیا عمر فاروق حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت دیں اور جنت کی خوشخبری دیں میں واپس آیا اور ان سے کہا اندر آجائیں حضور ﷺ آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں وہ اندر آ گئے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی بائیں جانب چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے پھر میں واپس چلا گیا اور بیٹھ گیا اور جی میں کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرے تو وہ بھی آجائے چنانچہ کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹانے لگا میں نے کہا کون ہو؟ اس نے کہا میں عثمان بن عفان ہوں میں نے کہا ذرا ٹھہریں پھر میں

جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو بتایا (کہ عثمان طالب اجازت ہیں) تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری دو ایک مصیبت میں جو انہیں پہنچے گی میں نے ان سے کہا اندر آ جائیں جناب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے ایک مصیبت میں جو تمہیں پہنچے گی وہ اندر آ گئے تو چبوترہ پر ہو چکا تھا آپ دوسری طرف سامنے بیٹھ گئے، شریک نے کہا سعید بن مسیب نے کہا میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں کی جگہ سے کی۔

تشریح:۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا واضح علم غیب ہے آپ یہ جانتے ہیں کہ آنے والا کون ہے اس کا انجام نیک ہے یا بد اور جنتی ہے یا جہنمی اور جانتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو مصیبت بھی پہنچے گی یہ واقعات ابھی وقوع پذیر بھی نہیں ہوئے اور نبی کریم ﷺ ان کی پہلے سے ہی خبر دے رہے ہیں۔

حدثنا محمد بن بشار ثنا یحیی عن سعید عن قتادة ان انس بن مالك حدثهم ان النبی ﷺ صعد احدا و ابوبکر وعمر و عثمان فرجف بهم فقال اثبت احد فانما علیك نبی و صدیق و شهیدان۔ حدیث (111)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ان کے ساتھ حرکت کرنے لگا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا اے احد ٹھہر جا، تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

تشریح:۔ حضور ﷺ جانتے ہیں کہ ابوبکر "صدیق" ہیں اور یہ کہ وہ طبعی وفات پائیں گے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی جانتے ہیں کہ یہ شہید ہوں گے واقعات آپ کی ظاہری وفات کے بعد ہوئے اور آپ پہلے ہی ان کی خبر

دے رہے ہیں اور یہ کہ پہاڑوں پر بھی آپ کی آمد سے وجد طاری ہو جاتا ہے اور وہ آپ کے حکم کو مانتے ہیں پہاڑ تو آپ ﷺ کی آمد کی خوشی میں وجد کریں لیکن یہ کیسے امتی ہیں دعویٰ تو مسلمانی کا کرتے ہیں مگر آپ ﷺ کا میلاد منانے سے روکتے ہیں اس حدیث میں بھی حضور ﷺ کا علم غیب ہے

حدثنا احمد بن سعید ابو عبداللہ ثنا وھب بن جریر ثنا صخر عن نافع ان عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ بینما انا علی بئر انزع منھا جآئنی ابوبکر وعمر فاخذ ابوبکر الدلو فنزع ذنوبا او ذنوبین وفی نزعه ضعف واللہ یغفرله ثم اخذھاابن الخطاب من یدی ابی بکر فاستحالت فی یدہ غربا فلم ارعبقریا من الناس یفری فریه فنزع حتی ضرب الناس بعطن قال وھب العطن مبرك الابل یقول حتی رویت الابل فاناخت۔ حدیث(112)

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ (خواب میں) میں نے دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر اس میں سے پانی کھینچ رہا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ابوبکر اور عمر آئے اور ابوبکر نے آتے ہی ڈول پکڑ لیا اور ایک دو ڈول (پانی) نکالا اور ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخشے پھر عمر بن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے ڈول پکڑ لیا پھر وہ ان کے ہاتھ میں بڑا ڈول ہو گیا میں نے لوگوں میں سے کوئی قوی تر شخص ایسا نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا ہو وہب نے کہا اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ عطن ہے کہتے ہیں اونٹ سیراب ہو گئے اور بیٹھ گئے۔

تشریح:۔ قاضی بیضاوی نے کہا کنوئیں سے دین کی طرف اشارہ ہے جس کے پانی کا منبع نفوس کی حیات ہے اور معاش و معاد کا معاملہ کامل ہوتا ہے اور پانی کا کھینچنا

دین کے اوامر اور اس کے احکام کا اجراء ہے۔

ڈول سے مراد خلافت ہے یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دین کم پھیلے گا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں اسلام زیادہ ترقی کرے گا حضور ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دور خلافت بھی جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کے دور خلافت میں کیا کیا ہوگا۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی العدوی

حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ ثنا ابراھیم بن سعد و حدثنا علی بن عبداللہ ثنا یعقوب بن ابراھیم ثنا ابی عن صالح عن ابن شھاب اخبرنی عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید ان محمد بن سعد ابی وقاص اخبرہ ان اباہ قال استأذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ ﷺ وعندہ نسوۃ من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتھن علی صوتہ فلما استأذن عمر بن الخطاب قمن فبادرن الحجاب فاذن لہ رسول اللہ ﷺ فدخل عمر و رسول اللہ ﷺ یضحک فقال عمر اضحک اللہ سنک یارسول اللہ فقال النبی ﷺ عجبت من ھؤلاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب فقال عمر فانت احق ان یھبن یارسول اللہ ﷺ فقلن نعم انت افظ و اغلظ من رسول اللہ ﷺ فقال رسول اللہ ﷺ ایہ یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالک فجا الاسلک فجا غیر فجک۔ حدیث (113)

محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سعد سے روایت کی کہ عمر بن خطاب

نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی جبکہ آپ کے پاس قریشی عورتیں بیٹھی ہوئیں (ازواج پاک) آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں آپ کی آواز پر بلند ہو رہی تھیں جب عمر بن خطاب نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے پردہ میں چلی گئیں جب رسول اللہ ﷺ نے عمر فاروق کو اجازت دے دی وہ اندر آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالی آپ کے دندان مقدسہ کو ہمیشہ ہنستا رکھے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان عورتوں سے تعجب کیا جو میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ زیادہ لائق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں پھر کہا اپنی جانوں کی دشمنو! کیا مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی ہو انہوں نے کہا تم جناب رسول اللہ ﷺ کی نسبت زیادہ سخت اور گفتگو میں سخت ہو۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب چھوڑ و اس طرف آؤ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کسی راہ میں چلنے والا شیطان تم سے نہیں ملتا مگر وہ راستہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کر لیتا ہے

تشریح:۔اس حدیث میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے شیطان غائب چیز ہے حضور ﷺ کا یہ علم غیب ہے کہ آپ جانتے ہیں شیطان عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا راستہ چھوڑ جاتا ہے آپ شیطان کے افعال کو بھی جانتے ہیں کہ یہ کس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔

باب: ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ

حدثنا مسدد قال حدثنا عبداللہ بن داؤد عن فضیل بن غزوان عن

ابی حازم عن ابی ھریرۃ ان رجلا اتی النبی ﷺ فبعث الی نسآئہ فقلن ما معنا الا الماء فقال رسول اللہ ﷺ من یضم او یضیف ھذا فقال رجل من الانصار انا فانطلق بہ الی امرأتہ فقال اکرمی ضیف رسول اللہ ﷺ فقالت ما عندنا الا قوت صبیان فقال ھیئ طعامک واصبحی سراجک ونومی صبیانک اذا ارادوا عشآء فھیأت طعامھا واصبحت سراجھا ونومت صبیانھا ثم قامت کانھا تصلح سراجھا فاطفأتہ فجعلا یریانہ انھما یاکلان فباتا طاویین فلما اصبح غدا الی رسول اللہ ﷺ فقال ضحک اللہ اللیلۃ او عجب من فعالکما فانزل اللہ ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون۔

حدیث (114)

اللہ تعالی کا ارشاد: وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود حاجتمند ہوں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو نبی کریم ﷺ نے اپنی بیبیوں کو (کھانے کا) پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا ہمارے ہاں پانی کے سوا کچھ بھی نہیں (یہ سن کر) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس مہمان کو کون شخص اپنے پاس لے جائے گا یا فرمایا کون اس کی مہمانی کرے گا ایک انصاری مرد نے عرض کیا میں اسے لے جاتا ہوں وہ اسے اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور اسے کہا جناب رسول اللہ ﷺ کے مہمان کا احترام کرنا ہوگا اس نے کہا ہمارے ہاں صرف بچوں کا کھانا ہے انصاری نے کہا کھانا تیار کرو چراغ روشن کرو اور جب بچے کھانے کا ارادہ کرنے لگیں تو انہیں سلا دو۔ چنانچہ انصاریہ خاتون نے کھانا تیار کیا اور چراغ روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر وہ اٹھیں کہ چراغ کو درست کرے تو اسے بجھا دیا۔ پھر وہ دونوں (

بیوی شوہر) مہمان سے یہ ظاہر کرتے رہے کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں اور وہ ساری رات بھوکے رہے جب صبح ہوئی تو انصاری مرد جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو (اسے دیکھتے ہی) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات اللہ بہت خوش ہوا ہے یا فرمایا تمہارے فعل سے بہت خوش ہوا ہے اور اللہ تعالی نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود حاجتمند ہوں اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہ ہی لوگ کامیاب ہوئے۔

تشریح:۔ حضور ﷺ جانتے ہیں کہ آپ کے صحابی کس حال میں ہیں اور کس طرح رات بسر کرتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کے اس فعل سے راضی ہوا ہے اللہ غائب ہے اور اللہ کس سے خوش ہوتا ہے اور کس سے ناراض ہوتا ہے یہ پوشیدہ باتیں ہیں اور حضور ﷺ کا ان کے بارے میں خبر دینا حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: مناقب سعد بن معاذ

حدثنا محمد بن المثنی قال الفضل بن مساور ختن ابی عوانة عن الاعمش عن ابی سفین عن جابر سمعت النبی ﷺ یقول اهتز العرش لموت سعد بن معاذ و عن الاعمش حدثنا ابو صالح عن جابر عن النبی ﷺ مثله فقال رجل لجابر فان البرء یقول اهتز السریر فقال انه کان بین هذین الحیین ضغائن سمعت النبی ﷺ یقول اهتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ

فرماتے ہوئے سنا کہ سعد کی موت سے عرش کانپ گیا اعمش سے روایت ہے کہ ہم سے ابوصالح نے جابر کے ذریعے نبی کریم ﷺ سے اس طرح بیان کیا ایک شخص نے جابر سے کہا کہ براء بن عازب کہتے ہیں کہ جنازہ کی چارپائی ہل گئی تھی۔ حضرت جابر نے کہا ان دونوں قبیلوں کے درمیان دشمنی تھی میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ کی موت سے رحمٰن کا عرش ہل گیا۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "سعد کی موت سے عرش کانپ گیا" عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے اور عرش کس حال میں ہے ساکن ہے یا متحرک۔ عرش کے بارے میں خبر دینا کہ وہ کانپ گیا حضور ﷺ کا علم غیب ہے اور یہ کہ آپ کی نگاہوں کے سامنے ساتوں آسمان اور عرش ہے آپ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

باب: مناقب عبداللہ بن سلام

حدثني عبدالله بن محمد قال حدثنا ازهر السمان عن ابن عون عن محمد عن قيس بن عباد قال كنت جالسا في المسجد المدينة فدخل رجل علي وجهه اثر الخشوع فقالوا هذا رجل من اهل الجنة فصلي ركعتين تجوز فيها ثم خرج و تبعته فقلت انك حين دخلت المسجد قالوا هذا رجل من اهل الجنة قال والله ماينبغي لاحد ان يقول مالا يعلم و ساحدثك لم ذاك رأيت رؤيا علي عهد النبي ﷺ فقصصتها عليه ورايت كاني في روضة ذكر من سعتها وخضرتها ووسطها عمود من حديد اسفله في الارض واعلاه في السماء في اعلاه عروة فقيل لي ارق قلت لااستطيع فاتاني منصف

فرفع ثيابي من خلفي فرقيت حتى كنت في اعلاها فاخذت بالعروة فقيل لي استمسك فاستيقظت وانها لفي يدى فقصصتها على النبي ﷺ قال تلك الروضة الاسلام و ذلك العمود عمود الاسلام و تلك العروة عروة الوثقى فانت على الاسلام حتى تموت و ذلك الرجل عبدالله بن سلام وقال لي خليفة حدثنا معاذ ابن عون عن محمد حدثنا قيس بن عباد عن ابن سلام وقال وصيف مكان منصف۔

حدیث (116)

قیس بن عباد نے کہا میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس کے چہرے پر خشوع کا اثر تھا لوگوں نے کہا یہ شخص جنتی ہے اس نے دو رکعتیں نماز پڑھی اور اس میں اختصار کیا پھر باہر چلا گیا اور میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا پھر میں نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہوئے تھے لوگوں نے کہا تھا یہ شخص جنتی ہے اس نے کہا بخدا! کسی کو یہ لائق نہیں کہ وہ ایسی بات کہے جو نہ جانتا ہو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کیوں کہتے ہیں؟ "دراصل" میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک خواب دیکھا تھا پھر میں نے وہ آپ کے حضور بیان کیا میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ میں ایک باغ میں ہوں اور اس کی وسعت اور تر و تازگی ذکر کی۔ اس کے درمیان لوہے کا ایک ستون تھا جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر والا آسمان میں ہے اس کے اوپر ایک کنڈا ہے پھر اسے کہا گیا کہ اس ستون پر چڑھو میں نے کہا مجھ میں یہ طاقت نہیں تو میرے پاس ایک خادم آیا اس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں اوپر چڑھ گیا حتی کہ ستون کے اوپر تک پہنچ گیا اور کنڈے کو مضبوط پکڑ لیا پھر اس سے کہا گیا اسے پکڑے رکھو پھر اچانک میں بیدار ہو گیا اور وہ کنڈا میرے ہاتھ میں تھا میں نے یہ واقعہ

جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ کنڈا مضبوط قبضہ ہے پس تو اسلام پر فوت ہوگا اور وہ مرد عبداللہ بن سلام ہے مجھے خلیفہ نے کہا مجھ سے معاذ نے ابن عون، محمد، قیس بن معاذ کے ذریعے عبداللہ بن سلام سے یہ خبر دی انہوں نے منصف کی جگہ وصیف کہا ہے۔

تشریح:۔ رسول پاک ﷺ نے عشرہ مبشرہ کو جنت کی خوشخبری دی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جنتی عورتوں کی سردار ہیں حسنین کریمین رضوان اللہ علیہما سے فرمایا جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں نبی کریم ﷺ کے اہل بیت جنتی ہیں۔ جنگ بدر کے صحابہ کے بارے میں فرمایا "جو چاہو کرو اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے" اسی طرح سینکڑوں صحابہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنتی ہیں۔ عبداللہ بن سلام کو بھی حضور ﷺ نے جنتی فرمایا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جنتی ان کے ایمان، تقوی و پرہیزگاری کی وجہ سے نہیں کہا بلکہ اس لیے صحابہ نے انہیں جنتی کہا کہ رسول پاک ﷺ نے انہیں جنتی فرمایا ہے ہم کسی بھی مسلمان کے بارے میں حتمی طور پر اسے جنتی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہمیں اس کے خاتمہ کا علم نہیں کہ ایمان پر ہوگا یا کفر پر۔ مگر رسول پاک ﷺ سب کے خاتمہ کو بھی جانتے ہیں اور جنتی، دوزخی ہونے کو بھی اور یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: موت النجاشی

حدثنا ابو الربیع قال اخبرنا ابن عیینة عن ابن جریج عن عطاء عن جابر قال قال النبی ﷺ حین مات النجاشی مات الیوم رجل صالح فقوموا فصلوا علی اخیکم اصحمة۔ حدیث (117)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز نجاشی فوت ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج ایک نیک آدمی فوت ہو گیا ہے اٹھو اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھو!

تشریح:۔ نجاشی کی وفات حبشہ میں ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ ''اٹھو اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھو'' یہ جنازہ آپ نے غائبانہ نہیں پڑھایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ نجاشی کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھا اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اٹھو اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھو'' اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنازہ کی چار تکبیریں ہیں۔

باب: غزوۂ احد

حدثنا عبداللہ بن محمد قال حدثنا سفین عن عمرو و سمع جابر بن عبداللہ قال قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد ارایت ان قتلت فاین انا قال فی الجنۃ فالقی تمرات فی یدہ ثم قاتل حتی قتل۔ حدیث (118)

سفیان نے عمرو سے روایت کی کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احد کے دن عرض کیا مجھے خبر دیں کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا مقام جنت میں ہے۔ اس شخص نے ہاتھ میں سے کھجوریں پھینک دیں پھر جنگ کی حتی کہ شہید ہو گیا۔

تشریح:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ علم غیب ہے کہ آپ سب کے انجام اور ٹھکانے کو جانتے ہیں اور صحابی کا یہ یقین کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے انجام کو جانتے ہیں۔

باب: غزوۃ الخندق

حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفین عن ابی اسحق عن سلیمن بن صرد قال قال النبی ﷺ یوم الاحزاب نغزوھم ۔ حدیث(119)

سلیمان بن صرد رضی اللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا (جب قریش بھاگ گئے) ہم ان سے غزوہ لڑیں گے وہ ہم سے جنگ نہیں کر سکیں گے۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ کل کے حالات بھی جانتے ہیں آنے والے حالات کے بارے میں جانتے ہیں کہ کیا ہوگا تبھی تو فرمایا قریش بھاگ جائیں گے اور ہم سے جنگ نہیں کر سکیں گے اور فرمان مصطفیٰ کے مطابق ہی ہوا اور وہ بھاگ گئے۔

باب: غزوۃ الحدیبیہ

حدثنا عبداللہ بن مسلمة قال حدثنا حاتم بن اسمعیل عن یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع قال خرجنا مع النبی ﷺ الی خیبر فسرنا لیلا فقال رجل من القوم لعامر یاعامر الاتسمعنا من ھنیھاتك و كان عامر رجلا شاعرا فنزل یحدو بالقوم یقول اللھم لو لاانت مااھتدینا "ولاتصدقنا ولاصلینا " فاغفر فدآئلك ماابقینا "ثبت الاقدام ان لاقینا " والقین سکینة علینا " انا اذا صیح بنا ابینا " وبآلصیاح عولواعلینا " فقال رسول اللہ ﷺ من ھذا السائق قالوا عامر بن الاکوع قال یرحمه اللہ قال رجل من القوم وجبت یا نبی اللہ لو لا امتعتنا به فاتینا خیبر فحاصرناھم حتی اصابتنا مخمصة شدیدة ثم ان اللہ تعالی فتحھا علیھم فلما امسی الناس مساء الیوم

الذی فتحت علیهم او قدوا نیرانا کثیرة فقال النبی ﷺ ما هذه النیران علی ای شئی یوقدون قالوا علی لحم قال علی ای لحم قالوا لحم حمر الانسیة قال النبی ﷺ اهریقوها واکسروها فقال رجل یارسول الله او نهریقها و نغسلها قال او ذاك فلما تصاف القوم کان سیف عامر قصیرا فتناول به ساق یهودی لیضربه فیرجع ذباب سیفه فاصاب عین رکبة عامر فمات منه قال فلما قفلوا قال سلمة رانی رسول الله ﷺ وهو اخذ بیدی قال مالك قلت له فداك ابی وامی زعموا ان عامرا حبط عمله قال النبی ﷺ کذب من قاله وان له لاجرین و جمع بین اصبعیه وانه لجاهد مجاهد قل عربی مشابها مثله حدثنا قتیبة قال حدثنا حاتم قال نشأبها۔

حدیث (120)

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف گئے اور رات بھر چلتے رہے لوگوں میں سے ایک شخص نے عامر سے کہا اے عامر کیا تم ہمیں اپنے اشعار نہیں سناتے ہو؟ عامر شاعر تھے وہ اپنی سواری سے اترے اور لوگوں کو حدی سنانے لگے (اونٹوں کو چلانے کے وقت اشعار خوانی کو حدی کہتے ہیں) چنانچہ وہ کہتے ہیں" (اے اللہ) اگر تو نہ ہوتا تو یقیناً ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے (اگر تیری توفیق نہ ہوتی) ہم آپ پر قربان یا نبی اللہ آپ کے حق میں ہم نے جو تقصیر کی ہے اسے معاف فرما، اگر دشمن سے ملاقات کریں تو ہمارے قدم ثابت رہیں (اللہ سے سوال کریں) کہ ہمیں سکون عطاء کرے، جب ہمیں غیر حق کی طرف بلایا جائے تو ہم انکار کریں، کافروں نے شور وغل کر کے ہمارا قصد کیا ہے؟" (یہ سن کر

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹوں کو چلانے والا شخص کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ عامر بن اکوع ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ اس کے لیے جنت واجب ہوگئی (یہ شہید ہو جائے گا) کاش کہ آپ ہمیں اس سے نفع دیتے پس ہم خیبر پہنچے اور یہودیوں کا محاصرہ کیا حتیٰ کہ ہمیں سخت بھوک لگی پھر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو فتح عطاء فرمائی جب فتح کے دن کی شام ہوئی تو لوگوں نے خوب آگ سلگائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ کیسی آگ ہے اور کس چیز پر سلگائی ہے؟ لوگوں نے کہا گوشت پر فرمایا کس کے گوشت پر؟ لوگوں نے عرض کیا گدھوں کے گوشت پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کو زمین پر گرا دو اور ہنڈیوں کو توڑ دو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ گوشت کو زمین پر گرا دیں اور ہنڈیوں کو دھو ڈالیں فرمایا یا اسی طرح کرلو۔ جب لوگوں نے (دشمن کے مقابلہ میں) صف بندی کی عامر کی تلوار بہت چھوٹی تھی انہوں نے یہ تلوار پکڑی تا کہ یہودی کی پنڈلی پر ماریں تو اس کا کنارہ لوٹا اور عامر کے گھٹنے کی چکتی میں لگی اور عامر اس کے زخم سے مر گیا۔ جب لوگ واپس ہوئے تو سلمہ بن اکوع نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا حالانکہ آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے (اے سلمہ) تمہارا کیسا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں۔ لوگ کہتے ہیں عامر کے عمل باطل ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کہا ہے جھوٹ بولا ہے عامر کے لیے دو ثواب ہیں اور اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا وہ جہاد کرنے والے لوگوں میں سے ہے۔ بہت تھوڑے عربی اس جیسے زمین پر چلے ہیں۔ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم نے ''نشأ، بھا'' روایت کی ہے یعنی جوان ہوا ہے اور بزرگی کو پہنچا ہے۔

تشریح:۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عامر پر رحم کرے جس کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ خصوصاً استغفار فرماتے تھے وہ یقیناً شہید ہو جاتا تھا آپ کے اس ارشاد کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایک روایت کے مطابق عمر فاروق نے اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے نداء دی یا نبی اللہ! آپ ہمیں عامر کے ذریعہ نفع دیں یعنی یہ شہید نہ ہو آپ کی دعا کی برکت سے اس کے لیے جنت یا شہادت واجب ہو گئی ہے اگر آپ اس کے زندہ باقی رہنے سے ہمیں نفع دیتے تو بہتر تھا ۔حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ اگر آپ اسے زندہ باقی رکھنا چاہیں تو یہ آپ کے اختیار میں ہے ورنہ عمر فاروق کا نداء کرنا بے مقصد ہوگا۔ حضور ﷺ ہر کسی کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ کب مرے گا اور انجام کیسا ہوگا یہ نبی کریم ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب غزوۃ خیبر

حدثنی عبداللہ بن محمد قال حدثنا معاویۃ بن عمرو قال حدثنا ابو اسحق عن مالك بن انس قال حدثنی ثور قال حدثنی سالم مولی ابن مطیع انه سمع اباھریرۃ یقول افتتحنا خیبر فلم نغم ذھبا ولا فضة انما غنمنا البقر والابل والمتاع والحوائط ثم انصر فنامع رسول اللہ ﷺ الی وادی القری و معه عبدله یقال له مدعم اھداہ له احد بنی الضباب فبیما ھو یحط رحل رسول اللہ ﷺ اذ جآنه سھم عائر حتی اصاب ذلك العبد فقال الناس ھنیئا له الشھادۃ فقال رسول اللہ ﷺ بلی والذی نفسی بیدہ ان الشملة

التي اصابها يوم خيبر من المغانم لم تصبها المقاسم لتشتعل عليه نارا فجآء رجل حين سمع ذلك من النبی ﷺ بشراك او شراكين فقال هذا شئی كنت اصبته فقال رسول الله ﷺ شراك او شراكين من نار۔ حدیث (121)

ابن مطیع کے آزاد کردہ غلام سالم نے بیان کیا کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے خیبر فتح کیا اور ہم نے سونا چاندی غنیمت نہ پائی ہم نے صرف گائے، اونٹ سامان اور باغات غنیمت پائی۔ پھر ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ وادی القری میں آئے جبکہ آپ کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا جسے مدعم کہا جاتا تھا وہ قبیلہ بنی ضباب کے ایک شخص نے آپ کو نذرانہ پیش کیا تھا۔ ایک دفعہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ اچانک اس کو ایسا تیر لگا جس کے مارنے والے کا کوئی پتہ نہ تھا۔ وہ غلام تیر لگنے سے مر گیا تو لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو (یہ سن کر) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اس طرح نہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو چادر اس نے خیبر کے روز غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے لی تھی وہ اس پر آگ روشن کرے گی۔ نبی کریم ﷺ سے یہ سن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے آیا اور کہا یہ میں نے حاصل کیے تھے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا ایک یا دو تسمے بھی آگ ہوں گے۔

تشریح:۔ حضور ﷺ سب کے انجام اور جنت و دوزخ کے مقام کو بھی جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ گنہگار کو عذاب کیوں ہو رہا ہے۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: غزوۃ الطائف

حدثنا علی بن عبداللہ قال حدثنا سفین عن عمرو عن ابی العباس

الشاعر الاسمی عن عبداللہ بن عمر قال لما حاصر رسول اللہ ﷺ الطائف فلم ینل منھم شیئا قال انا قافلون ان شآء اللہ فثقل علیھم و قالوا نذھب ولا نفتحه وقال مرة نقفل فقال اغدوا علی القتال فغدوا فاصابھم جراح فقال انا قافلون غدا ان شآء اللہ فاعجبھم فضحك النبی ﷺ وقال سفین مرة فتبسم قال الحمیدی حدثنا سفین الخبر کله۔ حدیث(122)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا اوران سے کچھ نہ پایا تو فرمایا ہم انشاءاللہ کل واپس چلے جائیں گے صحابہ کرام پر یہ گراں بار ہوا انہوں نے کہا کیا ہم طائف کو فتح کیے بغیر واپس چلے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا صبح کو جنگ کرو وہ صبح لڑے تو ان کو بہت زخم آئے پھر آپ نے فرمایا ہم انشاءاللہ کل واپس چلے جائیں گے صحابہ کرام خوش ہوئے تو نبی کریم ﷺ ہنس پڑے کبھی سفیان نے کہا آپ متبسم ہوئے۔ انہوں نے کہا حمیدی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے سارا واقعہ بیان کیا۔

تشریح:۔ حضور ﷺ آنے والے حالات اور کل کے بارے میں جانتے ہیں تبھی تو آپ نے صراحت سے فرمایا ہم انشاءاللہ کل واپس چلے جائیں گے اور یہ کہ طائف فتح نہیں ہوگا حملہ کرنے کی صورت میں صحابہ کرام کو زخم آئیں گے۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: قوله هلم شهداءكم لغة اهل الحجاز هلم للواحد والاثنين والجمیع باب لاینفع نفسا ایمانها۔

حدثنی اسحق قال اخبرنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن همام

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی تطلع الشمس من مغربها فاذا طلعت وراها الناس امنوا اجمعون و ذالك حين لا ينفع نفسا ايمانها ثم قرأ الاية۔ حدیث(123)

باب اللہ تعالی: کا ارشاد! لاؤ اپنے گواہ

باب: اللہ تعالی کا ارشاد! کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع کریگا جب لوگ اس کو دیکھیں گے تو جو لوگ زمین پر ہونگے وہ ایمان لائیں گے یہ وہ وقت ہے کہ کسی جان کو اس کا ایمان لانا کام نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔

تشریح:۔ مسلم شریف میں ہے تین اشیاء ہیں جب وہ ظاہر ہوں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان لانا کام نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا ایک مغرب سے سورج کا طلوع کرنا، دوسری دجال کا نکلنا اور تیسری چیز دابۃ الارض ہے۔ نبی کریم ﷺ قیامت کو اور قیامت سے پہلے ہونے والے واقعات کو جانتے ہیں تبھی تو ان کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں اور یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: منزل النبی ﷺ یوم الفتح

حدثنا ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال کان عمر یدخلنی مع اشیاخ بدر فقال بعضهم لم

تدخل هذا الفتی معنا ولنا ابناء مثله فقال انه ممن قد علمتم قال فدعاهم ذات یوم ودعانی معهم قال وما رایته دعانی یومئذ الالیریهم منی فقال ماتقولون اذا جآء نصراللّٰہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللّٰه افواجا حتی ختم السورۃ فقال بعضهم شیئا فقال لی یا ابن عباس اکذاك تقول قلت لا قال فما تقول قلت هو اجل رسول اللّٰه ﷺ علمه اللّٰه له اذا جآء نصراللّٰه والفتح فتح مکة فذاك علامة اجلك فسبح بحمد ربك واستغفره انه کان توابا قال عمر ما اعلم منها الا ما تعلم۔ حدیث (124)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق مجھے بدر کے اشیاخ میں بٹھاتے تھے ۔ان میں سے کسی نے کہا آپ اس بچے کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں؟ حالانکہ اس جیسے ہمارے بھی تو بیٹے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن ان کو بلایا اور ان کے ساتھ مجھے بھی بلایا ابن عباس نے کہا میں عمر فاروق پر یہ گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اس دن صرف اس لیے بلایا تھا کہ ان کو میری فضیلت دکھائیں چنانچہ انہوں نے کہا اس آیت کریمہ: ''اذا جآء نصراللہ والفتح '' حتی کہ ساری سورت ختم کی'' کے متعلق تمہاری رائے ہے ۔ان میں سے بعض نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہماری مدد کی جائے اور ہمیں فتح عطا ہو تو ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے گناہوں کی معافی چاہیں ۔بعض نے کہا ہمیں معلوم نہیں بعض نے کچھ بھی نہ کہا عمر فاروق نے مجھے فرمایا اے ابن عباس کیا تم بھی اسی طرح کہتے ہو؟ میں نے کہا جی نہیں فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حیات کی مدت کی طرف اشارہ ہے ۔اللہ تعالی نے آپ کو خبر دی ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے یہ آپ کی

وفات کی علامت ہے آپ اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے عمر فاروق نے کہا میں بھی اس آیت کریمہ سے وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔

تشریح:۔ اس حدیث میں عبداللہ ابن عباس کے بارے میں بتایا گیا کہ انہوں نے سورۃ نصر سے اخذ کرلیا کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر ہے یہ صحابی کا علم ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی تصدیق کی۔ صحابی کا یہ علم ہے تو نبی کریم ﷺ کے علم کا کیا عالم ہوگا؟

باب: حجۃ الوداع

حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابراھیم ھو ابن سعد قال حدثنا ابن شھاب عن عامر بن سعد عن ابیه قال عادنی النبی ﷺ فی حجة الوداع من وجع اشفیت منه علی الموت فقلت یارسول اللہ بلغ بی من الوجع ما تری وانا ذومال ولا یرثنی الا ابنة لی واحدۃ فاتصدق بثلثی مالی قال لا قلت فاتصدق بشطرہ قال لا قلت فالثلث والثلث کثیر انك ان تذر ورثتك اغنیاء خیر من ان تذرھم عالة یتکففون الناس ولست تنفق نفقة تبتغی بھا وجه اللہ الا اجرت بھا حتی اللقمة تجعلھا فی فی امرأتك قلت یارسول اللہ اخلف بعد اصحابی قال انك لن تخلف فتعمل عملا تبتغی به وجه اللہ الا ازددت به درجة ورفعة ولعلك تخلف حتی ینتفع بك اقوام و یضربك اخرون اللھم امض لاصحابی ھجرتھم ولا تردھم علی اعقابھم لکن البنس

سعد بن خولة رثي له رسول الله ﷺ ان توفي بمكة حدیث (126)

عامر بن سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں میری بیمار پرسی اس بیماری میں کی جس سے میں موت کے قریب ہو گیا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ﷺ میری بیماری اس حال تک پہنچ چلی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور میں مال دار ہوں میری صرف ایک ہی بیٹی وارث ہے کیا اپنے مال سے دو تہائی صدقہ کردوں؟ آپ نے فرمایا نہ میں نے عرض کیا ،کیا نصف مال خیرات کردوں؟ آپ نے فرمایا نہ، میں نے عرض کیا ایک تہائی صدقہ کردوں؟ فرمایا ایک تہائی صدقہ کردوں، تہائی بھی زیادہ ہے۔ بے شک تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکے بے نوا چھوڑ دے'' اس حال میں کہ وہ لوگوں سے مانگتیں پھریں۔ تو جو بھی مال خرچ کرے گا جس سے اللہ کی رضا طلب کرے اس پر تجھے ثواب دیا جائے گا حتیٰ کہ لقمہ جو اپنی بیوی کے منہ میں کرے (اس پر ثواب دیا جائے گا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اپنے ساتھیوں کے بعد جو آپ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو رہے ہیں مجھے چھوڑ دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا تجھے ہرگز مکہ میں نہیں چھوڑا جائے گا مگر تو جو کوئی اچھا کام کرے گا جس سے اللہ کی رضا کا طالب ہوگا اس کے باعث تیرا درجہ اور مرتبہ بلند ہوگا پھر تو شائد چھوڑا جائے گا حتیٰ کہ تیرے سبب ایک قوم نفع اٹھائے گی اور دوسرے لوگ ضرر پائیں گے اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر اور ان کو ایڑیوں کے بل نہ لوٹا مگر شدید محتاج تنگ حال سعد بن خولہ کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ افسوس کیا کرتے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے۔

تشریح:۔ اس حدیث کی شرح حدیث نمبر ۴۹ کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی کسری وقیصر

حدثنا اسحق قال حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنیابی عن صالح عن ابن شھاب قال اخبرنی عبیداللہ بن عبداللہ ان ابن عباس اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث بکتابہ الی کسری مع عبداللہ بن حذافۃ السھمی فامرہ ان یدفعہ الی عظیم البحرین فدفعہ عظیم البحرین الی کسری فلما قراہ مزقہ محسبت ان ابن المسیب قال فدعا علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یمزقوا کل ممزق۔

باب: سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کسری اور قیصر کی طرف خط لکھے

عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن عباس سے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو خط دیکر کسری کے پاس بھیجا اور اسے فرمایا کہ یہ خط بحرین کے حاکم کو دے اس نے آپ کا خط کسری تک پہنچا دیا جب کسری نے خط پڑھا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے میرا خیال ہے کہ سعید بن میسب نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا فرمائی کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

تشریح:۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث نمبر ۶۲ اور ۵۹ کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: قولہ وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا۔

حدثنا یوسف بن راشد قال حدثنا جریر و ابواسامۃ واللفظ لجریر عن الاعمش عن ابی صالح وقال ابا اسامۃ حدثنا اباصالح عن ابی سعید

الخدری قال قال رسول الله ﷺ ایدعی نوح یوم القیمة فیقول لبیك و سعدیك یا رب فیقول هل بلغت فیقول نعم فیقال لامته هل بلغکم فیقولون ما اتانا من نذیر فیقول من یشهد لك فیقول محمد وامته فیشهدون انه قد بلغ ویکون الرسول علیکم شهیدا فذالك قوله جل ذکره وکذلك جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا والوسط العدل۔ حدیث (127)

باب: اللہ تعالی کا ارشاد: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن نوح "علیہ السلام" کو بلایا جائے گا تو وہ کہیں گے اے میرے پروردگار تیری خدمت میں کھڑا ہوں اور بار بار مدد کا طلب گار ہوں اللہ تعالی فرمائے گا کیا تم نے میرے احکام لوگوں کو پہنچائے ہیں؟ نوح کہیں گے جی ہاں! میں نے تبلیغ کی ہے" پھر ان کی امت سے کہا جائے گا کیا نوح نے میرے احکام تم تک پہنچائے ہیں؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر نہیں آیا اللہ تعالیٰ نوح سے فرمائے گا تمہارا کون گواہ ہے وہ کہیں گے میرا گواہ محمد (ﷺ) اور ان کی امت ہے پس وہ گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے اللہ کے احکام اپنی امت تک پہنچائے ہیں اور محمد مصطفیٰ تم پر گواہ ہونگے (تمہاری تصدیق کریں گے) پس اللہ تعالی کے ارشاد کا اشارہ اسی آیت کی

طرف ہے۔ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا الخ"۔ وسط بمعنی عدل ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث نمبر ۲۸ کے تحت گذر چکی ہے۔

باب: قولہ قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموت والارض

حدثنا عبداللہ قال حدثنا سلیمن بن عبدالرحمن و موسی بن هرون قالا حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا عبداللہ ابن العلآء بن زبر قال حدثنی بسر بن عبید اللہ قال حدثنی ابوادریس الخولانی قال سمعت ابا الدرداءیقول کانت بین ابی ابکر و عمر محاورۃ فاغضب ابوبکر عمر فانصرف عمر عنہ مغضبا فاتبعہ ابوبکر یسئلہ ان یستغفرلہ فلم یفعل حتی اغلق بابہ فی وجھہ فاقبل ابوبکر الی رسول اللہ ﷺ فقال ابودرداء ونحن عندہ فقال رسول اللہ ﷺ اما صاحبکم ھذا فقد غامر قال و ندم عمر علی ما کان منہ فاقبل حتی سلم و جلس الی النبی ﷺ وقص علی رسول اللہ ﷺ الخبر قال ابودرداء وغضب رسول اللہ ﷺ وجعل ابوبکر یقول واللہ یارسول اللہ لانا کنت اظلم فقال رسول اللہ ﷺ ھل انتم تارکولی صاحبی ھل انتم تارکولی صاحبی انی قلت یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت قال ابوعبداللہ غامر سابق بالخیر۔

حدیث (128)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اسی کو ہے۔

ابوسعید خولانی نے کہا میں نے ابودرداء کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے درمیان جھگڑا ہوا تو ابوبکر صدیق نے عمر فاروق پر غصہ کیا تو عمر غضبناک ہوکر چلے گئے ابوبکر صدیق ان کے پیچھے گئے ان سے سوال کرتے تھے کہ انہیں معاف کردے عمر فاروق نے معاف نہ کیا اور ابوبکر کے سامنے اپنا دروازہ بند کر لیا ابوبکر صدیق جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیے ابودرداء نے کہا ہم نے سید عالم ﷺ کے حضور بیٹھے ہوئے تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا یہ صاحب جھگڑا کرکے آرہا ہے۔ ابودرداء نے کہا پھر عمر فاروق اپنے کیے پر نادم ہوئے اور آئے اور سلام کہا اور جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور جناب رسول اللہ ﷺ سے واقعہ بیان کیا ابودرداء نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے عمر فاروق پر سخت غصہ کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ بخدا! میں نے ہی زیادتی کی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میرے دوست کو چھوڑتے ہو میں نے کہا اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول مبعوث ہوں تو تم نے کہا تم نے جھوٹ کہا ہے اور ابوبکر نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ بخاری نے کہا غامر بمعنی سبق بالخیر جو خیر اور نیکی میں سبقت لے جائے۔

تشریح:۔ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا ہوا

تو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے بارگاہ رسالت میں چلے آئے جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ابو بکر صدیق کا چہرہ دیکھ کر فرمایا ”تمہارا یہ صاحب جھگڑا کر کے آ رہا ہے“ ابھی جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بتایا بھی نہیں اور آپ نے بغیر بتائے ان کے بارے میں بتا دیا کہ کیا کر کے آ رہے ہیں یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: قولہ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ یعنی زنۃ ذرۃ

حدثنا محمد بن عبدالعزيز قال حدثنا ابو عمر حفص ابن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري ان اناسا في زمن النبي ﷺ قالوا يارسول الله هل نرى ربنا يوم القيمة فقال النبي ﷺ نعم هل تضارون في رؤية الشمس بالظهيرة ضوء ليس فيها سحاب قالوا لا قال فهل تضارون في رؤية القمر ليلة البدر ضوء ليس فيها سحاب قالوا لا قال النبي ﷺ ما تضارون في رؤية الله يوم القيمة الا كما تضارون في رؤية احدهما اذا كان يوم القيمة اذن مؤذن يتبع كل امة ما كانت تعبد فلا يبقى من كان يعبد غير الله من الاصنام والانصاب الا يتساقطون في النار حتى اذا لم يبق الا من كان يعبد الله بر و فاجر و غبرات اهل الكتاب فتدعى اليهود فيقال لهم من كنتم تعبدون قالوا كنا نعبد عزيرا ابن الله فيقال لهم كذبتم ما اتخذ الله من صاحبة ولا ولد فماذا تبغون قالوا عطشنا ربنا فاسقنا فيشار الا تردون فيحشرون الى النار كانها سراب تحطم

بعضها بعضا فیتساقطون فی النار ثم تدعی النصاری فیقال لهم من کنتم تعبدون قالوا کنا نعبد المسیح ابن الله فیقال لهم کذبتم مااتخذ الله من صاحبة ولا ولد فیقال لهم ما تبغون فکذلک مثل الاول حتی اذا لم یبق الامن کان یعبد الله من بر او فاجر اتاهم رب العالمین فی ادنی صورة من التی راوه فیها فیقال ماذا تنتظرون یتبع کل امة ما کانت تعبد قالوا فارقنا الناس فی الدنیا علی افقر ما کنا الیهم ولم نصاحبهم و نحن ننتظر ربنا الذی کنا نعبد فیقول انا ربکم فیقولون لا نشرک بالله شیئا مرتین او ثلثا۔

حدیث (129)

باب: اللہ تعالیٰ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ پاک میں لوگوں نے کہا یارسول اللہ! ﷺ کیا ہم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں! کیا دوپہر کے وقت سورج کی روشنی کی سخت حرارت جس میں بادل نہ ہو سورج کو دیکھنے میں تمہیں ضرر دیتی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں روشنی جس میں بادل نہ ہو تمہیں ضرر دیتی ہے انہوں نے کہا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں قیامت کے دن اللہ کو دیکھنے میں کچھ ضرر یا مزاحمت نہ ہوگی جیسے سورج اور چاند کو دیکھنے میں کوئی ضرر یا مزاحمت نہیں ہوتی جب قیامت کا دن ہوگا منادی آواز دیگا ہر وہ گروہ اس کی پیروی کرے جس کی وہ عبادت کرتے تھے تو اللہ کے سوا جن بتوں اور پتھروں کی عبادت کی جاتی تھی سب دوزخ میں

گر جائیں گے یہانتک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے وہ نیک ہوں یا فاجر ہوں اور بچے کھچے اہل کتاب باقی رہ جائیں گے پھر یہودیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے ان سے کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی پلا تو اس طرف اشارہ کیا جائے گا کہ کیا تم وہاں نہیں جاتے ہو اور وہ تمام آگ میں جمع کیے جائیں گے گویا کہ وہ چمکتی ہوئی ریت کا میدان ہے (آگ سراب کی صورت میں ظاہر ہوگی تاکہ پیاس کے باعث اس طرف جائیں) جو ایک دوسری کو توڑتی ہوگی اور وہ آگ میں گر جائیں گے پھر نصاری کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے انہوں نے کہا ہم اللہ کے بیٹے مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی کوئی بیوی اور بیٹا نہیں ان سے کہا جائے گا تم کیا طلب کرتے ہو پس اسی طرح پہلی قسم یہودیوں کی طرح کیا جائے گا۔ حتی کہ وہ ہی باقی رہ جائیں گے جو نیک و بد اللہ کی عبادت کرتے تھے ان کے پاس اللہ اس شان میں ظاہر ہوگا جو اس کی شان کے قریب ہوگی جس شان میں انہوں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ ان سے کہا جائے گا تم کس کا انتظار کرتے ہو ہر گروہ تو اس کی پیروی کر چکا ہے جس کی وہ عبادت کرتا تھا وہ کہیں گے ہم دنیا میں لوگوں سے ایسی حالت میں جدا ہوئے کہ ہم ان کے بہت محتاج تھے اور ہم نے (عقائد اور اعمال میں) ان سے مصاحبت نہیں کی اور ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔ اللہ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں

وہ کہیں گے ہم اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناتے ہیں یہ کلمہ دو بار کہیں گے

تشریح:۔ قیامت کے دن اللہ تعالی کا دیدار ہوگا منادی قیامت کے دن کیا پکارے پھر اس کے بعد کیا ہوگا اللہ لوگوں سے ہم کلام ہوگا کیا کلام کرے گا۔ یہ سب غیب کی باتیں ہیں اور ان کی خبر نبی غیب دان ﷺ نے دی یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے

باب: قوله الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين

حدثنا علی بن عبداللہ قال حدثنا سفين عن عمرو عن عكرمة عن ابی هريرة يبلغ به النبی ﷺ قال اذا قضی اللہ الامر فی السماء ضربت الملائكة باجنحتها خضعانا لقوله كالسلسلة علی صفوان قال علی وقال غيره صفوان ينفذهم ذلك فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا للذی قال الحق وهو العلی الكبير فتسمعها مسترقوا السمع و مسترقوا السمع هكذا واحد فوق اخر ووصف سفين بيده وفرج بين اصابع يده اليمنی نصبها بعضها فوق بعض فربما ادرك الشهاب المستمع قبل ان يرمی بها الی صاحبه فتحرقه وربما لم تدركه حتی يرمی بها الی الذی يليه الی الذی هو اسفل منه حتی يلقوها الی الارض ربما قال سفين حتی ينتهی الی الارض فتلقی علی فم الساحر فيكذب معها مائة كذبة فيصدق فيقولون الم يخبرنا يوم كذا و كذا يكون كذا و كذا فوجدنا حقا للكلمة التی سمعت من السمآء۔ حدیث (130)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اسے نبی کریم ﷺ تک مرفوع کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی فیصلہ سناتا ہے تو آسمان کے فرشتے جو اللہ کے حکم کے تابع ہیں طاعت کرتے ہوئے اپنے پر مارنے لگتے ہیں جیسے صاف پتھر پر زنجیر چلانے کی آواز ہوتی ہے علی بن عبداللہ (بخاری کے شیخ) نے کہا اور سفیان کے غیر نے صفوان کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں یہ بھی قول نافذ کرتا ہے (یعنی تمام کو یہ قول سناتا ہے) اور جب ان کے دلوں سے خوف زائل ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں اللہ نے کیا فرمایا ہے (ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے) (تو جبرائیل و میکائیل جیسے) اللہ کے مقرب فرشتے اس سے کہتے ہیں جس نے کہا تھا اللہ نے کیا فرمایا ہے کہ اللہ نے حق فرمایا ہے اور وہ بزرگ و برتر ہے تو باتوں کے چور یہ کلمہ سنتے ہیں اور وہ اس طرح ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے ان کی حالت بیان کی اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھولیں اور ان کو ایک دوسرے کے اوپر کھڑا کیا بسا اوقات سننے والے کو چنگارا پالیتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے ساتھی کو وہ بات بتائے اسے جلا دیتا ہے اور بسا اوقات آگ کا شعلہ سننے والے کو نہیں پاتا حتی کہ وہ اپنے ساتھ کو جو اس کے پیچھے ہوتا ہے۔ وہ بات بتلا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو زمین کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ بسا اوقات سفیان نے کہا حتی کہ یہ سلسلہ زمین تک پہنچتا ہے (ایک دوسرے کو بتلانے والا سلسلہ) اور کاہن کے منہ میں ڈالا جاتا ہے وہ

اس کلمہ کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے اور ان جھوٹی باتوں میں کاہن کی تصدیق کی جاتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کیا اس نے فلاں فلاں روز ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ایسا ہوگا۔ ہم نے اسے سچا پایا۔ اس بات کے اعتبار سے جو آسمان سے سنی گئی تھی۔

تشریح:۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ آسمانوں پر کوئی فیصلہ سناتا ہے تو فرشتے عاجزی کرتے ہوئے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے پر مارنے لگتے ہیں جیسے جانور خوفزدہ ہو کر اپنے پر مارنے لگتا ہے۔ اللہ کے فیصلہ سنانے کی آواز ایسی ہوتی جیسے صاف پتھر پر زنجیر کو چلایا جاتا ہے تو اس کی آواز سنائی دیتی ہے اس وقت فرشتوں کے دل خائف ہوتے ہیں جب ان سے یہ گھبراہٹ زائل ہوتی جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فیصلہ سنایا ہے تو ان کو جواب دینے والے مقرب فرشتے کہتے ہیں اللہ نے حق سنایا ہے ابوداؤد میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فیصلہ سناتا ہے تو اس کی آواز آسمانوں کے فرشتے ایسے سنتے ہیں جیسے صاف پتھر پر زنجیر چلانے کی آواز نکلتی ہے اور وہ یہ سن کر بیہوش ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں پڑے رہتے ہیں حتیٰ کہ ان کے پاس جرائیل علیہ السلام آتا ہے اس وقت ان کے دلوں سے خوف اور گھبراہٹ جاتی رہتی ہے تو وہ کہتے ہیں اے جرائیل تمہارے رب نے کیا فیصلہ سنایا ہے جرائیل علیہ السلام کہتے ہیں حق سنایا ہے تو فرشتے بھی حق حق کہنے لگتے ہیں۔ (اس وقت آسمانوں میں گونج پیدا ہوتی ہے)

اللہ تعالیٰ آسمانوں میں فیصلہ سناتا ہے — ایک علم غیب

فرشتے اللہ کا حکم سن کر پر مارنے لگتے ہیں — دوسرا علم غیب

فرشتوں کے پاس جرائیل امین آتے ہیں — تیسرا علم غیب

جبرائیل فرشتوں کو کیا فرماتے ہیں   چوتھا علم غیب

فرشتے اس کے جواب میں کیا فرماتے ہیں   پانچواں علم غیب

اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کے پانچ علم غیب ثابت ہوئے۔

باب: قوله وانذرهم يوم الحسرة

حدثنا عمر بن حفص بن غياث قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا ابو صالح عن ابی سعيد ن الخدری قال قال النبی ﷺ يؤتی بالموت كهيئاة كبش املح فينادی مناديا اهل الجنة فيشرئبون و ينظرون فيقول هل تعرفون هذا فيقولون نعم هذا الموت و كلهم قدراه ثم ينادی يا اهل النار فيشرئبون و ينظرون فيقول هل تعرفون هذا فيقولون نعم هذا الموت و كلهم قدراه فيذبح ثم يقول يااهل الجنة خلود فلاموت و يا اهل النار خلود فلا موت ثم قرأ وانذرهم يوم الحسرة اذقضی الامر وهم فی غفلة وهؤلاء فی غفلة اهل الدنيا وهم لا يؤمنون۔ حدیث (131)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا موت کو ایسے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا جو زیادہ سفید اور تھوڑا سیاہ ہوتا ہے تو منادی پکارے گا اے جنتیو! وہ گردنیں اٹھا کر اس طرف دیکھیں گے وہ کہے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے۔ پھر وہ پکارے گا اے دوزخیو! وہ گردنیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھیں گے وہ کہے گا کیا اس کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے جی ہاں یہ موت ہے ہر ایک نے اسے دیکھا ہے۔ پس اس مینڈھے کو ذبح کیا جائے گا پھر وہ کہے گا اے جنتیو! ہمیشہ جنت میں رہو اب تمہارے لیے موت نہیں۔ اے دوزخیو!

ہمیشہ دوزخ میں رہو اب تمہارے لیے موت نہیں'' پھر آیت کریمہ پڑھی: اوانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃ وھم لا یومنون''، یعنی مکہ کے کافروں کو ڈراؤ کہ وہ قیامت کے دن میں حسرت کریں گے جبکہ حساب پورا ہو جائے گا حالانکہ یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ہیں۔''

تشریح:۔ قیامت کے فیصلے کے بعد موت کو مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا، دوسرا منادی کہے گا جنتی لوگو پھر دوزخی لوگوں کو اس کی آواز سن کر جنتی گردن اٹھائیں گے پھر دوزخی گردن اٹھائیں گے منادی انہیں کیا کہے گا۔ پھر موت کو ذبح کیا جائے گا پھر منادی ان کو کہے گا اے جنتیو ہمیشہ جنت میں رہو اب تمہارے لیے موت نہیں اے دوزخیو! ہمیشہ دوزخ میں رہو اب تمہارے لیے موت نہیں۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔

باب: قولہ واصطنعتک لنفسی

حدثنی الصلت بن محمد قال حدثنا مهدی بن میمون قال حدثنا محمد بن سیرین عن ابی هریرة عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال التقی ادم و موسی لادم انت الذی اشقیت الناس واخرجتهم من الجنة قال له ادم انت الذی اصطفاك الله برسالته واصطفاك لنفسه وانزل علیك التورة قال نعم قال فوجدتها کتب علی قبل قن یخلقنی قال نعم فحج ادم موسی الیم البحر۔

حدیث (132)

باب: اللہ تعالی کا ارشاد! اے موسی میں نے تجھے اپنے لیے چن لیا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم

اور موسیٰ علیہما السلام کی باہم ملاقات ہوئی، موسیٰ نے آدم سے کہا تم وہی ہو کہ لوگوں کو مصیبت میں ڈالا اور ان کو جنت سے نکال دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے آدم نے کہا تم وہی ہو جنکو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے لیے چن لیا ہے اور تمہیں اپنے لیے منتخب کر لیا ہے اور تم پر تورات نازل فرمائی، موسیٰ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے، آدم علیہ السلام نے کہا تم نے وہ خطا دیکھی ہے جو میری تقدیر میں میرے پیدا ہونے سے پہلے لکھی تھی۔ موسیٰ نے کہا جی ہاں! پس آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے اور ''الیم'' دریائے نیل ہے۔

تشریح:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کرنا حضرت آدم، حضرت موسیٰ سے ہزاروں سال پہلے دنیا میں آئے تھے آپ کا ان سے ملاقات کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس معاملے (یعنی ملاقات) کا ذکر کرنا حالانکہ موسیٰ علیہ السلام آپ سے کئی سو برس پہلے گزرے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے اور معلوم ہوا کہ انبیاء زندہ ہیں تبھی تو موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے اپنی زندگی میں ملاقات کی۔

باب: قولہ کما بدانا اول خلق

حدثنا سلیمن بن حرب قال حدثنا شعبة عن المغیرة بن النعمان شیخ من النخع عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم محشورون الی اللہ عزوجل عراۃ غرلا کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین ثم ان اول من یکسی یوم القیمة ابراھیم الا انه یجاء برجال من امتی فیؤخذبھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال لا تدری ما احد ثوابعدك فقول کما قال العبد الصالح و کنت علیھم شھیدااما

دمت الی قولہ شہید فیقال ان ھؤلآء لم یزالوا مرتدین الی اعقابھم منذ فارقتھم۔ حدیث(133)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد جیسے ہم نے پیدا کیا اسی طرح لوٹائیں گے ہمارا وعدہ ہے ہم ضرور پورا کریں:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم ﷺ نے ایک روز خطبہ دیا اور فرمایا تم اللہ کے حضور اس حال میں اٹھائے جاؤ گے کہ تمہارے پاؤں اور بدن ننگے ہونگے اور ختنہ نہ کیے ہوگے جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اس طرح لوٹائیں گے۔ ہمارا وعدہ ہے ہم اسے ضرور پورا کریں گے۔ پھر قیامت میں سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ ابراھیم علیہ السلام ہیں۔ خبردار! میری امت میں سے چند لوگ لائے جائیں گے ان کو بائیں جانب پکڑا جائے گا (ان کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا) تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں (مجھ پر ایمان لائے تھے) کہا جائے گا آپ انہیں نہیں جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا پیدا کیا تھا (آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے) پس میں کہوں گا جیسے عبد صالح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا میں ان کا نگہبان تھا جب تک میں ان کا تھا الخ۔ پس کہا جائے گا یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے تھے جب سے آپ ان سے جدا ہوئے تھے۔

تشریح:۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس اس لئے پہنایا جائے گا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ہیں۔ اور آپ کی شرافت پدری کے باعث تمام نبیوں سے پہلے انہیں لباس پہنایا جائے گا اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کو

نمرود کی آگ میں برہنہ پھینکا گیا تھا۔ اس کی جزاء کے طور پر آپ کو لباس پہنایا جائے گا بعض علماء نے کہا عمومی کلام سے متکلم خارج ہوتا ہے لہذا سید عالم ﷺ پر ابراھیم علیہ السلام کو جزوی فضیلت بھی حاصل نہ ہوگی کیونکہ آپ متکلم ہیں اور مذکور عموم سے خارج ہیں تو معنیٰ یہ ہوا کہ سرور کائنات ﷺ کے سوا ساری مخلوق سے پہلے ابراھیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو لوگ آپ ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے تھے وہ دور دراز کے بدو لوگ ہیں جو قتل و غارت کے ڈر سے مسلمان ہوئے تھے اسی لیے رجال فرمایا اس سے ان کی تذلیل اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے یعنی چند ذلیل لوگ مرتد ہو گئے تھے علامہ کرمانی نے کہا یہ مرتد ہونے والے لوگ مؤلفۃ القلوب ہیں جو مال و دولت کے لالچ میں مسلمان ہوئے تھے معاذ اللہ وہ لوگ ہرگز مراد نہیں جو ہر وقت جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے والے تھے اور ایمان میں کامل و اکمل تھے ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا چنانچہ قرآن میں ہے، ''رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ '' اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کے حضور ننگے پاؤں اور ننگے بدن اور ختنے نہ کیے ہوں گے ایک علم غیب ہے

قیامت میں سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے وہ ابراھیم علیہ السلام ہیں دوسرا علم غیب ہے ۔ میری امت سے چند لوگ لائے جائیں گے ان کو بائیں جانب سے پکڑا جائے گا تیسرا علم غیب نبی کریم ﷺ کیا فرمائیں گے چوتھا علم غیب اور آپ کو کیا جواب دیا جائے گا پانچواں علم غیب اور آپ پھر کیا جواب ارشاد فرمائیں گے چھٹا علم غیب، پھر کیا جواب دیا جائے گا ساتواں علم غیب۔ اس حدیث میں سے سات علم غیب حضور ﷺ کے ثابت ہوئے اور جو آجکل کے جاہل مولوی اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں

کہ یہ اہلسنت و جماعت ہوگی جس کو فرشتوں نے پکڑا ہوگا مگر اس حدیث کی شرح سے ثابت ہوا کہ وہ، وہ ہیں جو حضور ﷺ کی ظاہری وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

باب: قولہ و تقطعوا ارحامکم

حدثنا خالد بن مخلد قال حدثنا سلیمان قال حدثنی معویة بن ابی مزرد ون سعید بن یسار عن ابی هریرة ون النبی ﷺ قال خلق الله الخلق فلما فرغ منه قامت الرحم فاخذت بحقو الرحمن فقال له مه قالت هذا مقام العائذبك من العطيعة قال الاترضين ان اصل من وصلك و اقطع من قطعك قالت بلى يارب قال فذاك قال ابوهريرة اقرؤا ان شئتم فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض و تقطعوآ ارحامكم ۔ حدیث(134)

باب: ابو ہریرہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ نے مخلوق پیدا کی جب اس سے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہو گیا اور اللہ کا دامن تھاما۔

اللہ تعالی نے فرمایا رک جا تو اس نے کہا یہی تو پناہ چاہنے کا مقام ہے (فریاد کا مقام ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے گا میں اس سے مہربانی کروں گا اور جو تجھے قطع کرے اس پر رحم نہیں کرونگا۔ رحم نے کہا اے میرے رب کیوں نہیں اسی طرح کر۔ اللہ تعالی نے فرمایا پس یہی ہے (جو صلہ رحمی کریگا میں اس سے راضی ہونگا اور جو قطع رحمی کریگا یعنی رشتہ داری ختم کرے میں اس سے

راضی نہ ہوں گا) ابوہریرہ نے کہا اگر چاہتے ہو تو پڑھو فھل عسیتم الایۃ   تشریح:۔
اللہ تعالی نے کب مخلوق پیدا فرمائی اور پھر رحم نے کھڑے ہو کر اللہ سے کیا عرض کیا اور اللہ نے کیا جواب دیا پھر رحم نے کیا کہا تو اللہ نے اس کو کیا جواب میں ارشاد فرمایا۔ یہ سب غیب کی باتیں ہیں اور حضور ﷺ ان کی خبر دے رہے ہیں اور یہ بھی کہ حضور نبی کریم ﷺ ابتدائے خلق کو بھی جانتے ہیں کہ کب ہوئی۔

باب: انا فتحنا لک فتحا مبینا۔

حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالك عن زيد ابن اسلم عن ابيه ان رسول الله ﷺ كان يسير في بعض اسفاره و عمر بن الخطاب يسير معه ليلا فساله عمر بن الخطاب عن شئي فلم يجبه رسول الله ﷺ ثم ساله فلم يجبه فقال عمر بن الخطاب ثكلت ام عمر نزرت رسول الله ثلث مرات كل ذلك لا يجيبك قال عمر فحركت بعيري ثم تقدمت امام الناس و خشيت ان ينزل في القران فما نشبت ان سمعت صارخا يصرخ بي فقلت لقد خشيت ان يكون نزل في قران فجئت رسول الله ﷺ فسلمت عليه فقال لقد انزلت على الليلة سورة لهي احب الي مما طلعت عليه الشمس ثم قرأ انا فتحنا لك فتحا مبين۔   حدیث (135)

باب: اللہ تعالی کا ارشاد! بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔

زید بن اسلم نے اپنے والد اسلم سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے سفروں میں سے ایک سفر کر رہے تھے اور ایک رات عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ چل رہے تھے انہوں نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ نے ان کو جواب نہ دیا۔ پھر آپ سے سوال کیا تو آپ نے جواب نہ دیا پھر سوال عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم پائے۔ تو نے رسول اللہ ﷺ سے تین بار سوال کیا ہر بار آپ نے تجھے جواب نہیں دیا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی پھر میں لوگوں سے آگے بڑھ گیا اور مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں میرے متعلق قرآن نہ نازل ہو جائے۔ میں نے کچھ دیر بھی نہ کی کہ میں نے آواز دینے والے کو سنا کہ وہ مجھے بلا رہا ہے۔ میں نے (دل میں) کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے متعلق قرآن نازل ہو گیا ہوگا۔ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ہر اس شے سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع کرتا ہے۔ پھر آپ نے پڑھا: " انا فتحنا لك فتحا مبينا۔ "

تشریح:۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا آج رات وہ سورت نازل ہوئی ہے جو ہر شے سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع کرتا ہے یعنی ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی خبر دی ہے اور اس میں نصرت اسلام، اتمام نعمت اصحاب شجرہ سے اللہ تعالیٰ کی رضاء اور اس کے سوا اور امور مذکور ہیں۔ اس سورت میں آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر ہے اور حضور ﷺ کے صدقے امت کے گناہ معاف ہونے کی خبر ہے فتوحات کی خبریں ہیں جو

من وعن پوری ہوئیں یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے کہ آپ آئندہ ہونے والے واقعات کو بھی جانتے ہیں۔

باب: قولہ وتقول ھل من مزید

حدثنا عبداللہ بن ابی الاسود قال حدثنا حرمتی قال حدثنا شعبۃ عن قتادۃ عن انس عن النبی ﷺ قال یلقی فی النار و تقول ھل من مزید حتی یضع قدمہ فتقول قط قط۔

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! دوزخ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دوزخ میں لوگوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کچھ اور زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا قدم رکھے گا تو کہے گی بس بس۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ دوزخ کی خبر دے رہے ہیں کہ اس میں لوگوں کو ڈالا جائے گا تو وہ اللہ سے کیا مطالبہ کرے گی پھر یہاں تک کہ اس میں اللہ اپنا قدم قدرت رکھے گا (قدم سے مراد پاؤں نہیں بلکہ اللہ اپنی شان کے مطابق دوزخ سے معاملہ کرے گا) یہ تمام آنے والی اور غیب کی خبریں ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: قولہ ومن دونھما جنتان

حدثنا عبداللہ بن ابی الاسود قال حدثنا عبدالعزیز ابن عبدالصمد العمی قال حدثنا ابو عمران الجونی عن ابی بکر بن عبداللہ بن قیس عن

ابیه ان رسول اللہ ﷺ قال جنتان من فضة اٰنیتهما وما فیها و جنتان من ذهب اٰنیتهما وما فیها وما بین القوم و بین ان ینظروا الی ربهم الا رداء الکبیر علی وجهه فی جنة عدن۔ حدیث (137)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان دونوں کے قریب دو جنتیں ہیں۔

ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اپنے والد عبداللہ بن قیس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہیں جن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب چاندی کے ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کے ہیں لوگوں کے درمیان اور ان کے اپنے رب کو جنت عدن میں دیکھنے کے درمیان صرف کبریائی کی چادر ہوگی۔

تشریح:۔ حضور ﷺ کا جنت کے بارے میں خبر دینا اور جنت کی قسمیں بتانا کہ کتنی ہیں اور ان جنتوں کی کیفیات کو بیان کرنا یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے اور یہ کہ حضور ﷺ کی نگاہوں سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

باب: قولہ واخرین منهم لما یلحقوا بهم

حدثنی عبدالعزیز بن عبداللہ قال حدثنی سلیمن بن بلال عن ثور عن ابی الغیث عن ابی هریرة قال کنا جلوسا عندالنبی ﷺ فانزلت علیه سورة الجمعة واخرین منهم لما یلحقوا بهم قال قلت من هم یارسول اللہ ﷺ فلم یراجعه حتی سأل ثلثا و فینا سلمان الفارسی وضع رسول اللہ ﷺ یده علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عندالثریا لناله رجال او رجل من هؤلآء۔ حدیث (138)

باب: اللہ تعالی کا ارشاد! اور جوان میں (امیوں میں سے) اوروں کو پاک کرتے اور علم عطاء فرماتے ہیں جوان اگلوں سے نہ ملے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ پر سورہ جمعہ نازل ہوئی۔ جب یہ آیت "و آخرین منھم لما یلحقوا بھم" نازل ہوئی تو ابو ہریرہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ لوگ کون ہیں۔ آپ نے جواب کی طرف رجوع نہ کیا حتی کہ تین بار سوال عرض کیا اور ہم میں سلمان فارسی بیٹھے ہوئے تھے جناب رسول کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس سلمان پر رکھ کر فرمایا، اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے لوگ یا کوئی آدمی اس کو لے آتا۔

تشریح:۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالی اور دیگر ائمہ نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد امام اعظم ابوحنیفہ ہیں کیونکہ وہ فارسی نسل سے ہیں۔ اور اس سے امام اعظم کی عظمت وشان کا بیان بھی ہے اور حضور ﷺ کا علم غیب بھی کہ آپ نے پہلے ہی بتادیا وہ فارسی النسل ہوگا۔

باب: قولہ عتل بعد ذالک زنیم

حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفین عن معبس بن خالد قال سمعت حارثة بن وھب ن الخراعی قال سمعت النبی ﷺ یقول الا اخبر کم باھل الجنة کل ضعیف متضعف لو اقسم علی اللہ لا برہ الا اخبر کم باھل النار کل عتل جواظ مستکبر۔ حدیث (139)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بدخلق اس کے باوجود بے اصل۔

حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ ہر ضعیف کہ اسے لوگ ناتواں اور حقیر جانتے ہوں اگر وہ اللہ پر قسم کھائے تو اللہ اس کو پورا کردے کیا تمہیں دوزخیوں کی خبر نہ دوں؟ غلیظ سخت جھگڑالو اور متکبر لوگ ہیں۔

تشریح:۔ یعنی جنت اور دوزخ میں بیشتر ایسے لوگ ہونگے یہ نہیں کہ جنت اور دوزخ میں صرف یہی لوگ ہوں گے متضعف'' وہ ہیں جنکو لوگ کمزور اور حقیر جانتے ہوں کیونکہ وہ دنیا میں مفلوک الحال نظر آتے ہیں۔ اگر متضعف کا عین مکسور ہو تو معنی یہ ہوں گے جو متواضع اور عاجزی کرنے والے ہیں ایسے لوگ اللہ کے کرم کی امید کرتے ہوئے کہ وہ ان کی قسم پوری کرے گا اگر قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کردیتا ہے بعض نے کہا اگر اللہ سے دعا کرے تو اللہ قبول کرے گا۔ نبی کریم ﷺ دوزخیوں اور جنتیوں کو جانتے ہیں اور ان کے اعمال کو بھی جانتے ہیں یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: قولہ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا

حدثنی محمد قال اخبرنا ابو معاویة عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ما بین النفختین اربعون قال اربعون یوما قال ابیت قال اربعون شهرا قال ابیت قال اربعون سنة قال ابیت قال ثم ینزل الله من السمآء ماء فینبتون کما ینبت البقل لیس من الانسان شئی الا یبلی الا عظما واحدا وهو عجب الذنب و منه یر کب الخلق یوم القیمة۔ حدیث (140)

باب: اللہ تعالی کا ارشاد! جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجیں کی فوجیں:۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس ہیں۔ راوی نے کہا" چالیس دن مراد ہیں؟ ابو ہریرہ نے کہا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا چالیس ماہ ابو ہریرہ نے اس کا انکار کیا۔ انہوں نے کہا چالیس سال مراد ہیں؟ ابو ہریرہ نے اس کا انکار کیا۔ فرمایا پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی اتارے گا۔ تو وہ مردے زندہ اٹھیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے۔ انسان کے جسم کی ہر شے گل سڑ جائے گی؟ لیکن ایک ہڈی باقی رہ جائے گی اور وہ دم کی جڑ ہے۔ قیامت کے دن اسی سے تخلیق ہو گی۔

تشریح:۔ حضور ﷺ دو صوروں کے درمیانی وقفہ کو جانتے ہیں اور پھر کیا ہو گا انسان کی دوبارہ تخلیق کیسے ہو گی ان سب امور کی خبر دینا علم غیب ہے۔

باب: قوله يوم يكشف عن ساق

حدثنا ادم قال حدثنا الليث عن خالد بن يزيد عن سعيد بن ابی هلال عن زيد بن اسلم عن زيد بن اسلم عن عطاء ابن يسار عن ابی سعيد قال سمعت النبی ﷺ يقول يكشف ربنا عن ساقه فيسجد له كل مؤمن و مؤمنة و يبقى من كان يسجد فی الدنيا رياء و سمعة فيذهب يسجد فيعود ظهره طبقا واحدا حدیث (141)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جس دن پنڈلی کھولی جائیگی۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر مومن مرد اور مومن عورت اس کو سجدہ کریں گے اور جو دنیا میں ریا کاری کے طور پر سجدے کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے۔ یہ ریا کار سجدہ کرنے کی کوشش کریں گے تو ان کی پشت ایک تختہ ہو جائے گی۔''

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ کی ساق (پنڈلی) متشابہات سے ہے جن کی حقیقت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی جانتے ہیں جیسے ید اللہ، اللہ کا ہاتھ وجہ اللہ، اللہ کا چہرہ، ان کے حقیقی معنی مراد نہیں یہ غیب کی خبریں ہیں قیامت میں سب اللہ کو سجدہ کریں گے جو نہیں کرسکیں گے وہ کون ہوں گے اور ان کی پشتوں کا کیا حال ہو جائے گا یہ سب غیب باتیں ہیں ان امور کی خبر علم غیب ہے اور یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: سورۃ والنازعات

حدثنا احمد بن المقدام حدثنا الفضیل بن سلیمان حدثنا ابو حازم حدثنا سهل بن سعد قال رایت رسول اللہ ﷺ قال باصبعیه هکذا بالوسطے والتی تلی الابهام بعثت انا والساعة کهاتین۔ حدیث (142)

سهل بن سعد نے کہا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بیچ کی انگلی اور جو انگوٹھے کے پاس والی انگلی ہے کے اشارے سے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔

تشریح:۔ یعنی جس طرح وسطی اور سبابہ دونوں انگلیوں کے درمیان نہایت ہی

کم فاصلہ ہے میرے اور قیامت میں اس طرح اتصال ہے اور وہ یہ کہ قیامت نہایت تیزی سے قریب آرہی ہے جبکہ اس کے اشراط رونما ہورہے ہیں قیامت آنے والی ہے؟ کب آئے گی؟ اس کا فاصلہ کتنا ہے؟ یہ سب غیب کی باتیں ہیں اور ان کی خبر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم ہے۔

باب: سورۃ عبس

حدثنا ادم قال حدثنا شعبة قال حدثنا قتادة قال سمعت زرارة ابن اوفي يحدث عن سعد بن هشام عن عائشة عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل الذي يقراء القران وهو حافظ له مع السفرة الكرام و مثل الذي يقراء وهو يتعاهده وهو عليه شديد فله اجران۔ حدیث (143)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ وہ اسے یاد ہے سفر کرام کی طرح یعنی وہ مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے حالانکہ وہ اس پر یاد کرنا دشوار ہے اس کو دو ثواب ہیں (ایک ثواب مشقت کا دوسرا قراٰت کا ثواب) (بعض نے کہا لفظ مثل زائد ہے)

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ کس کو کتنا ثواب عطا فرمارہا ہے اور اس ثواب کی وجہ کیا ہے؟ یعنی کس وجہ سے ثواب عطا فرمایا ہے یہ غیب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ثواب وعتاب کو جانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

باب: ویل للمطففین

حدثنا ابراهيم بن المنذر قال حدثنا معن قال مالك عن نافع عن

عبداللہ بن عمر ان النبی ﷺ قال یوم یقوم الناس لرب العلمین حتی
بغیب احدھم فی رشحه الی انصاف اذنیه۔ حدیث(144)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
قیامت کے دن لوگ اللہ کے حضور کھڑے ہونگے جبکہ ان میں سے ایک اپنے نصف
کان تک اپنے پسینہ میں غائب ہوگا۔

تشریح :۔ قیامت کے روز لوگ اس کے خوف سے لرزاں ہوں گے اور
گھبراہٹ سے ان سے پسینہ جاری ہوگا جو ان میں سے کسی ایک کے کان کی لو تک
پہنچے گا۔ یہ دہشت اس لیے ہوگی کہ کم تولنا سخت گناہ ہے جس کے باعث وہ رب
العالمین کے حضور عاجزی کریں گے اور پسینہ پسینہ ہو جائیں گے حتیٰ کہ اس میں ان
کے جسم غائب ہو جائیں گے۔ قیامت کے دن لوگوں کا کیا حال ہوگا گناہ گاروں کا کیا
حال ہوگا اور کس گناہ کی وجہ سے ہوگا یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: لاتاذن المرأة فی بیت زوجها الا باذنه

حدثنا مسدد قال حدثنا اسمعیل قال اخبرنا التیمی عن ابی عثمان
عن اسامة عن النبی ﷺ قال قمت علی باب الجنة فکان عامة من دخلها
المساکین واصحاب الجد محبوسون غیران اصحاب النار قد امربهم الی
النار ۶ قمت علی باب النار فاذا عامة من دخلها النساء۔ حدیث(145)

باب: عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو بیشتر لوگ جو اس میں آئے تھے وہ مساکین تھے اور مالدار لوگ بہشت کے دروازے پر روکے گئے تھے لیکن دوزخیوں کو آگ میں جانے کا حکم دیا گیا اور میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں عموماً عورتیں آئی ہوئی تھیں۔

تشریح:۔ حدیث پاک ہے علماء حضرات تشریف فرما ہیں ان سے پوچھیے سرکار کیا فرماتے ہیں کہ میں جنت میں داخل ہوا تو ''فاذا اکثر اھلھا الفقرآء'' جنت کی اکثریت فقیروں پر مشتمل تھی غریب لوگوں پر مزدور لوگوں پر، کاشت کار، مشقت اٹھانے والے لوگوں پر مشتمل تھی وڈیرے اور خوشحال لوگ تھوڑے اور غریب زیادہ تھے تو سرکار تو معراج کی رات تشریف لے گئے اس وقت تو نہ جنتی جنت میں داخل ہوئے تھے نہ ہی پھر انہیں جنت میں دیکھا جا سکتا تھا تو پھر یہ کیسے فرمایا اکثر اھلھا الفقرآء ''اس کی اکثریت فقیروں اور درویشوں پر مشتمل تھی پتہ چلا سرکار کو یہ خالی جنت نہیں دکھلائی گئی مکان خالی پڑے ہوں ویران ہوں آبادی کی کوئی صورت نہ ہو بلکہ قیامت کے بعد جن لوگوں کے ساتھ اس جنت نے آباد ہونا ہے ان سمیت اللہ رب العزت نے جنت آپ کے سامنے کی ہے۔

باب: الغیرۃ

حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ عن مالك عن هشام عن ابیه عن عائشة ان

رسول اللہ ﷺ قال یا امة محمد ما احد اغیر من اللہ ان یری عبده او امته یزنی یا امة محمد لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا۔ حدیث(146)

عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول ﷺ نے فرمایا اے محمد ''ﷺ'' کی امت کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیور نہیں کہ وہ اپنے بندے یا لونڈی کو زنا کرتے دیکھے۔ اے محمد! ﷺ کی امت اگر تم وہ معلوم کرلو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روتے رہو!

تشریح:۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا میں زناء کی نحوست اور اس کی بری عاقبت جانتا ہوں اور آخرت کے احوال واہوال میرے پیش نظر ہیں اگر تمہیں ان کی اطلاع ہو تو ہر وقت روتے رہو اور کبھی تمہیں ہنسنا نصیب نہ ہو مگر گاہے بگاہے۔ عذاب پوشیدہ چیز ہے اور کس بنا پر دیا جارہا ہے اس کا علم ہونا اور خبر دینا حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: من اکتوی اوکوی غیرہ وفضل من یکتو

حدثنا عمران بن میسرة حدثنا ابن فضیل قال حدثنا حصین عن عامر عن عمران بن حصین قال لا رقیة الا من عین او حمة فذکرته لسعید بن جبیر فقال حدثنا ابن عباس فقال قال رسول اللہ ﷺ عرضت علی الامم فجعل النبی والنبیان یمرون معهم الرهط والنبی لیس معه احد حتی رفع لی سواد عظیم قلت ما هذا امتی هذه قیل بل هذا موسی وقومه قیل انظر الی الافق فاذا سواد یملأ الافق ثم قیل لی انظر هٰهنا و هٰهنا فی افاق السمآء فاذا سواد قد ملأ الافق قیل هذه امتك ویدخل الجنة من هؤلاء

سبعون الفا بغیر حساب ثم دخل ولم یبین لھم فافاض القوم وقالوا نحن الذین امنا باللہ واتبعنا رسولہ فنحن ھم او اولادنا الذین ولدوا فی الاسلام فانا ولدنا فی الجاھلیۃ فبلغ النبی ﷺ فخرج فقال ھم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون ولا یکتوون و علی ربھم یتوکلون فقال عکاشۃ بن محصن امنھم انا یارسول اللہ قال نعم فقام اخر فقال امنھم انا فقال سبقك بھا عکاشۃ۔

باب: جس نے خود کو داغا یا غیر کو داغا اور اس شخص کی فضیلت جو داغ نہ لگوائے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا دم نہیں مگر بد اور بچھوے کے زہر کے لیے ہے۔ میں نے سعید بن جبیر سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ساری امتیں میرے سامنے پیش کی گئیں تو ایک نبی اور دو نبی گزرنے لگے ان کے ساتھ لوگوں کے گروہ گزرتے تھے اور بعض وہ نبی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہاں تک میرے آگے عظیم جماعت ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا یہ عظیم جماعت کیسی ہے کیا یہ میری امت ہے؟ تو کہا گیا بلکہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ مجھے کہا گیا آپ افق کی طرف نگاہ اٹھائیں تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم ترین جماعت ہے جس نے آسمان کے کنارے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا آسمان کے کناروں میں ادھر ادھر نگاہ اٹھائیں میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم ترین ہجوم نے آفاق کو بھرا ہوا ہے کہا گیا یہ آپ کی امت ہے ان میں سے ستر ہزار حساب و کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہونگے۔ پھر حضور حجرے میں تشریف لائے

اور یہ بیان نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں پس ہم باہم مشغول ہو گئے اور کہا وہ ہم لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کریم ﷺ کی اتباع کی ہے پس وہ لوگ ہم ہیں یا ہماری اولادیں ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے ہیں، کیونکہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو جاہلیت کے دم نہیں کرتے نہ بدفالی کرتے ہیں اور نہ ہی داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ عکاشہ بن محصن نے کہا یارسول اللہ ﷺ! کیا میں ان میں سے ہوں؟ فرمایا ہاں تم ان سے ہو" پھر دوسرا آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یارسول اللہ! کیا میں ان سے ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس بات میں عکاشہ تم پر سبقت لے گئے ہیں۔

تشریح:۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالی سے مخلوق کو اخبار غیب سے مطلع کرے تو جس نبی کے ہمراہ کوئی نہ ہوگا، اس پر یہ تعریف کیسے صادق آئے گی اس کا جواب یہ ہے کہ نبی لوگوں کو خبریں سناتے ہیں لیکن بعض اوقات ان پر کوئی ایمان نہیں لاتا، حالانکہ نبی کے ہمراہ صرف مؤمن ہی ہوتا ہے، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا اصحاب معاصی اور اصحاب مظالم بھی جنت میں بغیر حساب داخل ہونگے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور اوصاف پر مشتمل لوگ ان کی برکت سے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔ واللہ اعلم! کس کس نبی کے ساتھ کتنی کتنی ان کی امت ہوگی اور وہ جنت میں داخل ہونگے۔ کتنے لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔ یہ معاملات ابھی ہونے والے ہیں اور آپ ﷺ ان کی پہلے سے خبریں دے رہے ہیں یہ نبی کریم ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: من جر ثوبه من الخیلاء

حدثنا ادم قال حدثنا شعبة قال حدثنا محمد ابن زیاد قال سمعت اباھریرۃ یقول قال النبی ﷺ او قال ابو القسم ﷺ بینما رجل یمشی فی خلة تعجبه نفسه مرجل جمته اذخسف اللّٰه به فهو یتجلجل الی یوم القیمة۔

حدیث (148)

باب: جس نے غرور سے کپڑا گھسیٹا۔

محمد بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم یا ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ ایک آدمی حلہ (بڑی چادر) پہنے ہوئے اور بالوں کو کنگھی کئے ہوئے فخر سے چل رہا تھا کہ اچانک اللہ تعالی نے اس کو زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک دھنستا رہے گا۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کو زمین میں دھنسا دیا گیا اس کو کیوں دھنسایا گیا کب تک دھنستا رہے گا یہ سب بتایا سزا غیب ہے کس وجہ سے سزا دی گئی غیب ہے کب تک سزا ملے گی یہ سب غیب ہیں اور ان غیب کی خبروں کی خبر دینا حضور ﷺ کا علم غیب ہے

باب: لم یکن النبی ﷺ فاحشا ولا متفحشا

حدثنا عمرو بن عیسی قال حدثنا مضمد بن سوآء قال حدثنا روح بن القاسم عن محمد ابن المنکدر عن عروۃ عن عائشة ان رجلا استاذن

علی النبی ﷺ فلما راٰہ قال بئس اخو العشیرۃ و بئس ابن العشیرۃ فلما جلس تطلق النبی ﷺ فی وجھہ وانبسط الیہ فلما انطلق الرجل قالت لہ عائشۃ یارسول اللہ حین رایت الرجل قلت لہ کذا و کذا ثم تطلقت فی وجھہ وانبسطت الیہ فقال رسول اللہ ﷺ یا عائشۃ متی عاھدتنی فحاشا ان شر الناس عنداللہ منزلۃ یوم القیمۃ من ترکہ الناس اتقآء شرہ۔

باب نبی کریم ﷺ بدگوئی کرنے والے نہیں تھے اور نہ بے ہودہ باتیں کرتے تھے۔

ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے اجازت چاہی جب حضور نے اس کو دیکھا تو فرمایا یہ شخص قبیلے کا برا بھائی اور قبیلے کا برا بیٹا ہے جب وہ بیٹھ گیا تو حضور اس کو خندہ پیشانی اور کشادہ چہرہ سے ملے جب وہ چلا گیا تو ام المؤمنین نے حضور سے عرض کیا یارسول اللہ جب آپ نے اس آدمی کو دیکھا تھا تو اسے ایسا ایسا فرمایا تھا پھر اسے خندہ پیشانی اور کشادہ چہرہ سے پیش آئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ تو نے مجھے بدگو کب دیکھا ہے؟ یقیناً قیامت میں اللہ تعالی کے حضور تمام لوگوں سے بدترین مقام والا وہ شخص ہوگا جس کو لوگ اس کی شرارت سے بچنے کے لیے چھوڑ دیں۔

تشریح:۔ حضور ﷺ کا فرمانا ''یہ شخص قبیلے کا برا بھائی اور قبیلے کا برا بیٹا ہے'' یہ ارشاد آپ کی نبوت اور وفور علم کی دلیل ہے، کیونکہ یہ شخص سید عالم ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا تھا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اس کو قیدی بنایا گیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص سے اس کے فحش اور بدگوئی کا خطرہ ہو اس سے حسن خلق، خندہ پیشانی اور کشادہ چہرہ ملنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص

علانیہ فاسق ہو اس کے فسق کے باعث اس کی غیبت جائز ہے یہ حدیث شریف کفار وفساق، ظالموں اور فسادی لوگوں کی غیبت کے جواز کی دلیل ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے بدترین مقام والا کون شخص ہوگا اس کا بیان فرمانا حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: حق الضیف

حدثنا اسحق بن منصور قال اخبرنا روح بن عبادة قال حدثنا حسين عن يحيي بن ابى كثير عن ابى سلمة ابن عبدالرحمن عن عبدالله بن عمرو قال دخل على رسول الله ﷺ فقال الم اخبر انك تقوم الليل و تصوم النهار قلت بلى قال فلا تفعل قم و نم و صم و افطر فان لجسدك عليك حقا وان لعينك عليك حقا و ان لزورك عليك حقا و ان لزوجك عليك حقا وانك عسى ان يطول بك عمرو ان من حسبك ان تصوم من كل شهر ثلاثة ايام فان بكل حسنة عشر امثالها فذلك الدهر كله قال فشددت فشدد على قلت اطيق غير ذلك قال فصم من كل جمعة ثلثة ايام فشددت فشدد على قلت فاني اطيق غير ذلك قال فصم صوم نبي الله داؤد قلت و ماصوم نبي الله داؤد قال نصف الدهر قال ابوعبدالله يقال زور و هؤلآء زور و ضيف و معناه اضيافه و زواره لانها مصدر مثل قوم رضي و مقنع و عدل يقال ماء غور و بئر غور وماء ان غور و مياه غور و يقال الغور الغائر لا تناله الدلاء كل شئي غرت فيه فهو مغارة تزاور تميل من الزور

والازور الامیل۔

باب: مہمان کا حق

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا مجھے خبر نہیں دی گئی کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو اور دن میں روزے سے ہوتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں (میں رات بھر نماز پڑھتا ہوں اور دن میں روزہ سے ہوتا ہوں) فرمایا ایسا نہ کرو نماز پڑھو اور آرام بھی کرو۔ روزہ رکھو اور افطار بھی کرو بے شک تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے یقیناً تمہاری عمر لمبی ہوگی (لہذا ضعیف ہو جاؤ گے اور ان اعمال پر ہیشگی نہ کر سکو گے) بہتر عمل یہ ہے کہ ہمیشہ کرو اگرچہ تھوڑا ہو) تمہیں یہی کافی ہے کہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھے، کیونکہ ہر نیکی کے عوض اس کی دس مثلیں ثواب ہے۔ یہ سارے سال کے روزے ہیں۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنی جان پر سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں فرمایا اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے سے روزے رکھو! میں نے عرض کیا نبی داؤد علیہ السلام کے روزے کیسے تھے؟ فرمایا نصف سال (یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار یہ صوم دہر ہے۔

تشریح:۔ کس کی کتنی عمر ہے کون کتنا عمل کر سکتا ہے یہ چھپے ہوئے امور ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا یقیناً تمہاری عمر لمبی ہوگی (اعمال پر ہیشگی نہ کر سکو گے) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی عمر لمبی ہوئی ۳ے میں ابن زبیر کے قتل کے تین مہینہ بعد وفات پائی۔

باب: یدعی الناس بآبائھم

حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن عبیداللہ عن نافع ابن عمر عن النبی ﷺ قال ان الغادر یرفع لہ لواء یوم القیمۃ یقال ھذہ غدرۃ فلان بن فلان۔ حدیث (151)

باب: قیامت میں لوگوں کو ان کے باپوں کے ناموں سے بلایا جائے گا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن غدر کرنے والے کے لئے جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کے غدر کا نشان ہے۔

تشریح:۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر گناہ گار کے لیے جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا، چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے "یعرف المجرمون بسیماھم" مجرم اور گناہ گار لوگ اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عہد شکن کے لیے جھنڈا ہوگا لہذا متعدد عہد شکنیوں کے سبب متعدد جھنڈے گاڑے جائیں گے۔ یہ قیامت کی خبریں ہیں قیامت ابھی آنے والی ہے اور غیب ہے اور حضور ﷺ کا علم غیب شریف ہے۔

باب: علامات الحب فی اللہ

حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا جریر عن الاعمش عن ابی وائل قال قال عبداللہ بن مسعود جاء رجل الی رسول اللہ ﷺ فقال یارسول اللہ کیف تقول فی رجل احب قوما ولما یلحق بھم فقال رسول اللہ ﷺ المرء مع من احب تابعہ جریر بن حازم و سلیمن بن قرم و ابوعوانة عن الاعمش عن ابی وائل عن عبداللہ عن النبی ﷺ ۔ حدیث (152)

باب: اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ آپ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو لوگوں سے محبت کرتا ہے اور ان سے لاحق نہیں ہوا (ان سے ملا نہیں) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان ان کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہوگا (اگرچہ عمل اور فضیلت میں ان سے ملا نہ ہوگا) جریر بن حازم، سلیمان بن قرم اور ابوعوانہ نے اعمش سے روایت کرنے میں جریر بن عبدالحمید کی متابعت کی۔

تشریح:۔ انسان قیامت کے دن کس کے ساتھ ہوگا یہ فعل چھپا ہوا ہے اور ابھی واقعہ بھی نہیں ہوا اور حضور ﷺ اس کی خبر ابھی سے دے رہے ہیں اور آپ ﷺ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں بلکہ اس کو جواب دیا۔ معلوم ہوا حضور ﷺ کو علم ما کان و ما یکون دیا گیا ہے۔

باب: فضل ذکر اللہ تعالیٰ

حدثنا قتیبتہ بن سعید قال حدثنا جریر عن الاعمش عن ابی صالح

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله ملئكة هطوفون فی الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا قوما يذكرون الله تنادوا هلموا الى حاجتكم فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا قال فيسئلهم ربهم وهو اعلم منهم ما يقول عبادى قالوا يقولون يسبحونك و يكبرونك و يحمدونك و يمجدونك قال فيقول هل راونی قال فيقولون لا والله ما راوك قال فيقول كيف لو راونی قال يقولون لو راوك كانوا اشدلك عبادة واشدلك تمجيدا واكثر لك تسبيحا قال يقول فما يسئلون قالوا يسئلونك الجنة قال يقول و هل راوها قال يقولو ن لا والله يا رب ما راوها قال يقول فكيف لو انهم راوها قال يقولون لو انهم راوها كانوا اشد عليها حرصا واشد لها طلبا واعظم فيها رغبة قال فمم يتعوذون قال يقولون من النار قال يقول وهل راوها قال يقولون لا والله يارب ما راوها قال يقول فكيف لو راوها قال فيقولون لو راوها كانوا اشد منها فرارا او اشد لها مخافة قال فيقول فانی اشهدكم انی قد غفرت لهم قال يقول ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا يشقى جليسهم رواه شعبة عن الاعمش ولم يرفعه و رواه سهيل عن ابيه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ حدیث (153)

باب: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے

فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے ہیں وہ ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں جب لوگوں کو ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو آوازیں دیتے ہیں کہ اپنی حاجت کی طرف آ جاؤ اور ذاکرین کو پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں راوی نے کہا اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے" وہ تیری تعریف کرتے ہیں تیری بڑھائی بیان کرتے ہیں تیری بزرگی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں اللہ کی قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا اللہ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا حال کیسا ہوگا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو عبادت اور زیادہ کریں اور تیری بزرگی اور پاکدامنی بہت زیادہ بیان کریں۔ راوی نے کہا اللہ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا سوال کرتے تھے، کہا وہ تجھ سے جنت کا سوال کرتے تھے۔ اللہ فرماتا ہے انہوں نے جنت دیکھی ہے فرشتے کہتے ہیں بخدا ہمارے پروردگار انہوں نے جنت نہیں دیکھی اللہ فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا حال کیسا ہوگا وہ کہتے ہیں اگر وہ جنت دیکھ لیں تو وہ اس کی اور زیادہ حرص کریں گے اور اس کی طلب میں اضافہ کریں گے اور اس میں رغبت بہت زیادہ کریں گے اللہ فرماتا ہے وہ کس سے پناہ چاہتے ہیں فرشتے کہتے ہیں وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں اللہ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں اللہ کی قسم انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا، فرمایا اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کا حال کیسا ہوگا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اس سے بہت دور بھاگیں اور اس سے بہت ڈریں راوی نے کہا اللہ فرماتا ہے اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ذکر کرنے والوں کو بخش دیا راوی نے کہا

فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے کہا حاجت کے لیے آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے وہ لوگ ذکر کرنے بیٹھے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ اس شعبہ نے اعمش سے روایت کی اور اسے مرفوع نہ کیا۔ سہیل نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی روایت کی ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث میں کئی علم غیب بیان ہوئے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کے فرشتے راستوں میں پھرتے ہیں۔ ا۔ وہ ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ ۲۔ ذاکرین کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں۔ ۳۔ ذکر والوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ ۵:۔ اللہ بار بار فرشتوں سے کیا پوچھتا ہے اور فرشتے کیا جواب دیتے ہیں۔ ۶:۔ ذکر کرنے والوں کو اللہ بخش دیتا ہے۔ ۷:۔ ذاکرین کے پاس بیٹھنے والا بھی بخشا جاتا ہے۔

یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: ما یحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها

حدثنا اسمعيل قال حدثني ملك عن زيد ابن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد قال قال رسول الله ﷺ ان اكبر ما اخاف عليكم ما يخرج الله لكم من بركات الارض قيل ما بركات الارض قال زهرة الدنيا فقال له رجل هل ياتي الخير بالشر فصمت النبي ﷺ حتى ظننا انه ينزل عليه ثم جعل يمسح عن جبينه قال اين السائل قال انا قال ابوسعيد لقد حمدناه حين طلع ذلك قال لا ياتي الخير الا بالخير ان هذاالمال خضرة

حلوۃ و ان کل ما انبت الربیع یقتل حبطا او یلم الا اکلۃ الخضرۃ تاکل
حتی اذا امتدت خاصرتاھا استقبلت الشمس فاجترت وثلطت و بالت ثم عادت
فاکلت وان ھذاالمال حلوۃ من اخذہ بحقہ ووضعہ فی حقہ فنعم المونۃ وھو
ومن اخذہ بغیر حقہ کان کالذی یاکل ولا یشبع حدیث(154)

باب: دنیا کی زینت اور اس میں رغبت کرنے سے پرہیز کیا جائے

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تم پر زیادہ خوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے زمین کی برکتیں ظاہر کر دیگا۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ زمین کی برکتیں کیا ہیں؟ فرمایا دنیا کی زینت تر و تازگی ایک آدمی نے عرض کیا کیا خیر شر کو لائے گی؟ (خیر کے بعد شر آئے گی) جناب رسول اللہ ﷺ کچھ دیر خاموش ہوئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے پھر آپ پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا جی میں حاضر ہوں۔ ابو سعید نے کہا جب وہ شخص ظاہر ہوا تو ہم نے اس کی تعریف کی سید عالم ﷺ نے فرمایا خیر خیر کو ہی لاتی ہے بیشک بہت مال سرسبز، شاداب اور میٹھے گھاس کی طرح ہے جو کچھ موسم ربیع اگاتا ہے وہ زیادہ کھانے والے چارپائے کو ہلاک کر دیتا ہے یا وہ ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے مگر سبزہ کو کھانے والا جو اس کو کھائے حتی کہ اس کی دونوں طرفیں دراز ہو جائیں (پیٹ بھر جائے) سورج کے سامنے آئے اور جگالی کرے اور لید و پیشاب کرے پھر لوٹے اور کھائے بے شک یہ مال میٹھا اور لذیذ ہے جو کوئی اس کو اپنے حق کے ساتھ لے اور اس کو اپنے حق میں صرف کرلے تو یہ مال بہترین مددگار

ہے اور جو کوئی اس کو بغیر حق کے لے وہ اس چوپائے کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں کئی غیب کی خبریں دی ہیں۔ ۱:۔ اللہ تعالیٰ تم پر زمین کی برکتیں ظاہر کردیگا۔ ۲:۔ زمین کی برکتیں، دنیا کی زینت تروتازگی۔ ۳:۔ سائل کے سوال کیا خیر شر کو لائے گی؟ فرمایا خیر خیر ہی کو لاتی ہے۔ حضور ﷺ آنے والے اور گزشتہ زمانے کا حال جانتے ہیں۔

باب: الخوف من اللہ

حدثنا عثمان ابن ابی شیبة قال حدثنا جریر عن منصور عن ربعی عن حذیفة عن النبی ﷺ قال کان رجل ممن قبلکم یسئی الظن بعمله فقال لاهله اذا انا مت فخذونی فذرنی فی البحر فی یوم صائف ففعلوا به فجمعه الله و قال ما حملك علی الذی صنعت قال ما حملنی الا مخافتك فغفرله۔

حدیث (155)

باب: اللہ تعالیٰ کا خوف

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا جس کا اپنے عمل میں بہت برا گمان تھا اس نے اپنے گھر والوں سے کہا جب میں مروں تو مجھے پکڑ کر سخت گرمی کے دن سمندر میں بہادو انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذرات جمع کیے پھر فرمایا اس فعل کی تجھے کس نے ترغیب دی ہے جو تو نے کیا ہے اس نے کہا اس پر مجھ کو صرف تیرے خوف نے ابھارا ہے تو اللہ

تعالی نے اس کو بخش دیا۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں پہلوں میں سے ایک آدمی کی خبر دی۔ جب وہ آدمی مرنے لگا تو اپنے بیٹوں کو کیا وصیت کی، اس کے اعمال کیسے تھے۔ اس آدمی کے مرنے کے بعد اس کے بیٹوں نے کیا کیا، پھر اللہ نے کیا فرمایا اور اس نے اللہ کی بارگاہ میں کیا جواب دیا پھر اللہ نے اس آدمی کے ساتھ کیا معاملہ کیا یہ سب غیب کی باتیں ہیں۔ اور حضور ﷺ کا علم غیب شریف ہے۔

باب: حجبت النار بالشھوات

حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالك عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال حجبت النار بالشهوات و حجبت الجنة بالمكاره۔ حدیث (156)

باب: دوزخ شہوات سے ڈھانپی گئی ہے۔

ابو ہریرہ رضی للہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخ شہوات سے پوشیدہ کی گئی ہے اور جنت مکروہات سے ڈھانپی گئی ہے" (یعنی شہوات کا ارتکاب کر کے دوزخ میں پہنچ جاتا ہے اور مکروہات اور امور شاقہ برداشت کر کے جنت میں جاتے ہیں)

تشریح:۔ دوزخ کس سے ڈھانپی گئی ہے اور جنت کس سے ڈھانپی گئی ہے یہ غیب ہے اور نبی کریم ﷺ کا ان کی خبر دینا حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: رفع الامانة

حدثنا محمد بن كثير قال اخبرنا سفيان قال اخبرنا الاعمش عن

زيد بن وهب قال حدثنا حذيفة قال حدثنا رسول الله ﷺ حديثين رأيت احدهما وانا انتظر الاخر حدثنا ان الامانة نزلت في جذر قلوب الرجال ثم علموا من القران ثم علموا من السنة و حدثنا عن رفعها قال ينام الرجل النومة فتقبض الامانة من قبله فيظل اثرها مثل اثر الوكت ثم ينام النومة فتقبض فيبقى اثرها مثل المجل كجمرد حرجته على رجلك فنفظ افتراه منتبرا وليس فيه شئي فيصبح الناس يتبايعون ولا يكاد احد يؤدي الامانة فيقال ان في بني فلان رجلا امينا ويقال للرجل ما اعقله وما اظرفه وما اجلده وما في قلبه مثقال حبة خردل من ايمان ولقد اتى على زمان ولا ابالي ايكم بايعت لئن كان مسلما رده على الاسلام وان نصرانيا رده على ساعيه فاما اليوم فما كنت ابايع الا فلانا و فلانا۔ حدیث (157)

باب: امانت کا اٹھ جانا

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں ایک میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ حضور نے فرمایا امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں نازل ہوئی پھر انہوں نے قرآن سے معلوم کیا پھر سرور کائنات ﷺ کے فرمان سے جانا کہ ''امانت کی حفاظت کرنا چاہیئے'' اور ہم سے اس کے اٹھ جانے کی حدیث بیان فرمائی، چنانچہ فرمایا آدمی ایک بار سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھ جائے گی (غافل ہو جائے گی اور دیکھے گا کہ اس کے دل میں امانت نہیں) اور اس کا دھندلا سا نشان باقی رہے گا۔ پھر سوئے گا اور امانت اٹھالی جائے گی

تو اس کا نشان آبلہ کی طرح باقی رہے گا جیسے تو کوئلہ کو اپنے پاؤں پر لڑھکائے اور وہ پھول جائے تو اس کو ابھرتے دیکھے گا، حالانکہ اس میں کچھ نہیں۔ لوگ صبح کو خرید و فروخت کریں گے اور کوئی بھی امانت ادا کرنے والا نہ ہوگا۔ پس کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار آدمی ہے اس کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ کس قدر عقلمند ہے اور کس قدر خوش طبع ہے اور کس قدر کریم ہے، حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کی مقدار ایمان نہ ہوگا، حذیفہ نے کہا مجھ پر ایک زمانہ گزرا ہے میں یہ پرواہ نہ کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کروں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کی مسلمانی اسے میری طرف رد کرتی اور اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کے مددگار میری طرف امانت واپس کرتے اور آجکل یہ حال ہے کہ میں صرف فلاں فلاں سے خرید و فروخت کروں گا۔

تشریح:۔ سید عالم ﷺ نے امانت کے اٹھائے جانے کی تفصیل بیان فرمائی کہ آدمی ایک بار نیند کرے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی پھر آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں سے اٹھتی رہے گی اور ان کے دلوں میں دین و اسلام کی اہمیت نہ رہے گی تو اس کا اثر اور نشان بے رنگ نقطہ کی طرح ہو جائے گا۔ پھر دوسری بار سوئے گا تو اس کا نشان آگ کے کوئلہ کی طرح ہو جائے گا جس کو تو پاؤں پر چلائے تو وہ ابھرنے لگے اور آبلے سے بن جائیں جو اندر سے خالی ہوتے ہیں یعنی دل امانت سے خالی ہو جائے گا۔ جبکہ آہستہ آہستہ اس سے امانت نکلتی رہے گی جب تھوڑی سی رہ زائل ہوگی تو اس کا نور جاتا رہے گا اور بے رنگ نقطہ کی طرح ظلمت سی رہ جائے گی جب اور بھی زائل ہوگی تو آبلہ کی طرح رہ جائے گی۔ دل میں اس کے ثابت ہونے کے بعد اس کے ازالہ کو کوئلہ سے تشبیہ دی جس کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ تو اس پر چھالے سے بن

جاتے ہیں۔ اس وقت لوگ خرید و فروخت کریں گے مگر ان میں کوئی امانتدار نہ ہوگا۔ امانت کس طرح اٹھائی جائے گی اس کی علامتیں کیا ہونگی یہ حضور ﷺ کا علم غیب شریف ہے اور یہ بھی کہ کس کے دل میں کیا ہے کتنا ایمان ہے نبی کریم ﷺ سب جانتے ہیں۔

قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة کھاتین وما امر الساعة الا کلمح البصر حدثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابوالزناد عن عبدالرحمن عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال تقوم الساعة حتی تطلع الشمس من مغربها فاذاطلعت و راها الناس امنوا اجمعون فذلك لاینفع نفسا ایمانها لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا ولتقو من الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بینهما فلا یتبایعانه ولا یطویانه ولتقو من الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا یطعمه ولتقو من الساعة وهو یلط حوضه فلا یسقی فیه ولتقو من الساعة وقد رفع اکلته الی فیه فلا یطعمها۔ حدیث (158)

باب: سید عالم ﷺ کا ارشاد! میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں اور قیامت کا معاملہ آنکھ جھپکنے کی طرح ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع گا پس جس وقت مغرب کی جانب سے طلوع کرے گا جب اس کو لوگ دیکھیں گے کہ "سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوا ہے" تو تمام لوگ ایمان لائیں گے یہ وہ وقت ہے کہ کسی نفس کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دیگا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں نیکی

کسب کی ہو، البتہ قیامت قائم ہو گی، حالانکہ دو شخصوں نے اپنا کپڑا کھولا ہو گا اس کی بیع پوری نہ کر سکیں گے اور نہ ہی اس کو لپیٹ سکیں گے" فوراً قیامت قائم ہو جائے گی" اور قیامت قائم ہوگی، حالانکہ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر فارغ ہو گا اور اس کو پی نہ سکے گا" البتہ قیامت قائم نہ ہو گی، حالانکہ آدمی اپنا حوض تیار کرتا ہو گا اور اس سے پانی نہ پی سکے گا، البتہ قیامت قائم ہوگی، حالانکہ اپنے منہ کی طرف لقمہ اٹھا رہا ہو گا اور وہ اس کو کھا نہیں سکے گا" قیامت کے خوف سے"۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ قیامت کی نشانیاں بھی جانتے ہیں اور قیامت کے بارے میں بھی جانتے ہیں اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں۔

ا:۔قرب قیامت میں سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔

۲:۔اس کو دیکھ کر لوگ ایمان لے آئیں گے جو قبول نہ ہو گا

۳:۔قیامت قائم ہوگی، آدمی شخصوں نے کپڑا کھولا ہو گا اس کی بیع بھی نہ کر سکیں گے۔

۴:۔قیامت قائم ہوگی، آدمی اونٹنی کا دودھ نہ دوہ سکے گا اور نہ ہی پی سکے گا۔

۵:۔قیامت قائم ہوگی، آدمی حوض تیار کرکے اس سے پانی بھی نہ پی سکے گا۔

۶:۔قیامت قائم ہوگی، اپنے منہ کی طرف لقمہ اٹھا رہا ہو گا اور کھا نہیں سکے گا۔

"قیامت کے خوف سے"

یہ سب آنے والے وقت کی خبریں ہیں وہ وقت ابھی آیا نہیں اور آپ ﷺ پہلے سے ہی اس کی ٹھیک ٹھیک نشانیاں بیان فرما رہے ہیں اور یہ آپ کا کھلا علم غیب شریف ہے۔

باب: يقبض الله الارض

حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن خالد عن سعيد بن ابى

هلال عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید ن الخدری قال النبی ﷺ تکون الارض یوم القیمة خبزة واحدة یتکفأها الجبار بیده کما یتکفأ احدکم خبزته فی السفر نزلا لاهل الجنة فاتی رجل من الیهود فقال بارك الرحمن علیك یا اباالقاسم الااخبرك بنزل اهل الجنة یوم القیمة قال بلی تکون الارض خبزة واحدة کما قال النبی ﷺ فنظر النبی ﷺ الینا ثم ضحك حتی بدت نواجذہ ثم قال الا اخبرك بادامهم قال ادامهم بالام و نون قالوا و ماهذا قال ثور و نون یاکل من زائدة کبدهما سبعون الفا۔ حدیث (159)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی۔ اس کو اللہ تعالی جنتیوں کی مہمانی کے لیے اپنی قدرت کے ہاتھ سے الٹ پلٹ کرے گا جیسے تم میں سے کوئی سفر میں روٹی بناتا ہے ایک یہودی آیا اور کہا "اے ابا القاسم رحمن آپ پر برکت نازل کرے (تم پر مہربانی کرے) کیا میں آپ کو قیامت میں جنتیوں کی مہمانی کی خبر نہ دوں؟ فرمایا کیوں نہیں "ضرور خبر دو" اس نے کہا زمین ایک روٹی ہوگی جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا" وہی بیان کیا" نبی کریم ﷺ نے ہماری طرف دیکھا پھر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوئے۔ پھر فرمایا کہ میں تمہیں جنتیوں کے سالن کی خبر نہ دوں؟ فرمایا ان کا سالن بالام اور نون ہے صحابہ نے عرض کیا یہ کیا ہے فرمایا: بیل اور مچھلی جن کے جگر کے ٹکڑے ستر ہزار آدمی کھائیں گے۔

تشریح:۔ یعنی دنیا کی زمین روٹی کی مانند ہوگی جس کو تنور میں تیار کیا جاتا ہے اللہ تعالی اس کو قدرت کاملہ کے ہاتھوں میں ایسا پھیرے گا جیسے آٹے کا پیڑا ہاتھوں

میں پھیر کر روٹی بنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالی زمین کو بہت بڑی روٹی کی طرح کرے گا جیسے مسافر لوگ سفر میں روٹی پکاتے ہیں تاکہ مومن اپنے قدموں کے نیچے سے کھاتا رہے حتی کہ حساب وکتاب سے فراغت ہو جائے یہ مہمانی ان لوگوں کے لیے کی جائے گی جو جنت کے مستحق ہونگے اور جنت میں داخل ہونے سے پہلے محشر میں کھائیں گے تا کہ اتنی لمبی مدت میں انہیں بھوک کے باعث تکلیف نہ ہو۔ اللہ تعالی قادر کریم ہے کہ اتنی بڑی زمین کو قدرت کے ہاتھوں روٹی بنانے کی طرح ادھر ادھر الٹ پلٹ کرے اور اس کو طعام بنا دے۔ قیامت والے دن اللہ تعالی زمین سے کیا معاملہ کرے گا اور کس لیے کرے گا یہ چھپی ہوئی اور ابھی ہونے والے واقعات ہیں اور نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری زندگی میں ہی ان کی خبر دے رہے ہیں۔

باب: کیف الحشر

حدثنا معلی بن اسد حدثنا وهیب عن ابن طاؤس عن ابیه عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یحشر الناس یوم القیامة علی ثلث طرائق راغبین وراهبین واثنان علی بعیر وثلثة علی بعیر واربعة علی بعیر وعشیرة علی بعیر و تحشر بقیتهم النار تقیل معهم حیث قالوا و تبیت معهم حیث باتوا وتصبح معهم حیث اصبحوا و تمسی معهم حیث امسوا۔ حدیث(160)

باب: حشر کیسے ہوگا؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین طریقوں پر جمع ہونگے۔ ایک قسم رغبت کرنے والے اور ڈرنے والے

ہونگے۔ دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو ایک اونٹ پر دو ایک پر تین ایک پر چار اور ایک پر دس آدمی ہونگے۔ ان کے علاوہ باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی وہ ان کے ساتھ لیٹے گی جہاں وہ لیٹیں گے اور ان کے ساتھ رات رہے گی جہاں وہ رات رہیں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی جہاں وہ صبح کریں گے اور ان کے ساتھ شام کرے گی جہاں وہ شام کریں گے۔ (ان سے آگ جدا نہ ہوگی)

تشریح:۔ ان تینوں میں سے ایک فرقہ اللہ کی نعمتوں میں رغبت کرنے والے ہیں وہ سابقون ہیں۔ دوسرا فرقہ اللہ کے عذاب سے ڈرنے والے یہ عام مسلمان ہیں اور تیسرا فرقہ کافر ہیں جو اہل نار ہیں۔ دراصل عام مسلمان اور کافر دونوں اہل نار ہیں جو اونٹوں پر باری باری سوار ہونگے وہ راہبون ہیں جو اللہ کے عذاب سے ڈریں گے اور جو مخلص ہیں ان کا مقام بہت بلند ہوگا یا یہ راغبین ہیں اور جو راہبین ہیں وہ اپنے قدموں پر چلیں گے یا یہ دونوں راغبین اور راہبین ہیں یہ دونوں فرقے اونٹوں پر سوار ہونگے اور پہلے آگ سے خلاصی پائیں گے اور تیسرے وہ لوگ ہیں جو دوزخ سے خوف اور اس سے خلاصی کے امیدوار ہونگے ان میں سے راغب راہب ہیں (کرمانی) حدیث میں تینوں فرقے اہل نار ہیں ان میں سے بعض راغب ہیں جو دوزخ سے جلدی خلاصی پائیں گے اور بعض خلاصی کے امیدوار ہونگے اور بعض کافر ہیں اور اونٹوں پر سوار ہونے والے راغب اور راہب ہیں اور کافر اپنے مونہوں کے بل چلیں گے ان سے آگ کبھی جدا نہ ہوگی ان کے ساتھ ہی رہے گی جب وہ سوئیں گے تو ان کے ساتھ ہوگی ان کے ساتھ رات گزارے گی اور صبح و شام ان کے ساتھ رہے گی۔ قیامت والے دن لوگ کس کس طرح جمع ہونگے یہ غیب کی خبریں ہیں۔

حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

حدثنا عبداللہ بن محمد قال حدثنا یونس بن محمد البغدادی قال حدثنا شیبان ون قتادۃ حدثنا انس بن مالك ان رجلا قال یا نبی اللہ کیف یحشر الکافر علی وجھہ قال الیس الذی امشاہ علی الرجلین فی الدنیا قادر علی ان یمشیہ علی وجھہ یوم القیمۃ قال قتادۃ بلی وعزۃ ربنا۔ حدیث (161)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ! کافر مونہوں کے بل کیسے محشر میں چلیں گے فرمایا جس ذات ستودہ صفات نے دنیا میں ان کو دونوں پاؤں پر چلایا ہے کیا قیامت میں ان کو مونہوں کے بل چلانے پر قادر نہیں؟ قتادہ نے کہا ہاں قادر ہے ہمارے رب کی قسم۔

تشریح:۔ کافر کے منہ کے بل چلنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کو سجدہ نہیں کرتا تھا اس سبب اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس کی ذلت و رسوائی قیامت میں ظاہر کرنے کے لیے اس کو منہ کے بل چلایا جائے گا۔ یہ حقیقت پر مبنی ہے اسی لیے لوگوں نے اس چلنے پر تعجب کیا تھا اس طرح مونہوں کے بل چلنا دنیا میں بھی واقع ہوگا۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: قول اللہ تعالیٰ الا یظن اولٓئک انھم مبعوثون لیوم عظیم۔

حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ حدثنی سلیمان عن ثور بن زید عن ابی الغیث عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال یعرق الناس یوم القیمۃ حتی یذھب عرقھم فی الارض سبعین ذراعا ویلجمھم حتی یبلغ اذانھم۔ حدیث (162)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے کہ وہ عظیم دن اٹھائے جائیں گے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو پسینہ آئے گا حتی کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک پھیل جائے گا اور ان کو لگام ڈالے ہوگا حتی کہ ان کے کانوں تک پہنچے گا۔

تشریح:۔ یہ پسینہ قیامت کے دن مسلسل خوف و ہراس، سورج کی نزدیکی اور لوگوں کے ہجوم کے سبب ہوگا۔ سورج ان کو سخت گرمی پہنچائے گا وہ اپنے اعمال کے باعث پسینہ میں غرق ہونگے ان میں بعض کی کمر تک پہنچے گا بعض کے منہ کو لگام دیئے ہوگا۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: القصاص یوم القیمۃ وھی الحاقۃ

حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنی شقیق سمعت عبداللہ قال النبی ﷺ اول ما یقضی بین الناس بالدماء۔ حدیث (163)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے جس شے کا لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہیں۔

تشریح:۔ یعنی دنیا میں لوگوں کے درمیان جو اشیاء تھیں ان میں سے سب سے پہلے قصاص کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ قیامت میں لوگوں کے درمیان سب سے پہلے نماز کا

حساب لیا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں کیونکہ مخلوق کے معاملات میں سب سے پہلے قصاص کے فیصلے ہونگے اور اللہ تعالی کی عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

حد ثنا الصلت بن محمد قال حدثنا یزید بن زریع و نزعنا ما فی صدورھم من غل قال حدثنا سعید عن قتادۃ عن ابی المتوکل الناجی ان ابا سعید ن الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ یخلص المؤمنون من النار فیحبسون علی قنطرۃ بین الجنۃ والنار فیقتص لبعضھم من بعض مظالم کانت بینھم فی الدنیا حتی اذا ھذبوا و نقوا اذن لھم فی دخول الجنۃ فوالذی نفس محمد بیدہ لاحدھم اھدی بمنزلۃ فی الجنۃ منہ بمنزلہ کان فی الدنیا۔ حدیث (164)

صلت بن محمد نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا ''ہم ان کے سینوں میں سے کینہ دور کر دیں گے'' سعید نے قتادہ، ابو المتوکل ناجی کے ذریعہ روایت کی کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان ان کو روک دیا جائے گا تو ایک دوسرے کے درمیان جو دنیا میں ظلم تھے ان کا قصاص اور بدلہ لیا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ''ﷺ'' کی جان ہے ان میں سے کوئی جنت میں اپنا مقام دنیا میں اپنے گھر کی نسبت زیادہ جاننے والا ہوگا

تشریح:۔ اس حدیث میں رسول پاک ﷺ نے کئی علم غیب بیان فرمائے ہیں۔

ا:۔ مومن دوزخ سے خلاصی پائیں گے۔

۲:۔ جنت اور دوزخ کے درمیان روک دیا جائے گا۔

۳:۔ دنیا میں جو ظلم تھے ان کا قصاص اور بدلہ لیا جائے گا۔

۴:۔ پاک و صاف ہونے کے بعد انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔

۵:۔ نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا ان میں سے کوئی جنت میں اپنا مقام دنیا میں اپنے گھر کی نسبت زیادہ جاننے والا ہوگا۔

باب: کتاب القدر

حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا حماد عن عبيدالله ابن ابى بكر بن انس عن انس بن مالك عن النبى ﷺ قال وكل الله بالرحم ملكا فيقول اى رب نطفة اى رب علقة اى رب مضغة فاذا اراد الله ان يقضى خلقها قال يا رب اذكر ام انثى اشقى ام سعيد فما الرزق فما الاجل فيكتب كذالك فى بطن امه۔ حدیث (165)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ کہتا ہے اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ خون بستہ ہے اے میرے رب یہ گوشت ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی خلقت کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے اے رب! یہ مذکر ہے یا مؤنث کیا بد بخت ہے یا نیک بخت ہے۔ اس کا رزق کیا ہے اس کی مدت حیات کیا ہے۔ اسی طرح اس کی ماں کے پیٹ میں لکھا جاتا ہے۔

تشریح:۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ نے ایک فرشتہ ماں کے رحم پر مقرر فرمایا ہے۔ فرشتہ جو کچھ اللہ سے بیان کرتا ہے وہ سب کچھ آپ نے ترتیب سے بیان فرمایا فرشتہ کو انسان کے نیک و بد اس کی عمر اس کے رزق کے بارے میں علم ہے فرشتہ کا یہ علم ہے تو نبی کریم ﷺ کے علم کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

باب: کیف کان یمین النبی ﷺ

حدثنا محمد قال حدثنا ابوالاحوص عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب قال اهدی الی النبی ﷺ سرقة من حریر فجعل الناس یتداولونها بی نهم و یعجبون من حسنها و لینها فقال رسول الله ﷺ اتعجبون منها قالوا نعم یارسول الله قال والذی نفسی بیده لمنادیل سعد فی الجنة خیر من هذا قال ابوعبدالله لم یقل شعبة واسرائیل عن ابی اسحاق والذی نفسی بیده۔ حدیث (166)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ کو ریشمی ٹکڑا نذرانہ پیش کیا گیا۔ لوگ اس کو ہاتھوں میں پکڑتے اور تعجب کرتے اس کی خوبصورتی اور نرمی پر۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو انہوں نے کہا جی ہاں، یارسول اللہ! ﷺ! فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے سعد بن معاذ کے جنت میں رومال اس سے بہتر ہیں شعبہ اور اسرائیل نے ابواسحاق سے روایت میں والذی نفسی بیدہ نہیں کہا۔

تشریح:۔ اس حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ہے اور ان کے ادنیٰ کپڑے بھی جنت میں ہیں کیونکہ رومال انسان کا ادنی کپڑا ہے جس

سے وہ میل پسینہ صاف کرتا ہے اور کھانے کے وقت اس سے ہاتھ صاف کئے جاتے ہیں جنت کے رومال اس لئے بہتر ہیں کہ وہ فنا نہ ہونگے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کا علم غیب شریف ہے۔

باب: ما یکرہ من لعن شارب الخمر وانہ لیس بخارج من الملۃ

حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنی اللیث قال حدثنی خالد بن یزید عن سعید بن ابی ھلال عن زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر بن الخطاب ان رجلا علی عھد النبی ﷺ کان اسمہ عبداللہ و کان یلقب حمارا و کان یضحك رسول اللہ ﷺ و کان رسول اللہ ﷺ قد جلدہ فی الشراب فاتی بہ یوما فامر بہ فجلد فقال رجل من القوم اللھم اللعنہ ما اکثر ما یوتی بہ فقال النبی ﷺ لا تلعنوہ فواللہ ما علمت الا انہ یحب اللہ ورسولہ۔ حدیث (167)

باب: شراب پینے والے کو لعنت کرنا مکروہ ہے اور وہ ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک آدمی تھا جس کا نام عبداللہ تھا اس کو حمار لقب دیا جاتا تھا وہ جناب رسول اللہ ﷺ کو مضحکانہ اداؤں سے ہنسایا کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو شراب کی حد میں کوڑے مارے ایک دن اس کو لایا گیا نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا تو اس کو کوڑے مارے گئے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا اے اللہ اس پر لعنت کر بکثرت اس کو لایا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو خدا کی قسم! میں اس کو نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ دلوں کے حال جانتے ہیں دل میں کیا ہے یہ ایک پوشیدہ چیز ہے اور چھپی ہوئی چیزوں کی خبر دینا حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: ما جاء فی التعریض

حدثنا اسمعیل قال حدثنی ملك عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ جاءه اعرابی فقال یارسول الله ان امرأتی ولدت غلاما اسود فقال هل لك من ابل قال نعم قال ما الوانها قال حمر قال هل فیها من اورق قال نعم قال فانی کان ذلك قال اراه عرق نزعه قال فلعل ابنك هذا نزعه عرق۔ حدیث (168)

باب: تعریض میں روایات

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہا یارسول اللہ! ﷺ میری بیوی نے کالا بچہ جنم دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیرے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا ان کے رنگ کیسے ہیں عرض کیا سرخ ہیں فرمایا کیا ان میں کوئی کالا بھی ہے عرض کیا جی ہاں فرمایا وہ کیسے کالا ہو گیا کہا میرا خیال ہے کہ کسی رگ نے اس کو نکالا ہے فرمایا شائد تیرے اس بیٹے کو کسی رگ نے نکالا ہے۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ جانتے ہیں کہ کون کس کا بچہ ہے نبی کریم ﷺ کا صحابی کو فرمانا کہ تیرے اس بیٹے کو رگ نے نکالا ہے آپ ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: قول اللہ تعالی ومن احیاھا قال ابن عباس من حرم قتلھا الا بحق حی الناس منہ جمیعا۔

حدثنا قبیصة قال حدثنا سفین عن الاعمش عن عبداللہ بن مرة عن مسروق عن عبداللہ عن النبی ﷺ قال لا تقتل نفس الا کان علی ابن ادم الاول کفل منھا۔ حدیث (169)

باب: اللہ تعالی کا ارشاد! جس نے کسی جان کو زندہ رکھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے اس کو بغیر حق کے قتل کرنا حرام جانا اس نے سب لوگوں کو اس سے زندہ رکھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی جان قتل نہیں کی جاتی مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس سے کچھ حصہ ہوتا ہے۔ (کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا اس پر اس کا گناہ ہوگا اور قیامت تک جس نے اس پر عمل کیا ان کا گناہ بھی اسی پر ہوگا!)

تشریح:۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قابیل پر ہر خون کا حصہ ہوتا ہے کس کو کتنا اور کس وجہ سے عذاب ہوتا ہے یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی آپ ﷺ نے خبر دی۔

باب: الفتنة التی تموج کموج البحر

حدثنا بشر بن خالد قال حدثنا محمد بن جعفر عن شعبة عن

سلیمان قال سمعت ابا وائل قال قیل لاسامة الا تکلم هذا قال قد کلمته مادون ان افتح لك بابا اکون اول من یفتحه وما انا بالذی اقول لرجل بعد ان یکون امیرا علی رجلین انت خیر بعد ما سمعت رسول الله ﷺ یقول یجاء برجل فیطرح فی النار فیطحن فیها کطحن الحمار برحاه فیطیف به اهل النار فیقولون ای فلان الست کنت تأمر بالمعروف و تنهی عن المنکر فیقول انی کنت امر بالمعروف ولا افعله وانهی عن المنکر وافعله۔ حدیث(170)

سلیمان سے روایت ہے کہ ابو وائل نے کہا اسامہ بن زید سے کہا گیا کہ تم اس ''عثمان غنی'' سے گفتگو نہیں کرتے ہو اسامہ نے کہا میں نے ان سے گفتگو کی ہے ماسوا اس کے کہ میں فتنہ کا دروازہ کھولوں کہ فتنہ کا دروازہ کھولنے والا پہلا شخص میں ہوں میں وہ شخص نہیں کہ کسی آدمی کے لیے کہوں اس کے بعد وہ آدمیوں پر امیر ہو تو بہتر ہے بعد اس کے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ اس طرح پیسے گا جس طرح گدھا اپنی چکی پیستا ہے پھر دوزخی اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتا تھا وہ کہے گا میں امر بالمعروف ضرور کرتا تھا لیکن خود عمل نہ کرتا تھا اور نہی عن المنکر بھی کرتا تھا لیکن خود اس کو کرتا تھا (اپنے قول پر عمل نہ کرتا تھا یہ اس کی سزا مل رہی ہے)

تشریح:۔ اس حدیث میں کئی علم غیب کی خبریں ہیں۔

ا:۔ ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

۲:۔ وہ دوزخ میں اس طرح پیسے گا جیسے گدھا اپنی چکی پیستا ہے۔

۳:۔ دوزخی اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے۔

۴:۔ دوزخی اس سے کیا پوچھیں گے اور وہ کیا جواب دیگا۔

دوزخ غیب، دوزخ میں ہونے والے معاملات غیب اور ان غیب کی چیزوں کی خبر دینا علم غیب ہے۔

حدثنا عثمن بن الهيثم قال حدثنا عوف عن الحسن عن ابی بکرة قال لقد نفعني الله بكلمة ايام الجمل لما بلغ النبي ﷺ ان فارس ملكوا ابنة كسرى قال لن يفلح قوم ولوا امرهم امرأة۔ حدیث (171)

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اللہ تعالی نے جنگ جمل کے زمانہ میں ایک کلمہ کے سبب نفع پہنچایا (وہ کلمہ یہ ہے) جس وقت نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ مقرر کیا ہے تو فرمایا وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے امور کا مالک عورت کو بنایا ہے (عورت کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا ہے)

تشریح:۔ حضور ﷺ کا فرمان کہ عورت حاکم نہیں ہو سکتی کیونکہ مردوں کو اللہ نے حاکم بنایا ہے عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں اور ان میں فیصلہ کرنے کی اتنی صلاحیت نہیں ہوتی اور ناقص العقل کو عقل والوں کا حاکم بنانا ہلاکت ہی تو ہے اور نبی غیب دان کا علم غیب۔

باب: لا تقوم الساعة حتى يغبط اهل القبور

حدثنا اسمعيل قال حدثني ملك عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة عن النبي ﷺ قال لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيقول يا ليتني مكانه۔ حدیث (172)

قیامت قائم نہ ہوگی یہاںتک کہ قبر والوں پر رشک کیا جائے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ کوئی آدمی کسی آدمی کی قبر سے گزرے گا تو کہے گا کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔

تشریح:۔ اہل قبور پر رشک کرنے کے معنی فتنوں کے ظہور کے وقت موت کی خواہش کرنا ہے لیکن یہ صرف اس لئے جائز ہے کہ باطل کے غلبہ سے بے دین ہونے کا ڈر ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم پر ایک زمانہ آئے گا کہ اگر اس زمانہ میں موت فروخت ہو تو اسے ضرور خرید لے گا۔

ایسے حالات تقریباً پیدا ہو چکے ہیں بعض جگہوں پر ایسا ہو بھی رہا ہے اور نبی کریم ﷺ کا علم غیب کہ آپ نے پہلے ہی سے ان حالات کی خبر دے دی۔

باب: تغیر الزمان حتی تعبد الاوثان

حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال حدثنی سعید بن المسیب ان ابا ھریرۃ قال سمعت النبی ﷺ یقول لا تقوم الساعۃ حتی تضطرب الیات نساء دوس علی ذی الخلصۃ و ذوالخلصۃ طاغیۃ دوس التی کانا یعبدون فی الجاھلیۃ۔ حدیث (173)

باب: زمانہ میں تغیر آجائے گا حتی کہ لوگ بتوں کی عبادت کرنے لگیں گے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت

قائم نہ ہوگی حتی کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین ذی الخلصہ پر مضطرب ہوں گے۔

تشریح:۔ امام کرمانی نے کہا حدیث کے معنی یہ ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاںتک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین اس کے اردگرد طواف کرنے کے باعث حرکت کریں گے یعنی وہ کافر ہوجائیں گی اور بتوں کی پوجا کرنے لگیں گی۔

باب: خروج النار

حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال قال سعید بن المسیب اخبرنی ابوھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من ارض الحجاز تضئی اعناق الابل ببصری۔ حدیث (174)

باب: نار کا نکلنا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔

تشریح:۔ بصریٰ بضم المیم وسکون الصاد شام میں مشہور شہر ہے تضئی لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اسی لیے اعناق مرفوع ومنصوب دونوں طرح ہے یعنی بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی یا روشن ہوجائیں گی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ چھ سو پچاس ہجری میں جو ہمارا زمانہ ہے۔ مدینہ منورہ کی شرقی جانب حرہ سے عظیم آگ بلند ہوئی تھی، جسے تمام لوگوں نے دیکھا تھا یہ شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے تاریخ مدینہ میں بھی ذکر کیا ہے۔

قیامت کی نشانیوں کی خبر دینا حضور ﷺ کا علم غیب شریف ہے۔

حدثنا عبداللہ بن سعید الکندی قال حدثنا عقبة بن خالد قال حدثنا عبیداللہ عن خبیب بن عبدالرحمن عن جدہ حفص بن عاصم عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ یوشك الفرات ان یحسر عن کنز من ذھب فمن حضرہ فلا یاخذ منه شیئا قال عقبة و حدثنا عبیداللہ قال حدثنا ابوالزناد عن الاعرج عن ابی ھریرة عن النبی ﷺ مثله الا انه قال یحسر عن جبل من ذھب۔ حدیث (175)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب دریائے فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس سے کچھ نہ پکڑے۔ عقبہ نے کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا کہ ہمیں ابوالزناد نے اعرج کے ذریعہ ابو ہریرہ سے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح ذکر کیا مگر انہوں نے کہا سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

تشریح:۔ یعنی دریائے فرات کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس میں سونا ظاہر ہوگا اسے پکڑنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس کے پس منظر عظیم مصائب ہیں کیونکہ یہ علامات قیامت سے ہے؟ چنانچہ مسلم شریف میں ابی بن کعب سے حدیث مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا جب لوگ سنیں گے تو اس طرف جائیں گے اور وہاں لڑیں گے حتی کہ سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: ذکر الدجال

حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن اسمعيل قال حدثني قيس قال قال لي المغيرة بن شعبة ما سأل احد النبي ﷺ عن الدجال اكثر ما سألته وانه قال لي ما يضرك منه قلت انهم يقولون ان معه جبل خبز و نهر ماء قال انه اهون على الله من ذلك۔ حدیث (176)

باب: دجال کا ذکر۔

قیس نے کہا مجھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ سے دجال کے متعلق کسی نے سوال نہ کیا جس قدر میں نے سوال کیا۔ حضور نے مجھے فرمایا دجال سے تجھے کوئی ضرر نہ پہنچے گی۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی فرمایا وہ اللہ تعالیٰ پر اس سے زیادہ آسان ہے۔

تشریح:۔ دجال ایک انسان ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرے گا اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدورات سے بعض اشیاء پر اس کو قادر کیا ہے۔ چنانچہ مردے کا زندہ کرنا زمین کے خزانوں کا اس کے پیچھے چلنا آسمان کا بارش برسانا اس کے حکم سے زمین کا اگانا اس کے مقدورات میں شامل ہیں وہ ایک ایک بار یہ امور کر سکے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کو عاجز کر دیگا اور وہ ان میں سے کسی پر قادر نہ ہوگا۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کا علم غیب ہے۔

حدثنا عبدالعزيز بن عبدالله قال حدثنا ابراهيم عن صالح عن ابن شهاب عن سالم بن عبدالله ان عبدالله بن عمر قال قام رسول الله ﷺ

في الناس فاثنى على الله بما هو اهله ثم ذكر الدجال فقال انى لانذركموه و مامن نبي الا وقد انذره قومه ولكني ساقول لكم فيه قولا لم يقله نبي لقومه انه اعور وان الله ليس باعور۔ حدیث(177)

سالم بن عبداللہ سے روایت کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں خطبہ دیا اللہ تعالی کی حمد وثنا کی جس کے وہ اہل ہے پھر دجال کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں کہتا ہوں۔ جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتایا ہے وہ کانا ہے اور اللہ کانا نہیں۔

تشریح:۔ سرور کائنات ﷺ نے دجال کے کانے ہونے کو خصوصیت سے اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس کا کانا ہونا محسوس ہے جس کا عالم اور عام آدمی ادراک کرسکتا ہے اور جاہل شخص سے بھی یہ پوشیدہ نہیں۔ دجال کے کذاب ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ وہ کانا ہوگا اور یہ واضح عیب اور نقص ہے، حالانکہ اللہ تعالی ہر عیب اور نقص سے پاک ہے لہذا وہ ربوبیت کا دعوی کرنے میں کاذب ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا علم غیب ہے۔

حدثنا عبدان قال اخبرني ابي عن شعبة عن عبدالملك عن ربعي عن حذيفة عن النبي ﷺ قال في الدجال ان معه ماء و نارا فناره ماء بارد و ماؤه نار قال ابو مسعود انا سمعته من رسول الله ﷺ حدیث(178)

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دجال کے متعلق فرمایا اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگا اور اس کا پانی آگ ہوگی ابومسعود نے کہا میں نے یہ جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

تشریح:۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آگ اور پانی دو مختلف حقیقتیں ہیں تو آگ پانی کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کی صورت نعمت اور رحمت ہے وہ در حقیقت اس کی طرف مائل ہونے والے کے لیے عذاب ہے اسی طرح بالعکس ہے اور یہ حضور ﷺ کا علم غیب شریف ہے۔

باب: لا يدخل الدجال المدينة

حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني عبيدالله بن عبدالله بن عتبة ابن مسعود ان ابا سعيد قال حدثنا النبي ﷺ يوما حديثا طويلا عن الدجال فكان فيما يحدثنا به انه قال يأتي الدجال وهو محرم عليه ان يدخل نقاب المدينة فينزل بعض السباخ التي تلي المدينة فيخرج اليه يومئذ رجل وهو خير الناس او من خيار الناس فيقول الدجال ارايتم ان قتلت هذا ثم احييته هل تشكون في الامر فيقولون لا فيقتله ثم يحييه فيقول والله ما كنت فيك اشد بصيرة مني اليوم فيريد الدجال ان يقتله فلا يسلط عليه۔

باب: دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دن دجال کے متعلق طویل حدیث بیان فرمائی حضور نے جو ہم سے بیان کیا وہ یہ تھا کہ دجال آئے گا، حالانکہ اس پر مدینہ منورہ کے راستوں میں داخل ہونا حرام ہے اور وہ ایک شور مقام میں ٹھہرے گا جو مدینہ منورہ کے قریب

ہے اس روز اس کی طرف ایک آدمی جائے گا وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا اور وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دجال ہے جس کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمائی ہے۔ دجال کہے گا تم خبر دو اگر میں اس کو قتل کردوں پھر اس کو زندہ کردوں کیا تو تم میری الوہیت میں شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے نہیں دجال اس کو قتل کردے گا پھر زندہ کردیگا وہ آدمی کہے گا خدا کی قسم! آج کے دن سے زیادہ مجھے بصیرت نہ تھی پھر دجال اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا اور اس پر مسلط نہ ہو سکے گا۔

تشریح:۔ جو آدمی اس طرف نکلے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام ہونگے چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کی علامات سے دجال کا آنا ہے اس لئے خضر علیہ السلام نے کہا مجھے آج تیرے متعلق زیادہ بصیرت حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کا مشاہدہ کرلیا۔ دجال جو کام ایک بار کرے گا اس کو دوبارہ نہیں کر سکے گا اس لئے فرمایا وہ پھر اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا لیکن اس پر مسلط نہ ہوگا یا وہ تلوار میں تیزی پیدا نہ کر سکے گا یا اللہ تعالیٰ اس آدمی کا بدن تانبہ کردے گا اس لیے وہ اس کے قتل پر قادر نہ ہوگا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے ان حالات کی خبر دے دی ہے۔

حدثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری و حدثنا اسمعیل قال حدثنی اخی عن سلیمان عن محمد بن ابی عتیق عن ابن شهاب عن عروة بن الزبیر ان زینب بنت ابی سلمة حدثته عن ام حبیبة بنت ابی سفین عن زینب بنت حجش ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیها یوما فزعا یقول لا اله الا الله ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یا جوج و ماجوج

مثل هذه وحلق باصبعيه الابهام والتي تليها قالت زينب بنت حجش فقلت يا رسول الله افنهلك و فينا الصالحون قال نعم اذا اکثر الخبث۔ حدیث(180)

عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے ذریعہ زینب بنت جحش سے روایت کی کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے اس حال میں آپ فرماتے تھے لا الہ الا اللہ عربوں کی شر کے سبب ہلاکت ہے جو عنقریب آنے والی ہے یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ کھل گیا ہے اور اپنی دو انگلیوں انگوٹھا اور اس کے ساتھ والی سے حلقہ بنایا زینب بنت جحش نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہیں فرمایا ہاں جس وقت فسق و فجور زیادہ ہو جائے گا۔

تشریح:۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے کہ آپ نے آئندہ ہونے والے واقعات کی من وعن خبر دی عربوں میں بہت جگرسوز واقعات ہوئے چنانچہ حضرت عثمان کا قتل، کربلا کے جگرسوز واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ عربوں میں شر اکثر رہی ہے۔

باب: ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ

حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال انکم ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیمۃ فنعم المرضعۃ و بئست الفاطمۃ و قال محمد بن بشار حدثنا عبداللہ ابن حمران قال حدثنا عبدالحمید عن سعید المقبری عن

عمر بن الحکم عن ابی ھریرۃ قولہ۔ حدیث (181)

باب: امارت کی حرص کرنا مکروہ ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم عنقریب امارت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن ندامت ہوگی پس دودھ پلانے والی بہتر ہے دودھ چھڑانے والی بری ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث شریف میں امارت سے مراد امارت کبریٰ (خلافت) اور امارت صغریٰ دونوں مراد ہیں۔ بہ تقدیر پر اگر مناسب عمل نہ کیا تو قیامت میں یہ ندامت ہوگی "نعمت المرضعۃ اور بئست الفاطمہ" سے مراد خلافت وولائت کا اول و آخر مراد ہے۔ یعنی ولایت کی ابتداء میں مال و دولت، جاہ و منزلت اور لذات حسیہ اور وہمیہ حاصل ہوتی ہیں لیکن اس کا خاتمہ قتل اور معزولیت پر ہے اور مدت ولایت میں جو زیادتیاں کی ہوں۔ انکا مطالبہ ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ولایت نعمت المرضعۃ دنیا میں ہے اور بئست الفاطمہ موت کے بعد ہے کیونکہ موت کے بعد اس کا محاسبہ ہوتا ہے تو یہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو استغناء سے پہلے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا علم غیب ہے کہ آپ نے فرمایا تم عمارت کی حرص کرو گے۔ اور قیامت کے دن اس حرص کا انجام کیا ہوگا۔

باب: من شاق شاق اللہ علیہ

حدثنی اسحق الواسطی قال حدثنا خالد عن الجریری عن طریف ابی تمیمۃ قال شھدت صفوان وجندبا و اصحابہ وھو یوصیھم فقالوا ھل سمعت

من رسول اللہ ﷺ شئیا قال سمعتہ یقول من سمع سمع اللہ بہ یوم القیمۃ قال ومن یشاقق یشقق اللہ علیہ یوم القیمۃ فقالوا اوصنا فقال ان اول ما ینتن من الانسان بطنہ فمن استطاع الا یاکل الاطیبا فلیفعل ومن استطاع الایحال بینہ وبین الجنۃ بملء کف من دم اھراقہ فلیفعل قال قلت لابی عبداللہ من یقول سمعت رسول اللہ ﷺ جندب قال نعم جندب۔ حدیث(182)

باب: جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا

طریف ابو تمیمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں صفوان، جندب اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا جبکہ وہ اپنے ساتھیوں کو وصیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ جندب نے کہا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے لوگوں کو سنانے کا عمل کیا اللہ قیامت میں اس کا بھید ظاہر کرے گا اور جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالی قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا انہوں نے کہا ہمیں وصیت کریں۔ جندب نے کہا سب سے پہلے انسان کا پیٹ (قبر میں) خراب ہو گا جو شخص پاک شے کھانے کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور پاک اور حلال کھائے اور جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان چلو بھر خون جو اس نے ناحق گرایا ہو حائل نہ ہو تو وہ ضرور کرے۔ فربری نے ابو عبداللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کیا جندب نے کہا ہے کہا ہاں جندب نے کہا ہے۔

تشریح :۔ جو شخص لوگوں کو دکھانے سنانے کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا اندرون اور بھید لوگوں پر ظاہر کرے گا اور اس کے خبیث باطن سے لوگوں کے کان بھرے گا یہ اس کے فعل کی جزاء ہوگی اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا ثواب اسے دکھائے گا اور اس کو عطاء نہیں کرے گا۔ جو لوگوں کو گمراہ کرے گا اور سخت کام میں ان کو ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سخت مشقت میں ڈالے گا۔ یہ نبی کریم ﷺ کا علم غیب شریف ہے کہ آپ نے بتایا کس عمل کی کیا جزا ہوگی اور انجام کیا ہوگا۔

باب: القضاء والفتیا فی طریق

وقضی یحیی بن یعمر فی الطریق و قضی الشعبی علی باب داره

حدثنی عثمن بن ابی شیبة قال حدثنا جویر عن منصور عن سالم ابن ابی الجعد قال حدثنا انس بن مالك قال بینما انا والنبی ﷺ خارجان من المسجد فلقینا رجل عند سدة المسجد فقال یارسول الله متی الساعة قال النبی ﷺ ما اعددت لها فکان الرجل استکان ثم قال یارسول الله مااعددت لها کثیر صیام ولا صلوة ولا صدقة ولکنی احب الله ورسوله قال انت مع من احببت۔ حدیث (183)

باب: راستہ میں فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا

یحیی بن یعمر نے راستہ میں فیصلہ کیا شعبی نے اپنے مکان کے دروازہ پر فیصلہ کیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں اور نبی کریم ﷺ مسجد شریف سے باہر نکل رہے تھے تو مسجد کے دروازہ پر ایک آدمی ہم سے ملا اس نے عرض کیا

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے قیامت کے لیے کیا تیار کیا ہے؟ گویا کہ وہ شخص خاموش سا ہوگیا پھر کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قیامت کے لیے زیادہ روزے اور زیادہ نمازیں اور صدقات تیار نہیں کیے ہیں لیکن میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول ''صلی اللہ علیہ وسلم'' سے محبت کرتا ہوں فرمایا تیرا حشر ان کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہے۔

تشریح:۔ عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ راستہ میں سواری پر یا چلتے ہوئے فتویٰ صادر کرنا اللہ کے حضور تواضع اور انکساری ہے اگر کمزور ناتواں یا جاہل شخص کے لیے ہو تو عند اللہ اور عوام الناس کے نزدیک قابل ستائش ہے اور اگر یہ کسی دنیادار یا کسی کی بد زبانی کے خوف سے صادر کیا تو مکروہ ہے قیامت کے دن کون کس کے ساتھ ہوگا اور کس وجہ سے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب شریف ہے۔

باب: ما یکرہ من ثناء السلطان واذا خرج قال غیر ذلک

حدثنا قتیبة حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن عراك عن ابی هریرة انه سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان شر الناس ذوالوجهین الذی یأتی هؤلآء بوجه وهؤلاء بوجه۔ حدیث (184)

باب: بادشاہ کی تعریف کرنا اور جب وہ چلا جائے تو اس کے خلاف کہنا مکروہ ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں میں شراتی شخص وہ ہے جس کے دومنہ ہوں جوان کے ساتھ اور بات کرتا ہے اوران کے ساتھ اور بات کرتا ہے۔

تشریح:۔ دومونہوں سے حقیقی دومنہ مرادنہیں بلکہ مجازاً دوجہتیں مراد ہیں جیسے مدح وذم دوجہتیں ہیں جیسے منافق مسلمانوں سے کہتے تھے ہم مومن ہیں اوران کے ساتھ ایمانی باتیں کرتے تھے اور جب کافروں کے پاس جاتے توان کے ساتھ کفر کی باتیں کرتے یعنی تمام لوگوں سے شراتی منافق ہیں۔

باب: الاستخلاف

حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ حدثنا ابراھیم ابن سعد عن ابیه عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیه قال اتت النبی ﷺ امرأة فکلمته فی شئی فامرھا ان ترجع الیه فقالت یارسول اللہ ارایت ان جئت ولم اجدك کانها ترید الموت قال ان لم تجدینی فأتی ابابکر۔ حدیث(185)

باب: خلیفہ مقرر کرنا۔

محمد بن جبیر بن مطعمؓ نے اپنے والد جبیر بن مطعمؓ سے روائت کی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور کسی شئے کے متعلق حضور سے کلام کیا آپ نے اسے فرمایا کہ پھر آئے اس نے کہا یارسول اللہ! ﷺ مجھے خبر دیں اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں اس سے اس کی مراد حضور کی وفات تھی جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے تو نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بارے میں بھی جانتے ہیں اور یہ بھی

جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کون ہوگا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب شریف ہے۔

باب: قول اللہ لما خلقت بیدی

حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ید اللہ ملئی لا تغیضھا نفقۃ سحاء اللیل والنھار وقال ارأیتم ما انفق منذ خلق السماء والارض فانہ لم یغض ما فی یدہ و قال عرشہ علی الماء و بیدہ الاخری المیزان یخفض و یرفع۔ حدیث (186)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات دن کی سخاوت اس کو کم نہیں کرتی اور فرمایا تم جانتے ہو کہ جو اس نے خرچ کیا ہے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس کے دست قدرت میں سے کچھ کم نہیں ہوا اس کا عرش پانی پر تھا اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے اسے نیچے اور اونچا کرتا ہے۔ (لوگوں میں رزق تقسیم کرتا ہے)

تشریح:۔ اللہ بے انتہا غنی ہے اس کی قدرت میں غیر متناہی رزق ہے۔ اس کی قدرت کے ہاتھ بھرے ہوئے ہونے کے سبب رات دن سخاوت سے بہتے ہیں حالانکہ وہ زمین و آسمان کی تخلیق کے زمانہ میں جس وقت اس کا عرش پانی پر تھا، آج تک خرچ کرتا رہا ہے اور اس سے کچھ کم نہیں ہوا اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔

باب: قول اللہ تعرج الملائکۃ والروح الیہ یصعد الکلم الطیب

حدثنا اسمعیل قال حدثنی قال حدثنی ملک عن ابی الزناد عن

الاعرج عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل و ملائكة بالنهار و يجتمعون في صلوة العصر و صلوة الفجر ثم يعرج الذين باتوا فيكم فيسالهم ربهم وهو اعلم بكم كيف تركتم عبادي فيقولون تركناهم وهم يصلون۔ وقال خالد بن مخلد حدثنا سليمان قال حدثني عبدالله بن دينار عن ابی صالح عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ولا يصعد الى الله الا الطيب فان الله يتقبلها بيمينه ثم يربيها لصاحبه كما يربي احدكم فلوه حتى تكون مثل الجبل ورواه ورقاء عن عبدالله بن دينار عن سعيد بن يسار عن ابی هريرة عن النبی ﷺ ولا يصعد الى الله الا الطيب۔ حديث (187)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور عصر و فجر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں پھر جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالی ان سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ تمہیں بہت جانتا ہے وہ کہتا ہے تم نے میرے بندوں کو کیسے چھوڑا ہے وہ کہتے ہیں ہم نے انہیں چھوڑا حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور ان کے پاس گئے حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے۔ خالد بن مخلد نے اپنی اسناد کے ساتھ ابو صالح کے ذریعہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، حالانکہ اس کی طرف پاک شے ہی چڑھتی ہے۔ اللہ تعالی اس کو قدرت کے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے لیے اس کو بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی

گھوڑی کے بچے کو پالتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اس کو ورقاء نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے ابو ہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لایصعد الی اللہ الا الطیب ذکر کیا ہے۔

تشریح:۔ فرشتوں نے اللہ کے سوال کے جواب میں مزید بیان کیا کہ ان کے پاس گئے، حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے کیونکہ انہوں نے ابتداء آفرینش میں تخلیق آدم کے وقت کہا تھا کہ تو ایسا شخص خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے گا۔ اس کلام سے اس کا استدراک کرتے ہیں اور ان کی فضیلت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم ان میں یہ کمال نہ جانتے تھے جو اللہ کے علم میں تھا اور اللہ کا پوچھنا ان سے اعتراف کرانے کے لیے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل ہے۔

باب: قول اللہ تعالیٰ تعرج الملائکۃ والروح۔۔۔

حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفین قال حدثنا عبدالملک ابن اعین و جامع بن ابی راشد عن ابی وائل عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقتطع مال امرء مسلم بیمین کاذبۃ لقی اللہ وھو علیہ غضبان قال عبداللہ ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصداقہ من کتاب اللہ ان الذین یشترون بعھداللہ و ایمانھم ثمنا قلیلا اولٓئک لا خلاق لھم فی الاخرۃ ولا یکلمھم اللہ الایۃ۔ حدیث(188)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا مال غصب کرلیا وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے

اس کا مصداق پڑھا ''ان الذین یشترون۔۔۔۔الایۃ'' بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے قلیل ثمن لیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے کلام نہیں فرمائے گا۔

تشریح:۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالی کن پر غضب فرمائے گا اور کن وجوہات سے یہ سب غیب کی خبریں ہیں۔

باب: ما جاء فی قول اللہ تعالی ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا ھشام عن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیصیبن اقواما سفع من النار بذنوب اصابوھا عقوبۃ ثم یدخلھم اللہ الجنۃ بفضل رحمتہ فیقال لھم الجھمیون قال ھمام حدثنا قتادۃ حدثنا انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب جو انہوں نے کسب کیے عقوبت اور عذاب کے طور پر آگ کی سخت گرمی پہنچے گی (جس سے وہ جھلس جائیں گے) پھر اللہ تعالی اپنی رحمت کے فضل سے ان کو جنت میں داخل کرے گا ان لوگوں کو جہنمی کہا جائے گا۔ ہمام نے کہا ہمیں قتادہ نے خبر دی انہوں نے مجھ سے انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

تشریح:۔ بعض مومن بھی دوزخ میں جائیں گے پھر اللہ کے فضل و کرم سے دوزخ سے نجات پائیں گے جبکہ آگ کے شعلوں سے ان کے رنگ سیاہ ہو چکے ہونگے اور بطور علامت ان کی گردنوں میں علامت رہنے دی جائیگی اس لیے اہل

جنت ان کو جہنمی کہیں گے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔

باب: قولہ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین

حدثنا ادم قال حدثنا شعبة قال حدثنا الاعمش قال سمعت زيد ابن وهب قال سمعت عبدالله ابن مسعود يقول حدثنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو الصادق المصدوق ان خلق احدكم يجمع في بطن امه اربعين يوما او اربعين ليلة ثم يكون علقة مثله ثم يكون مضغة مثله ثم يبعث الله اليه الملك فيوذن باربع كلمات فيكتب رزقه و عمله واجله وشقي او سعيد ثم ينفخ فيه الروح فان احدكم ليعمل بعمل اهل الجنة لا يكون بينها و بينه الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل عمل اهل النار فيدخل النار وان احدكم ليعمل بعمل اهل النار حتى ما يكون بينه و بينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل عمل اهل الجنة فيدخلها۔ حديث (190)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپ سچے ہیں اور تصدیق کیے گئے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس طرح ہے کہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور چالیس رات نطفہ جمع رہتا ہے پھر اس طرح وہ خون بستہ ہو جاتا ہے پھر اسی طرح گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے پھر اس کی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کا رزق، عمل، زندگی کی مدت اور اس کا نیک یا بد ہونا لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے بے شک تم میں سے اہل جنت سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک

گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے نوشتہ تقدیر آتا ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے ایک دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے نوشتہ تقدیر آتا ہے تو وہ جنتیوں سے عمل کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

تشریح:۔ جب نطفہ رحم میں واقع ہو اور اللہ تعالی اس سے بشر پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو نطفہ عورت کے ہر بال اور ناخن کے تحت پھرتا ہے اور چالیس روز نطفہ رہتا ہے پھر وہ خون بستہ رحم میں اترتا ہے۔ کتنے دن نطفہ رہتا ہے کتنے دن لوتھڑا، کب فرشتہ آ کر اس کی تقدیر لکھتا ہے یہ سب علم غیب ہے اور اس کی خبر حضور ﷺ نے دی ہے ۔آجکل سائنس کی تحقیق سے بھی بچہ بننے کے تمام دورانئے ثابت ہو گئے ہیں جنکی خبر نبی غیب دان نے آج سے چودہ سو سال پہلے دی تھی۔

حدثنا اسمعیل قال حدثنی ملك عن ابن شهاب عن ابی عبدالله الاغر عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال یتنزل ربنا کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاخر فیقول من یدعونی فاستجیب له من یسالنی فاعطیه من یستغفرنی فاغفرله۔ حدیث (191)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا ربِ تبارک وتعالی ہر رات پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ آخر تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اور فرماتا ہے کوئی شخص ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں کوئی شخص ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو دوں کوئی شخص ہے جو مجھ سے بخشش مانگے میں اس کو بخش دوں۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ کا پہلے آسمان کی طرف نزول کرنا متشابہات سے ہے ان کی مراد اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں علماء اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اور اس کی تجلیات نازل ہوتی ہیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو وہ عرش پر چلی جاتی ہیں اللہ کب پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے کیا فرماتا ہے اپنے بندوں کو یہ سب غیب کی خبریں ہیں اور حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

باب: قول اللہ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ

حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا المغيرة ابن عبدالرحمن عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة ان رسول الله ﷺ قال يقول الله اذا اراد عبدى ان يعمل سيئة فلا تكتبوها عليه حتى يعملها فان عملهافاكتبوها بمثلها وان تركها من اجلى فاكتبوها له حسنة و اذا اراد ان يعمل حسنة فلم يعملها فاكتبوها له حسنة فان عملها فاكتبوها له بعشر امثالها الى سبع مائة۔ حديث(192)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! جب میرا بندہ گناہ کا ارادہ کرے تو جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے اس کا گناہ نہ لکھو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کی مثل گناہ لکھو اور اگر وہ میرے خوف سے ترک کر دے تو اس کے لیے نیکی لکھو اور اگر اس پر عمل کرے تو دس گنا سے سات سو گنا تک نیکی لکھو۔

تشریح:۔ اللہ فرشتوں کو بندوں کے اعمال کے بارے میں کیا فرماتا ہے، اللہ غیب، فرشتے غیب بندوں کے اعمال کی جزا غیب ہے اور ان کی خبر نبی کریم ﷺ نے دی۔

حدثنا احمد بن اسحق قال حدثنا عمرو ابن عاصم قال حدثنا

همام حدثنا اسحق بن عبدالله قال سمعت عبدالرحمن بن ابی عمرة قال

سمعت اباھریرة قال سمعت النبی ﷺ ان عبدا اصاب ذنبا و ربما قال

اذنب ذنبا فقال رب اذنبت و ربما قال اصبت فاغفره فقال ربه اعلم عبدی

ان له ربا یغفرالذنب و یاخذ به غفرت لعبدی ثم مکث ماشاء اللہ ثم اصاب

ذنبا او اذنب ذنبا قال رب اذنبت او اصبت اخر فاغفره فقال اعلم عبدی ان له

ربا یغفر الذنب و یاخذ به غفرت لعبدی ثم مکث ماشاء اللہ ثم اذنب ذنبا و

ربماقال اصاب ذنبا قال رب اصبت او قال اذنبت اخر فاغفره لی فقال اعلم

عبدی ان له ربا یغفر الذنب و یاخذ به غفرت لعبدی ثلاثا حدیث(193)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

ایک شخص نے گناہ کیا۔ بسا اوقات ''اذنب ذنبا'' فرمایا اور کہا اے میرے پروردگار

میں نے گناہ کیا ہے کبھی کہا ''اصبت ذنبا'' مجھے بخش دے اس کے رب نے کہا کیا

میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا

ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر گناہ کا ارتکاب

کیا ''اذنب ذنبا'' فرمایا اور کہا اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے یا کہا دوسرا

گناہ کیا ہے اسے بخش دے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس

کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا

پھر جس قدر اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر گناہ کا ارتکاب کیا بسا اوقات فرمایا ''اصاب ذنبا

'' کہا اے میرے پروردگار میں گناہ کو پہنچا ہوں یا کہا میں نے اور گناہ کیا ہے میرا گناہ

بخش دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین بار فرمایا وہ جو چاہے عمل کرے۔

تشریح:۔ بندہ گناہ کرنے کے بعد کیا کرتا ہے اپنے رب سے کیا کہتا ہے اور اللہ کیا جواب ارشاد فرماتا ہے پھر بندہ گناہ کرتا ہے اور اللہ سے معافی مانگتا ہے پھر اللہ کیا فرماتا ہے۔۔۔ اللہ کا فرمانا غیب کیا فرماتا ہے وہ بھی غیب نبی کریم ﷺ اس غیب کی خبر دے رہے ہیں۔

باب: کلام الرب یوم القیمۃ مع الانبیاء

حدثنا علی بن حجر قال اخبرنا عیسی بن یونس عن الاعمش عن خیثمة عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ ﷺ مامنکم احد الا سیکلمه ربه لیس بینه و بینه ترجمان فینظرا یمن منه فلا یری الا ما قدم من عمله و ینظرا شام منه فلا یری الا ما قدم و ینظر بین یدیه فلا یری الا النار تلقاء وجهه فاتقوا النار ولو بشق ثمرة قال الاعمش و حدثنی عمرو بن مرة عن خیثمة مثله و زاد فیه ولو بکلمة طیبة۔ حدیث (194)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کا رب اس سے کلام کرے گا اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا وہ اپنے دائیں وہی عمل دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجا ہے اور بائیں بھی وہی عمل دیکھے گا جو آگے بھیجا ہے وہ اپنے آگے سوا دوزخ کے کچھ بھی نہ دیکھے

گا جو اس کے چہرے کے سامنے ہوگا تم دوزخ سے بچو اگر چہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے سے ہو۔ اعمش نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے خیثمہ سے اس طرح بیان کیا اور اس میں یہ زیادہ کہا کہ اگر چہ اچھی بات سے ہو۔

تشریح:۔ قیامت کے دن اللہ بندے سے کس طرح کلام فرمائے گا اور بندے کے اعمال قیامت کے دن کہاں ہونگے اور اس کو نظر بھی آئیں گے دوزخ کہاں نظر آئے گی دوزخ سے کیسے بچاؤ ہو یہ سب غیب کی خبریں ہیں اور نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر دی۔

حدثنا مسدد قال حدثنا ابو عوانة عن قتادة عن صفوان بن محرز ان رجلا سال ابن عمر كيف سمعت رسول الله ﷺ يقول في النجوى قال يدنوا احدكم من ربه حتى يضع كنفه عليه فيقول اعملت كذا و كذا فيقول نعم فيقرره ثم يقول اني سترت عليك في الدنيا و انا اغفرها لك اليوم و قال ادم حدثنا شيبان حدثنا قتادة صفوان عن ابن عمر قال سمعت النبي ﷺ۔

حدیث (195)

صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو نجوی (سرگوشی) کے متعلق فرماتے ہوئے (کسی طرح) سنا ہے۔ ابن عمر نے کہا تم میں سے کوئی ایک شخص اللہ تعالی کے قریب ہوگا۔ یہاں تک کہ اس پر اللہ تعالی اپنا پردہ ڈال دے گا پھر فرمائے گا تو نے ایسے ایسے عمل کئے ہیں؟ وہ کہے گا جی ہاں! اللہ تعالی پھر فرمائے گا تو نے ایسے ایسے عمل کیے ہیں؟ وہ کہے گا جی ہاں اور اس کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالی فرمائے گا

میں نے دنیا میں تجھ پر پردہ ڈالا تھا (تیری پردہ پوشی کی تھی) اور آج میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ آدم نے کہا شیبان، قتادہ اور صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔

تشریح:۔ قیامت میں اللہ تعالی اور اس کے بندوں کے درمیان سرگوشی ہوگی! وہ نجوی ہو جبکہ بندے کا اللہ تعالی سے قرب رتبی ہوگا کیونکہ اللہ تعالی قرب مکانی سے پاک ہے۔ اللہ کی عنایت اس کا احاطہ کرے گی تو اس سے اعمال کا اقرار کرائے گا اللہ تعالی کی عنایت کا احاطہ کرنا بھی متشابہات سے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر عظیم فضل و کرم کرے گا۔ بندے سے قیامت کے دن اللہ کا کلام فرمانا گناہوں کا اقرار کروانا پھر معاف فرمانا یہ سب غیب کی خبریں ہین جنکی خبر نبی غیب دان ﷺ نے دی۔

باب: کلام الرب مع اھل الجنۃ۔

حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنا ابن وھب قال حدثنی ملك عن زید ابن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری قال قال النبی ﷺ ان اللہ یقول لاھل الجنۃ یا اھل الجنۃ فیقولون لبیك ربنا وسعدیك والخیر فی یدیك فیقول ھل رضیتم فیقولون و مالنا لا نرضی یارب و قد اعطیتنا مالم تعط احدا من خلقك فیقول الا اعطیكم افضل من ذلك فیقولون یارب و ای شئی افضل من ذلك فیقول احل علیكم رضوانی فلا اسخط علیكم بعدہ ابدا۔ حدیث (196)

باب: اللہ تعالی کا اہل جنت سے کلام فرمانا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی اہل جنت سے فرمائے گا اے جنتیو! وہ کہیں گے لبیک وسعدیک تمام خیر تیرے دست قدرت میں ہے۔ فرمائے گا کیا خوش ہو وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم کیوں خوش نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ عطاء کیا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔ اللہ تعالی فرمائے گا خبردار! میں تمہیں اس سے افضل دوں گا وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار اس سے افضل کیا ہے؟ فرمائے گا میں تم پر اپنی رضا مندی حلال کر دوں گا اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

تشریح:۔ اللہ تعالی کے ارشاد کے جواب میں اہل جنت خیر کو بطور ادب ذکر کیا ہے۔ جبکہ اللہ تعالی کی نسبت ہر شے خیر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اہل جنت سے ناراض ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تمام اخروی اور دنیوی انعامات عطا کرنے والا ہے، حالانکہ لوگوں کے اعمال کا مقتضی یہ ہے کہ انہیں متناہی جزا دی جائے اسی لیے فرمایا اس کے بعد میں تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ الحاصل اللہ تعالی پر کوئی شے واجب نہیں۔ اس میں معتزلہ کا رد بلیغ ہے وہ کہتے ہیں نیک اعمال کی جزا اللہ پر واجب ہے۔ جنت غیب ہے جنت میں جنتیوں سے اللہ کا کلام فرمانا سب غیب کی خبریں ہیں جنکی نبی کریم ﷺ نے خبر دی۔

باب: قولہ ان الانسان خلق ھلوعا ضجورا

حدثنا ابو النعمان قال حدثنا جریر ابن حازم عن الحسن قال حدثنا عمرو بن تعلب قال اتی النبی ﷺ مال فاعطی قوما و منع اخرین

فبلغه انهم عتبوا فقال انی اعطی الرجل و ادع الرجل والذی ادع احب الی من الذی اعطی اعطی اقواما لما فی قلوبهم من الجزع والهلع واکل اقواما الی ما جعل الله فی قلوبهم من الغنی والخیر منهم عمرو بن تغلب فقال عمرو ما احب ان لی بکلمة رسول الله ﷺ حمر النعم۔ حدیث (197)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انسان ہلوع پیدا کیا گیا (گھبراہٹ والا)

عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مال آیا تو آپ نے بعض لوگوں کو دیا اور بعض کو نہ دیا حضور کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ ناراض ہو گئے ہیں۔ فرمایا میں کسی آدمی کو مال دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا ہوں اور جس کو نہیں دیتا ہوں وہ مجھے اس آدمی سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جسے دیتا ہوں میں بعض لوگوں کو مال دیتا ہوں کیونکہ ان کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے صبری ہے اور بعض کو غنی اور بھلائی کے حوالہ کرتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے ان میں سے عمرو بن تغلب ہے (یہ سن کر) عمرو نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ کے اس کلمہ مبارکہ کی بجائے مجھے سرخ اونٹ ملیں تو میں ان کو پسند نہیں کروں گا۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ کا علم غیب ہے کہ آپ ﷺ دلوں کے رازوں سے آگاہ ہیں آپ ﷺ جانتے ہیں کہ کون مخلص مومن ہے اور کون نہیں۔ اخلاص کا تعلق دل سے ہے دلوں کی کیفیت پوشیدہ ہے اور حضور ﷺ ان سے ہمیں آگاہ فرمارہے ہیں۔

باب: قولہ وکان عرشہ علی الماء وھو رب العرش العظیم۔

حدثنا ابراھیم بن المنذر قال حدثنا محمد ابن فلیح قال حدثنی

ابی عن هلال عن عطاء بن یسار عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال من امن باللہ ورسولہ و اقام الصلوۃ و صام رمضان فان حقا علی اللہ ان یدخلہ الجنة ھاجر فی سبیل اللہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیھا قالوا یارسول اللہ افلا ننبیء الناس بذلک قال ان فی الجنة مائۃ درجة اعدھا اللہ للمجاھدین فی سبیلہ کل درجتین ما بینھما کما بین السماء و الارض فاذا اسالتم اللہ فاسألوہ الفردوس فانہ اوسط الجنة و اعلی الجنة و فوقہ عرش الرحمن و منہ تفجر انھار الجنة۔ حدیث(198)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالی اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی رمضان کے روزے رکھے اللہ تعالی پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا اپنی زمین میں بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ کیا ہم لوگوں کو اس سے خبردار نہ کریں؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے جو اللہ تعالی نے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے جب تم اللہ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ یہ جنت کا درمیانہ اور بلندترین درجہ ہے اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

تشریح:۔ زمین اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور جنت آسمان کے اوپر ہے نبی کریم ﷺ زمین پر رہتے ہوئے جنت کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اور ساتوں جنتوں کے درمیانی فاصلہ (یعنی ایک جنت کا دوسری جنت سے کتنا فاصلہ ہے) کو بھی جانتے

ہیں اور ان جنتوں میں سب سے اعلیٰ جنت کون سی ہے اور رحمٰن کا عرش کہاں ہے یہ سب غیب کی خبریں ہیں اور نبی کریم ﷺ کے علم غیب کی بہت بڑی دلیل ہے۔

شیخ القرآن والحدیث استاذ المناظرین الحاج الحافظ القاری پیر سید محمد مراتب علی شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ سہلو کے شریف

مقدمہ در ثبوت علم غیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دین اسلام کو دنیا میں تشریف لائے ہوئے چودہ صدیوں سے زائد عرصہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں اس دین پاک نے ہزاروں بلاؤں کا مقابلہ کیا۔ حضور ﷺ کے لہلہاتے چمن پر بڑی بڑی تیز آندھیاں چلیں۔ بار بار اپنا زور دکھا کر چلی گئیں آفتاب نبوت کے سامنے بڑے بڑے تاریک بادل آئے اور چھٹ گئے یہ ہمیشہ سے ضیاء پاشی کر رہا ہے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

خود رب ذوالجلال فرماتا ہے

"یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون"

دین پر کافروں نے جو حملے کیے سو کیے سب سے بڑھ کر ظلم و کرب کی بات یہ ہے کہ دین اسلام میں دین کے دعویدار بن کر فتنہ پردازی کرنے والوں نے اپنا بڑا زور لگایا ہے۔ بالخصوص ناموس رسالت پر حملہ کئی طریق سے کیا گیا لیکن اللہ نے فرمایا

"ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون"

جناب نبی کریم ﷺ کی حین حیات ظاہری میں بے ایمان لوگ آپ ﷺ کے درپے آزار رہے۔ ان کے ساتھ ساتھ کلمہ پڑھنے والے باہر سے مسلم اندر سے کافر یعنی منافق شریک سیاہ کار رہے

اللہ نے فرمایا " واللہ یعصمك من الناس " ہر دور میں کوئی نہ کوئی فتنہ اٹھتا رہا۔ اللہ اپنے فضل وکرم سے اپنے نبی کے دیوانے اور سچے غلام ظاہر فرماتا رہا جو ہر پہلو سے باطل کا رد فرماتے رہے اللہ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو اپنا حبیب بنایا ہے اہل سو شرک کا ڈھنڈورہ پیٹ کر اہل سنت و جماعت کو بدنام کرتے رہتے ہیں اور کبھی نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کبھی محافل میلاد و معراج پر اعتراض کبھی علم غیب وغیرہ پر۔ جبکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے ہی اپنے حبیب کریم ﷺ کو بنایا ہے۔ اسی نے ہی آپ کو بڑھایا ہے۔ ساری کائنات سے افضل و اعلیٰ بنایا ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے "وللآخرة خير لك من الاولى " اسی رب کا فرمان ذیشان ہے "ورفعنا لک ذکرک" تو بنانے والا خدا ہی آپ کے علو مرتبت اور رفعت شان کو جانتا ہے۔ مخلوق عاجز ہے مقام نبوت عقل میں نہیں آ سکتا اس کو ماننا ضروری ہے۔ اس کے آگے عقل عاجز ہے۔

خاص طور پر علم غیب پر بڑا اعتراض ہوتا ہے معترضین ماننے پہ آئیں تو شیطان لعین کے علم کو نصوص قطعیہ سے ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کریں۔ نہ ماننے پہ آجائیں تو والئی دو جہاں حبیب خدا ﷺ کے دیوار کے پیچھے کے علم کا انکار کر دیں دعویٰ کریں کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں (معاذ اللہ) پھر بھی امتی ہونے کا دعویٰ کریں جبکہ اللہ فرماتا ہے " وعلمك مالم تكن تعلم "

؎ وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس طرح کی باتیں کرنا منافقین کا وطیرہ رہا ہے مومنین تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس طرح کی توہین آمیز باتیں وہ کرتے تھے جو باہر سے مسلم اندر سے کافر تھے۔

" عن مجاهد في قوله ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب قال قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادي كذا و كذا في يوم كذا و كذا وما يدريه بالغيب "

تفسیر درمنثور از امام جلال الدین سیوطی ص ۲۵۴ ج ۳

مجاہد سے مروی ہے اس قول میں "ولئن سألتهم ليقولن الذين الخ" اگر آپ ان سے پوچھیں تو ضرور ضرور وہ کہیں گے ہم تو ٹھٹھہ مذاق کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں منافقین میں سے ایک آدمی نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بیان کرتے ہیں فلاں کی اونٹنی فلاں وادی میں ہے ایسے ایسے ہے وہ غیب کیا جانیں۔ (معاذ اللہ)

عن قتادة في الاية قال بينما رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم في غزوته الى تبوك و بين يديه اناس من المنافقين فقالوا ايرجوا هذا الرجل ان يفتح له قصور الشام و حصولها هيهات هيهات فاطلع الله نبيه صلی اللہ علیہ وسلم على ذالك فقال نبي الله صلی اللہ علیہ وسلم احبسوا على هؤلاء لركب فاتاهم فقال قلتم كذا قلتم كذا قالوا يا نبي الله انما كنا نخوض و نلعب فانزل الله فيهم ماتسمعون۔

تفسیر درمنثور ص ۲۵۴ ج ۳

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے ساتھ منافق لوگ

بھی ملے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا کیا یہ آدمی امید کرتا ہے کہ اس کے لئے شام کے محلات اور خزانے کھول دیے گئے ہیں دور ہو دور ہو (معاذ اللہ) تو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اطلاع دے دی اس کی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو روکنے کا حکم فرمایا پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا تم نے ایسے ایسے کہا؟ اے اللہ کے نبی ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔

(معاذ اللہ) تو اللہ نے ان کے بارے میں "ما تسمعون" والی آیت نازل فرمائی۔ یہ سوقیانہ اور گستاخانہ انداز منافقین کا تھا محبت کاملہ ادب اور احترام اور غلامی رسول ﷺ صحابہ کرام کے رگ و ریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی یہی انداز محبت رسول اور غلامی کا صحابہ کرام کے قیامت تک کے سچے متبعین کا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے رد کے طور پر یہ آیت بڑے زور و شور سے پیش کی جاتی ہے "و ما ادری ما یفعل بی ولا بکم" حالانکہ یہ آیت مبارکہ منسوخ ہے اور "لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر" یہ آیت اس کی ناسخ ہے پہلے علم نہیں تھا بعد میں اللہ نے علم عطا فرمادیا

عن ابن عباس قل ما كنت بدعا من الرسل يقول لست باول الرسل وما ادری ما یفعل بی ولابکم فانزل الله بعد هذا ليغفرلك الله ما تقدم من ذنبك و تأخر وقوله ليدخل المؤمنين والمؤمنات جميعا الاية فاعلم الله سبحانه لنبيه مايفعل به و بالمؤمنين جميعا درمنثور ص ۳۸ ج ۶

مختصر یہ کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اللہ نے اپنے نبی کو علم دے دیا کہ وہ آپ سے اور تمام مومنین سے کیا کرے گا۔ پھر بھی اس آیت کو نبی کریم ﷺ کے علم کے رد میں پیش کرنا سراسر جہالت اور حق پوشی ہے۔ یہ گستاخی رسول نہیں تو اور کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

دوسری آیت مبارکہ

"علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول"
اس آیت مبارکہ میں ذاتی علم کی نفی ہے عطائی کی نفی نہیں۔ عامۃ الناس کی نفی ہے خواص کی نفی نہیں۔ "الا من ارتضی من رسول" میں واضح ہے تو نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کونسا رسول اللہ کو پسندیدہ ہے کہ جس کو اللہ علم غیب عطا کرے اور اپنے حبیب ﷺ کو عطا نہ کرے۔ یہ آیت بھی پیش کی جاتی ہے "وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسله من یشاء" اس آیت مبارکہ میں بھی نفی ذاتی علم کی ہے عطائی کی نہیں۔ "وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب" ہے تو "ولکن اللہ یجتبی من رسله" بھی اس کے آگے ہے۔

اللہ نے اپنے حبیب کو ساری کائنات میں سے افضل بنایا ہے آپ ﷺ سید الانبیاء والمرسلین ہیں۔ اللہ نے آپ کو غیوب کے علوم عطا فرمائے ہیں یہ آپ کا معجزہ ہے کتنے عطا فرمائے ہیں یہ دینے والا خدا جانے یا لینے والا حبیب خدا جانے۔ مخلوق میں سے کس کی مجال ہے کہ اس کی حد بندی کرے۔ جو اس میں پڑے وہ مرے جو سر تسلیم خم کرے وہی دنیا و آخرت میں محفوظ رہے۔

اس عظیم الشان موضوع پر فاضل دوست حضرت علامہ مولانا حافظ محمد نصر اللہ چشتی صاحب کی یہ سعی جمیل ہے اور محبت رسول ہے کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے ثبوت میں دو سو سے زائد احادیث صحیحہ جمع فرمائی ہیں اللہ تعالی ان کی اس عظیم الشان کوشش کو قبول فرمائے اور خلق کے لئے اصلاح کا سبب بنائے۔ فلاح دارین عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین۔

اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد بعدد حسنه و جماله وفضله و کماله وجوده ونواله وعزه وجلاله وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی اله واصحابه وامته اجمعین الی یوم الدین برحمتك یاارحم الراحمین

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

مکتبہ جمال کرم

Voice 92-42-7324948 Mobil. 0321-4300441
Adnan Graphic 0321-4174818, 0300-4384927